حیات داؤد

(منقول از رسالہ مسیحی امرتسر)

مصنّفہ

پادری ایف۔ بی۔ مائر صاحب بی۔ اے

مترجمہ

مسٹر ایم۔ ایل۔ رلیارام صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔
وکیل پنجاب چیف کورٹ امرتسر

پنجاب رلیجس بُک سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

۱۹۰۷ء

فہرست کتب

(ترجمہ مسٹر ایم - ایل رلیا رام صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی)

(کتب جن کو پنجاب ریلجس بک سوسائٹی نے شائع کیا)

شہیدان کارتھج - اُردو تقطیع $\frac{18 \times 22}{8}$ صفحہ ۴۸۰ اسٹف کور ۱۲ر کپڑے کی جلد

" رومن اُردو " زیر طبع

طریق تسلیم - مصنفہ پادری انڈریو مرے صاحب - اُردو - تقطیع بڑی صفحہ ۲۳۲ سادہ ۶
اسٹف کور ۸ر کپڑے کی جلد ۱۲ر

" رومن اُردو - تقطیع $\frac{18 \times 22}{8}$ اسٹف کور قیمت . . . .

یادِ محبوب - مصنفہ پادری جے - آر مکڈف صاحب ڈی - ڈی - اُردو چھوٹی تقطیع
۲۵۲ کپڑے کی جلد ۸ر اسٹف کور ۶ر سادہ ۴

" رومن اُردو - چھوٹی تقطیع صفحہ ۲۵۲ کپڑے کی جلد ۸ر - اسٹف کور ۱

مکتب مسیح میں دعا کی تعلیم - مصنفہ پادری انڈریو مرے صاحب - اُردو بڑی ت
۲۵۸ - کپڑے کی جلد ۱۲ر اسٹف کور ۸ر سادہ ۶ر

مسیح کا سفر - مصنفہ جان بنین صاحب - اُردو - حصہ اوّل تقطیع $\frac{18 \times 22}{8}$ صفحہ
اسٹف کور قیمت ۶ر کپڑے کی جلد معہ تصاویر رنگین ۱۲ر حصہ اول و دو
کپڑے کی جلد قیمت بلا تصویر ۱؎ و با تصویر رنگین ۱؎ +

" رومن اُردو حصہ اوّل تقطیع $\frac{18 \times 22}{12}$ صفحہ ۳۸۸ معہ تصاویر سادہ قیمت ۱؎ معہ تصاویر
رنگین ۱؎

یسوع مسیح کی تعلیم - مصنفہ لارڈ نارتھ بُرک صاحب سابق گورنر جنرل ہند - تقطیع
$\frac{18 \times 22}{16}$ اُردو صفحہ ۱۱۲ - اسٹف کور ۱ر کپڑے کی جلد ۲ر +

پنجابی زبور - مصنفہ پادری ایف - بی - مائر صاحب بی - اے اُردو چھوٹی تقطیع
صفحہ ۵۰۰ اسٹف کور ۴ر کپڑے کی جلد ۸ر +

فہرست مضامین

حیاتِ داؤد

چوپان۔ زبور نویس اور بادشاہ

دیباچہ

داؤد کی حیات نہایت دلکش اور اُس کی سیرت بڑی عبرت بخش ہے۔ نہ صرف اُن متقدسین کے لئے جن کے خیالات کا اظہار اُس کے لاثانی مزامیر میں پایا جاتا ہے بلکہ تمام اشخاص کے لئے کیونکہ اُن میں انسانیت یا انسانی تجربہ اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کا ذکر ہے۔ اور اُن میں ایسی سخاوت اور شجاعت کا بیان ہے جن کے ہر زمانہ میں ہر قسم کے لوگ مداح و ثناخواں رہے ہیں +

اس رسالہ میں داؤد کی حیات کے ہر ایک حصہ کا مختصراً ذکر کیا گیا ہے۔ ہر اُن امور کا بیان وضاحت کے ساتھ ہوا ہے۔ جن سے کہ چوپان شاہ بلند اقبال بن گیا۔ انہی منزلوں میں اُس کی سیرت پختہ ہوئی۔ اس کے سبب سے شیریں زبور لکھے گئے۔ اور اُس نے وہ وہ عجیب تجربے حاصل کئے جن سے وہ عام انسانی فطرت کو ایسی خوبی سے سمجھتا اور اُس کا اظہار کرتا تھا +

دُنیا کا خوش الحان گویا۔ انسانی رشتہ کے اعتبار سے مسیح کا بزرگ۔ ایک

شاہی خاندان کا بانی۔ ایک نبی جو رُوح القدس سے ملہم تھا۔ اور اُس کا نمونہ اور پیشرو جو حالانکہ اُس کا بیٹا پر اُس کا خداوند بھی تھا۔ اور ایک ایسا مرد جس سے خدا خوش تھا۔ اور جس نے خداوند کی نگاہ میں نیکوکاری کی۔ اور جب تک جنیا رہا۔ خداوند کے کسی حکم سے مُنہ نہ موڑا۔ بگر اور یاہ حتی کے جور و کے مقدمہ میں اس بزرگ کو زمانہ کے آخر تک ہر ایک محبت اور عزت کے الفاظ سے یاد کریگا +

پہلا باب

بھیڑ سالہ

۱ سموئیل ۱۶ : ۱

داؤد کی چڑھتی جوانی کے کارناموں اور ضدی اور خودرائے شاہ ساؤل کے رد کئے جانے کے بیان میں کیسا تفاوت پایا جاتا ہے +

ساؤل کے سے زریں موقعے شاید ہی کسی اور کو نصیب ہوئے ہوں۔ خدا نے اُس کو اعلے درجے کی لیاقتیں بخشی تھیں شکل صورت کا وجیہ اور عجیبا اور خود پیچر کا عزیز... وہ اس قابل تھا کہ تواریخ میں اُس کا نام ہمیشہ تک مشہور رہتا۔ اُس کے پہلے مردانہ کام یعنی جیبش جلعاد کی فتح ہی سے اُس کے احباب کی بڑی سی بڑی اُمیدیں واجب مان لی گئیں۔ لیکن اُس کے عروج اور اقبالمندی کے روز روشن پر ادبار و مایوسی کی شب تاریک جلد چھا گئی۔ اُس کا سموئیل کے آنے سے پہلے ہی قربانی چڑھانے میں بے صبری دکھانا۔ اُس کا یونتن کے مار ڈالنے کی منت باندھنا۔ عمالیق کے بارہ میں صاف احکام کی خلاف ورزی کرنا۔ یہ سب باتیں اس امر کا ثبوت تھیں کہ وہ خدا کے نائب ہونے کے لائق

نہ تھا۔ بلکہ اسی قابل تھا کہ بادشاہی سے جُدا کیا جائے +

اُس کی برطرفی کا آخری اشتہار جلجال میں دیا گیا۔ کنعان میں داخل ہوتے وقت اُسی جگہ اسرائیل نے یشوع کے کہے پر نامختونی کی ملامت کو دور کیا۔ یہ جگہ صرف اُس شرط کی طرف اشارہ کرتی تھی جس سے خدا انسانی وسیلوں سے کام لے سکتا ہے۔ لیکن ساؤل نے کسی فروتنی کا اظہار نہ کیا۔ اُس کی ضد نہ ٹوٹی اور اُس نے اپنے جسم کی خواہشوں پر قابو نہ پایا۔ داؤد اپنے باپ کی بھیڑوں کی رکھوالی کرتے وقت بلایا گیا تو ساؤل اپنے باپ کے گم شدہ گدھوں کی تلاش کرتے ہوئے۔ اور اُس کی طبیعت میں ضد اور بادِ ہوائی پن بہت کچھ پایا جاتا تھا۔ جن پر اُس نے قابو پانے کی کوشش نہ کی۔ ساؤل نے خداوند کے سخن کو رد کیا اور خداوند نے اُس کو بادشاہی سے رد کر دیا +

جلجال سے ساؤل تو اپنے گھر کو جبعہ میں جو بنیمین کی پہاڑیوں پر واقع ہے چڑھ گیا اور سموئیل جنوب کی طرف راماؔ کو گیا کیونکہ اس کا گھر وہیں تھا۔ وہاں اُس نے بیس سال تک اسرائیل کی عدالت کی تھی اور وہاں وہ لوگوں کی نظروں میں باپ اور کاہن سے پیارا اور صاحب عزت تھا اور گھر گھر مردِ خدا کے نام سے مشہور تھا۔ (۷: ۱۷ + ۹: ۶ و ۱۰ و ۱۲) وہیں وہ ساؤل پر ماتم کرتا رہا تھا کوئی بُرا آدمی تنبیہ پانے اور ماتم کئے جانے بغیر بحرِ ہلاکت میں غرق نہیں ہوتا۔ لیکن الٰہی ارادہ اس امر کا انتظار نہیں کرتا کہ اُس کا ماتم اور ہمدردی کے آنسو جو اُس کے بہائے جاتے ہیں ختم ہولیں۔ اسی طرح ہمیں بھی یہ واجب نہیں ہے کہ کسی مرحوم کی قبر کے پاس زیر زمین گئے ہوئے مدتیں گذر چکی ہوں اور جس کو خدا کی رُوح بھی چھوڑ گئی ہو کھڑے رہیں۔ لیکن یہ واجب ہے کہ جب خدا اپنی قدرت کا منظر بنیمین کی پہاڑیوں سے اُٹھا کر بیت لحم کی خوشگوار سرزمین میں لے جاتا اور ہمیں یسّی کے ہاں لاتا ہے تو ہم بھی اُٹھ کر اُس کے ساتھ ساتھ ہولیں +

خدا اور انسان کی خدمت کے لئے بڑے بڑے عہدوں پر پہنچنے جانے

کے دو پہلو - الہی اور انسانی ہیں - خدا کا چُننا اور انسان کا محنت و جانفشانی کرنا - آسمان پر سے طلبی کا آنا اور اُس کا زمین پر سے جواب دیا جانا - اسلئے ہم کو اِن باتوں پر غور کرنا چاہیئے +

۱ - خدا میں داؤد کی اصل +

۲ - یسی کا تنا یعنی وہ مقامی حالات جن سے جوان پر اثر ہُوا +

۳ - ایک شریف زندگی کا آغاز +

۱ - **داؤد کی اصل** - یشعیاہ کی پیشینگوئی میں ہے - بار اور مکاشفہ کی کتاب میں دو دفعہ ہمارے خداوند کو داؤد کی اصل کہا گیا ہے - "یہوداہ کے فرقے کا ببر جو داؤد کی اصل ہے اس کتاب اور اُس کی ساتوں مہروں کے کھولنے کے لئے غالب آیا" - اور پھر خداوند نے مکاشفہ میں خود فرمایا کہ "میں یسوع داؤد کی اصل و نسل اور صبح کا چمکتا ہوا ستارہ ہوں" +

اس سے ہمیں ایک پُرانی جڑ کا خیال پیدا ہوتا ہے جو زمین کے تلے دور تک چھپی ہو اور جس کی شاخیں اور ریشے باہر دور تک پھیلے ہوں - داؤد کی سیرت ابن اللہ کی زندگی سے نکلی - پیشتر اس کے کہ اُسنے (ابن اللہ نے) انسانی جسم اختیار کیا - داؤد اُس کا نمونہ بھی تھا - یسوع داؤد کا بیٹا تھا اور تاہم ایک اور معنی میں وہ اُس کا بزرگ اور مورث اسلئے بھی تھا - یسوع ناصری داؤد کا خداوند اور اُس کا بیٹا بھی ہے - (مرقس ۱۲ : ۳۵ - ۳۷) +

داؤد کے چُنے جانے کی نسبت چار باتوں کا اظہار ہے - جن میں سے آخری سے یہ عقدہ حل ہو جاتا ہے +

خداوند نے ایک شخص اپنے دلخواہ کو طلب کیا ہے (۱ سموئیل ۱۳ : ۱۴) کسی کو اُس دن یا گھڑی کا پتہ نہیں جبکہ خدا برگزیدہ ظروف اور بیش قیمت موتیوں کی تلاش میں اُس کے پاس سے گزریگا - جب ہمیں خیال تک نہ ہو - کہ خدا روزمرہ کی معمولی باتوں میں ہمیں آزماتا اور پرکھتا ہے - اور یہ معلوم کرنے کے لئے بڑے بڑے کاموں میں ہم وفادار و دیانتدار رہینگے

یا نہیں۔ اس لئے ہم ہمیشہ مستعد رہیں۔ ہماری کمریں بندھی رہیں۔ ہمارے چراغ جلتے رہیں اور ہمارے جال مرمت کئے ہوئے اور صاف ہوں +

میں نے اپنے بندے داؤد کو پایا (زبور ۸۹: ۲۰) تو قاپندرہ باب میں جو تین دفعہ پایا (نیا ترجمہ مل گیا) کا لفظ آیا ہے اور جس خوشی کا اظہار اُس میں پایا جاتا ہے۔ ویسی ہی خوشی اُس آواز سے ٹپکتی ہے۔ جب سموئیل نے داؤد کو بلا بھیجا تھا۔ اُس سے کہیں پیشتر داؤد پایا گیا تھا۔ یہ کونسی مبارک گھڑی تھی؟ کیا علے الصباح ہی جبکہ نوجوان گڈریا اپنی بھیڑوں کو باڑے سے چراگاہ کی طرف لے جاتا تھا یا ذرا دن چڑھے جب اُس نے دلیر ایمان کے جوش میں ایک ببلے کو شیر کے مُنہ سے چھڑایا یا اُس وقت جب وہ اپنی بھیڑوں کی رکھوالی کرتا تھا کہ چوپانی زبور (۲۳ زبور) کا خیال پہلے پہل اُس کے دل میں پیدا ہُوا۔ یا رات کے وقت جب اُس نے آسمانوں کو خدا کا جلال ظاہر کرتے سُنا؟ اور کیا اس نے مالک کی طلبی کا خوشی سے دل ہی دل میں جواب نہ دیا۔ جیسے مسیح کے شاگردوں نے اُس وقت دیا تھا جب خداوند نے اُن کو اپنے جالوں کی مرمت کرتے وقت پایا اور فرمایا تھا کہ "میرے پیچھے آؤ" +

اُس نے اپنے بندے داؤد کو برگزیدہ کیا۔ (زبور ۷۸: ۷۰) لوگوں نے ساؤل کو چُنا پر خداوند نے داؤد کو۔ یوں وہ دلاور ہُوا۔ وہ جانتا تھا کہ خدا کا ارادہ میرے نیچے اور میرے پیچھے ہے اور جب بعد میں ساؤل اُس کے قابو میں چڑھ گیا یا میکائیل نے اُس کے ناچنے پر اُس کو طعن کیا تو اس خیال سے وہ مضبوط اور قائم رہا کہ میں خدا کی طرف سے مقرر کیا گیا ہوں۔ جب ہم خدا کی برگزیدگی کی چٹان پر کھڑے ہوں اور اُس کو یہ کہتے سُنیں کہ "یہ میرا نام ظاہر کرنے کا میرا چُنا ہُوا وسیلہ ہے"۔ تو ہم کو اپنی جگہ سے کوئی نہیں ہٹا سکتا +

خداوند نے اُس کو اپنے لوگوں کا پیشوا مقرر کیا۔ (۱ سموئیل ۱۳: ۱۴) رتبہ اور عہدہ صرف انسانی نوازش یا انسانی محنت ہی سے نہیں ملتے۔ یہ خداوند کی طرف سے ہیں۔ وہی تخت سے اُتارتا اور وہی تخت پر بٹھاتا ہے ساؤل نے سو سو جتن کئے داؤد کی بیخکنی میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا لیکن

اُس کی گھٹتی ہوئی قوت کے کھنڈرات میں سے داؤد کا اختیار ایسے ظاہر ہُوا جیسے
بادلوں کی گھنگور گھٹا سے سُورج نکل آئے۔ کیونکہ خدا کی مرضی ایسی ہی تھی۔
آپ کو خدا کی خدمت کے لائق بناؤ۔ وفادار رہو۔ وہ تم کو خدمت پر فی الفور مامور
کریگا۔ ترقی نہ مشرق سے آتی ہے نہ مغرب سے بلکہ اوپر سے (خدا کی طرف
سے) +

میں نے اپنے لئے بادشاہ ٹھیرایا ہے (۱ سموئیل ۱۶: ۱) بس اِس
سے سب بھید کھل جاتے ہیں۔ الہٰی سامان ہر ضرورت کو پورا کرتا اور ہر فکر کو
دور کرتا ہے۔ ہم کو اس قسم کی فکر کرنی واجب نہیں کہ ہائے ہمارے ملک یا کلیسیا
کا حال کیا ہوگا۔ خدا نے تمام ضرورتوں اور تکلیفوں کا سامان کیا ہے۔ کسی
ایسی بیراہ جگہ میں جس کا ہم کو خیال تک نہ ہو۔ کسی گڈریہ کی جھونپڑی یا کاریگر
کی دکان میں خدا نے اپنا ہتھیار تیار کرکے رکھا ہے۔ تیر ابھی تک اُس کے ترکش
میں چھپا ہے یا شاید ہاتھ ہی میں ہے۔ لیکن ٹھیک اُس وقت جبکہ وہ اپنے
ہدف پر جا لگیگا وہ چلایا جائیگا +

۲۔ یسی کا گھرانا ۔ اب ہم ذرا اُن امور پر غور کریں جنسے داؤد کی سیرت کی
پختگی پر اثر پڑا اس کا خاندان اُس جدّی مکان میں رہتا تھا۔ جہاں رُبیس بوعز
نو آب کا گلاب لایا۔ شاید فلسطی چھاؤنی کے سبب جو اس قصبہ میں تعین تھی
وہ بوسیدہ ہو گیا تھا۔ اُس کے گلے میں گنتی کی بھیڑیں تھیں اور جو ہدیہ یسّی
نے اپنے جنگی بیٹوں کو بھیجا وہ کچھ بہت نہ تھا۔ اُس نے بڑی جان جوکھوں
سے آٹھ لڑکوں اور دو لڑکیوں کے خاندان کی پرورش کی +

داؤد اپنے باپ کا کہیں ذکر نہیں کرتا لیکن دو دفعہ اپنی ماں کو خُداوند
کی بندی کے نام سے یاد کرتا ہے۔ اُسی سے اُس نے شاعرانہ مذاق اثر پذیر مزاج
اور رُوحانیت حاصل کی۔ باپ کے نزدیک تو وہ محض ایک لڑکا تھا جو بھیڑوں
کی رکھوالی کرتا تھا۔ اور وہ اس لائق نہ تھا کہ مذہبی جلسے میں بلایا جاتا۔
لیکن اپنی ماں کا وہ دلارا تھا اور غالباً یہ زبور جنسے دُنیا بھر نے تسکین و تسلی

پانی ہے پہلے پہل اُسی نے مُنے اُس نے باپ اور ماں دونوں کی پاسبانہ محبت سے خبرداری کی اور جب ساؤل کی ایذارسانیوں کے طوفان میں اُس کی وجہ سے اُن کا بھی سلامتی سے رہنا دشوار معلوم ہوا تو اُس نے ان کو شاہ مواب کی حفاظت میں کر دیا +

انبیاء زادوں کے اُن مدرسوں سے بھی اس جوان کو فائدہ ہوا ہوگا جو سموئیل نے نے اسرائیل میں شریعت کے علم قائم رکھنے کے لئے اپنی دانشمندی اور دور اندیشی سے جاری کئے تھے۔ اُن پر رُوح القدس کی قدرت بکثرت نازل ہوئی تھی اور وہ اسرائیل کے حق میں بہت ہی مفید ثابت ہوئے۔ اِن مدرسوں کے طالب علم بیت لحم کو اکثر جاتے تھے اور اُس نوجوان سے ریا گڈریے پر اُن کی باتوں کا بہت اثر ہوا۔ اِن ہی سے اِس نے اپنے گیتوں کو راگ اور سُر میں گانا سیکھا۔ وہ اپنی بربط لیکر اُن کے ساتھ ہو لیتا تھا۔ اور ان ہی سے اُس نے کلام اللہ کی قدر کرنی سیکھی +

لیکن نیچر (فطرت) اس کی دایۂ رفیق اور اُستاد تھی۔ بیت لحم یروشلم سے ۶ میل جنوب کو اُس سڑک پر جو حبرون کو جاتی ہے۔ اور بحر رُوم کی سطح سے دو ہزار فٹ بلندی پر ایک کوہستانی سلسلہ کے نشیب میں واقع ہے۔ اس کے دو نو طرف گہری وادی ہے۔ مشرق کی طرف کچھ فاصلہ پر یہ دونو وادیاں باہم ملتی اور بحر مُردار کی طرف جاتی ہیں۔ پہاڑیوں کی اُترائی میں کھجور۔ زیتون اور انگور بکثرت پیدا ہوتے ہیں اور وادیوں میں بڑی زرخیز فصل اُگتی ہے۔ روت نے یہیں بُھٹے چُنے تھے اور اسی سے اس جگہ کا نام بیت اللحم پڑ گیا۔ بیت لحم کے اِردگرد جو جنگل ہیں وہ کوئی ایسے خوبصورت نہیں۔ لیکن جنگل سُنسان اور ایسے ہیں کہ انسان کی سیرت کو خوب مضبوط کر دیتے ہیں۔ یہاں چوپان اکثر اپنے گلے رکھتے ہیں۔ یہیں داؤد نے اوّل اوّل نیچر کی خوبصورتی کو دیکھا اور چوپانی خدمات کا علم حاصل کیا جو اُس کے بعد کی زندگی اور نظموں سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور اُسی طرح جیسے کہ رنگ سے رنگساز کے ہاتھ رنگے رہتے ہیں +

اُس کی جوانی کے مکتب اور معلم ایسے تھے۔ لیکن سب سے بڑھ کر اثر اُس کے دل پر رُوح القدس کا ہوا جو اُس کے جوان دل پر جنبش کرتا تھا۔ اُسے سکھاتا تحریک

دلانا اور اسکی سیرت کی گویا مستقل کرتا تھا نیچر اور کا شفہ کی کتاب جو اُسکے سامنے کھولی گیا اور اسکے دلیں خدا کی
طرف سے ایسا ایمان اور بھروسہ ڈالتا تھا جیسکہ بے زبان جانور اُسکے اوپر بھروسہ رکھتے تھے جیسے
روحانی عالم ویسے ہی جسمانی عالم میں بھی وُہ مدتوں بعد کہہ سکتا تھا کہ۔

جب میں پوشیدگی میں بنایا گیا تو میری ماہیت تجھ سے چھپی نہ تھی۔ اور اسفل میں
میرے جسم کے اعضاء عجیب طرز سے بنائے گئے +

۳۔ ایک شریف زندگی کا آغاز۔ وہ اپنے بڑے بھائی الیئبو کی مانند قوی ہیکل
نہ تھا جس کا کہ بڑھے نبی پر ایسا اثر ہوا۔ لیکن وہ مضبوط اور دلیر تھا۔ اس کے قدم
ہرن کے سے سبک رفتار تھے۔ وہ دیواروں پر سے کود جاتا اور لشکروں کو پیچھے
چھوڑ جاتا تھا۔ فولادی کمان کو وہ اپنے مضبوط بازوؤں سے دو ٹکڑے کر دیتا تھا
اس کی گوپھن کا نشانہ بھولے سے بھی خطا نہ کرتا تھا۔ جسم کا تو اتنا ہلکا کہ زرہ
بکتر پہن نہ سکتا تھا لیکن مضبوط ایسا کہ شیر یا ریچھ کو پھاڑ دیتا تھا۔ اس کے
چہرے سے توانائی ٹپکتی تھی اپنے سیاہ فام رقیبوں کے مقابلے میں اس کی نیلی
آنکھیں اور اس کی سفید رنگت بڑی سہاونی معلوم دیتی تھی۔ اس میں شاعرانہ
نازک خیالی کے ساتھ بڑی ہمت و شجاعت بھی پائی جاتی تھی۔ اس کا لباس
سادہ اور ایک معمولی چوغہ تھا اور گوپھن اور عصا اس کے اسلحۂ جنگ تھے +

اِس کے جو زبور اِس عمر سے منسوب کئے جاتے ہیں اُن سے اسکا حال دِل خوب ظاہر ہوتا ہے
کیونکہ وہ غم و فکر اور لڑائی جھگڑے کے خیالوں سے بالکل مبرا ہیں۔ وُہ آٹھواں اُنیسواں اور
تیئیسواں ہیں۔ ان میں اِس امر کا تعجب پایا جاتا ہے۔ کہ خداوند انسان کا فکر کرے
اس کے ساتھ ہی اسبات کا بھی پورا پورا یقین ہے کہ وہ میرا چوپان ہے آسمانوں کی ہیبت
اُس پر بڑا گہرا اثر ہوا تاہم اُس کو اسبات کا بھی یقین تھا کہ خدا کے فرمان بھی الٰہی ہیں وہ نہانی
کمزوریاں رکھتا ہو لیکن جو عمداً کئے جاتے ہیں خائف اور ستائش کے اُس راگ میں شریک ہونے کا
فکرمند تھا جو نیچر کے سرود خانہ سے آتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کو اس امر کا یقین
بھی تھا کہ اُس کی رُوح میں ایسے ایسے جذبات اور حسات ہیں جن میں وہ حصہ نہیں
لے سکتا اور جن کے ہونے سے وہ اپنی رُوح کا سردار کاہن اور سرود خواں ٹھہرا تھا

لیکن ان کا ذکر ہم پھر کرینگے +

آہ - بے ریا مبارک لڑکے! تجھے کچھ بھی خبر نہیں کہ تیرے مرتے دم تیرے بلند اقبال بیٹے سلیمان کے تخت سلطنت پر جلوس فرمانے پر شادیانوں کی آواز تیرے کانوں میں آئیگی مطلق خبر نہیں کہ تیری یہ پاک طبیعت ایک دن بڑے سخت دھبّہ سے داغدار ہوگی - لیکن تیرا خدا تجھ سے محبت رکھتا ہے اور جب ہم تیری عجیب حیات کے صفحوں کو اُلٹائیں تو تو ہمیں کئی کارآمد سبق سکھائیگا - اور اُس وقت جبکہ ہم تجھے شاعر - مغنّی - سپاہی - جلاوطن اور بادشاہ کی حیثیت میں دیکھیں اور ان حالتوں کے تذکرہ کو اُس روشنی میں پڑھیں جو تیرے اس عظیم الشّان بیٹے کے رُخِ انور سے نکلتی ہے جو جسم کے اعتبار سے داؤد کی نسل سے پیدا ہوا لیکن مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے سبب خدا کا بیٹا قرار دیا گیا +

دوسرا باب

اُس دن سے

(۱ سموئیل ۱۶ : ۱۳)

داؤد کی حیات پر ہم خواہ کسی پہلو سے نظر ڈالیں وہ نہایت عجیب ہے - ایمان میں ابرہام اور خدا کے ساتھ لگاتار رفاقت رکھنے میں موسیٰ اور جوش و سرگرمی میں ایلیاہ شاید اُس سے بڑھ کر تھے - لیکن ہر پہلو سے من کلّ الوجوہ جو بخششیں یسی کے بیٹے کو ملیں وہ کسی اَور کا حصّہ نہ تھیں +

کسی کی زندگی میں ایسے نشیب و فراز نظر نہیں آتے - چوپان اور بادشاہ شاعر اور سپاہی - وہ کبھی تو اپنے لوگوں کا پیشوا اور رفیق اور کبھی یہودیہ کی غاروں میں جلاوطن اور خانہ بدوش - یونتن کا پیارا - ساؤل کے ہاتھوں ایذا اُٹھانیوالا تھا ایک

دن تو فلسطیوں پر فتح پاتا ہے اور دوسرے دن اُن کے ہمراہ میدان جنگ میں آتا ہے لیکن ہر بات میں معلوم ہوتا تھا کہ اُس کو خدا اور آدمیوں کے نزدیک ایسی قوت حاصل ہے جو اُس کے دل آویز طور وطریق۔ اُس کی دلفریب خوبصورتی اُس کی جبلی لیاقت یا دل کی روحانیت سے اُس کو مل نہیں سکتی تھی۔ اُس کی حیات کے ان تمام پہلوؤں پر غور کرنے سے بھی اُس کی قوت کا راز ظاہر نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ یہ معنی خیز الفاظ ہماری نظروں سے نہ گزریں کہ "خداوند کی روح اُس دن سے ہمیشہ داؤد پر اُتری رہی"۔

۱۔ اُس دن کا آغاز اور معمولی دنوں کی طرح ہوا۔ یہ لڑکا گھر سے چل نکلا کہ بھیڑوں کو شبنم سے تر چراگاہوں کو لے جائے۔ وہاں جا کر وہ اپنے کئی فرائض کی بجا آوری میں لگا رہا۔ کمزور بھیڑوں کو حوصلہ دینا۔ بیماروں کو شفا زخمیوں کو مرہم پٹی کرنا۔ اور گم شدوں کو ڈھونڈھتا رہا یا شاید اپنے لحن داؤدی سے اُس نے آبِ رواں بھی تھما دیا ہوگا۔ "اور اُڑتے پرند بھی کھڑے ہو گئے ہونگے"۔ کیونکہ بربط بجانے میں وہ ید طولےٰ رکھتا تھا"۔

وہ اپنی چوپانی خدمات میں مصروف تھا۔ کہ ایک قاصد ہانپتا ہوا پہنچا۔ اور اُسے خبر دی۔ کہ سموئیل نبی شہر میں آئے ہیں۔ اور جب تک تم نہ آؤ دعوت میں شریک نہیں ہونے کے۔ اسلئے تمہارے باپ نے تمہیں بلا بھیجا ہے۔ یہ سُنتے ہی خوشی سے اُس کی باچھیں کھل گئی ہونگی۔ پہلے وہ کبھی یوں بلایا نہیں گیا تھا۔ ابھی تک اُس کا باپ اور بھائی اُس کو محض "ایک لڑکا سمجھتے تھے جو بھیڑوں کی رکھوالی کرتا تھا"۔ اِس کے بغیر خاندانی زندگی کا حلقہ کامل سمجھا جاتا تھا۔ اُس کا باپ اور بھائی بلا لحاظ اس لڑکے کے جس نے اُن کے نام کو غیر فانی بنانا تھا اپنے کام کاج اور عیش وعشرت میں لگے رہتے تھے۔ مگر اُس نے بڑے صبر سے اِن سب باتوں کی برداشت کی اس کا دل مغرور نہ تھا نہ وہ بلند نظر تھا۔ اور اُن معاملوں اور باتوں میں جو اُس کے لئے نہایت عجوبہ اور زیادہ اہم تھیں وہ دخل نہیں دیتا تھا۔ اُس نے اپنے جی کو اُسی طرح

تسکین دی جس طرح کہ دودھ سے چھڑائے ہوئے لڑکے کے دل کو تسکین دی جاتی ہے۔ تاہم اُسکو اِس دریافت سے نہایت خوشی ہوئی کہ سموئیل کی نظروں میں خاندانی حلقہ میرے بغیر کامل نہیں۔ اُس نے اسلئے بھیڑوں کو قاصد کی زیر نگرانی چھوڑ کر فوراً گھر کی راہ لی +

اِس کے آنے سے پیشتر سموئیل لیسی اور اُس کے بیٹوں کی تقدیس کر چکا تھا تاکہ وہ اُس ضیافت کے لائق ہوں جس میں دینی اور سوشل دو نو اجزا شامل تھے۔ داؔؤد کو ایسی تقدیس کی ضرورت نہ تھی۔ اِس کی پاک اور بے ریا رُوح کا خدا کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ اور وہ پاکیزگی کے بے داغ جامہ سے ملبس تھا۔ ہم کو ایسی زندگی بسر کرنی چاہیئے کہ آنے والی ساعت میں خواہ کچھ واقع ہو ہم اُس کے لئے تیار رہیں۔ رُوح خدا کی شراکت میں رہے۔ جامہ بے داغ ہو۔ کمر بندھی رہے اور چراغ جلتا رہے۔ روزانہ زندگی کے عام فرائض کی بجاآوری اُن خاص کاموں کی بہتر تیاری ہے جو دفعۃً ہمارے سپرد کئے جائیں +

۲۔ پہلی تربیت کی یہ تکمیل تھی۔ ہمیں یہ خیال نہ کرنا چاہیئے۔ کہ خدا کی رُوح اب پہلی ہی بار داؤد پر اُتری۔ ایسا خیال اِس واقعہ کی خاص تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ بائبل میں رُوح القدس کے ازسرنو زندگی دینے والے اور مسح کرنے والے فضل کے مابین امتیاز کیا گیا ہے۔ برسوں سے غالباً داؤد کے دل پر یہ تاثیر ہو رہی تھی۔ لیکن اُس دن تک اُس نے رُوح القدس کے مسح کو جس کا نشان تیل کا مسح ہے اور جو روحانی کام کی کامیابی کے لئے ازحد ضروری ہے۔ محسوس کیا نہیں ہوگا +

ہمارا خداوند رُوح سے پیدا ہوا۔ لیکن تیس برس کی عمر تک جبکہ وہ اپنے پبلک کام کے شروع میں بپتسمہ پاکر دریا سے نکلا خدمت کے لئے مسح نہ کیا گیا + اپنے پہلے وعظ میں یسُوع اِسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کہ "خداوند کی رُوح مجھ پر ہے اس لئے اُس نے مجھے مسح کیا" (لوقا ۴: ۱۸) پنتیکوست سے پیشتر ہی رسُولوں کو رُوح القدس کے وسیلے نئی زندگی مل چکی تھی لیکن لوگوں کو خدا کی

طرف کھینچ لانے کے لئے قوت پانے کے واسطے انہیں بند دروازوں میں انتظار کرنا پڑا۔
اکثر ایسے آدمی ہمارے دیکھنے میں آئے ہیں جو بلاشک خدا کے فرزند ہیں لیکن جن کو اُس
کے نام کی گواہی دینے یا اس کے لئے کلام کرنے یا لوگوں کے شک و شبہ دور کرنے
اور اُن کے دلوں کو پھیر دینے کی طاقت حاصل نہیں۔ اُن کو کچھ ایسی چیز درکار
تھی جیسے تار کو برق یا بارود کو دیا سلائی درکار ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ
خدا کا رُوح اُن میں ہے تو لیکن اُن پر اُترا نہیں۔ یہ بھی ہمارے مشاہدہ سے گذرا
ہے۔ کہ ایسے شخص گویا بیدار ہو جاتے اور الٰہی مسح کا دعوے کرتے اور دفعۃً نئی زبانوں
میں بولتے ہیں اور لوگ اُن کے گناہ اور راستبازی اور آنے والی عدالت کے بیان
سے حیران رہ جاتے ہیں +

جب تک کہ پہلے سے یہ مبارک اثر دل پر نہ ہو خدمت کے لئے یہ مبارک مسح ہمارا
حصہ ہو نہیں سکتا۔ خدمت کے لئے نئی زندگی ہاں خدا کی زندگی درکار ہے۔ اُس کے
لئے غریب مزاجی۔ فروتنی۔ دیانت داری سے فرائض کی بجا آوری۔ معلوم گناہوں
سے پاکی اور خدا کے ساتھ ساتھ چلنا ضروری ہے۔ ضرور ہے کہ تقدیس شدہ
زندگی کی ساری نذر شدہ قربانی پر آسمانی شعلہ اُترے۔ اور چونکہ رُوح القدس
سے یہ سب تاثیریں داؤد کے دل پر پیدا ہو چکی تھیں اِس لئے وہ اُس خاص مسح
کے لئے تیار تھا +

اے ناظر یہ ہو سکتا ہے کہ تم اپنی روزمرّہ کی زندگی میں بھی۔ گو کوئی خاص
دلچسپی کی بات واقعہ نہیں ہوتی۔ کسی ایسے ہی تجربے کے لئے تیار کئے جا رہے
ہو۔ خدا کی چھوٹی سی چھوٹی تحریک کی فرمانبرداری کرو خواہ وہ تمہیں کلام کرنے
کو کہے یا ابتلا اُٹھانے کو۔ تاکہ تم اُس نادر لمحہ کے لئے تیار کئے جاؤ جبکہ تمہارا
حلیم اور بردبار سر اچانک ممسوح کیا جائیگا +

۳۔ یہ مسح سموئیل کے ہاتھ سے عمل میں آیا۔

اس زرگ سن رسیدہ نبی نے اپنے ملک پر بڑے بڑے احسان کئے تھے۔ لیکن اُسے خاص
کر جوانوں کی نہایت فکر تھی +

مدرسۃ الانبیا اسی نے قائم کیا تھا۔ ساؤل پر بھی اُس کی جوانی میں اس بزرگ کی سیرت کا بہت اثر پڑا۔ جب اُسے یہ الٰہی حکم ملا کہ یسی کے ہاں جاکر اُس کے ایک لڑکے کو ساؤل کا جانشین ہونے کو مسح کرے تو غالبًا وہ یسی کے قوی ہیکل لڑکوں سے خوب واقف تھا +

بھیڑ کو اپنے آگے آگے ہانکتا ہُوا بیت لحم کے لمبے بازار میں داخل ہُوا اور بزرگوں کو دعوت کے لئے بلایا تاکہ حاسد اور وہمی بادشاہ کو شبہ پیدا نہ ہو کیونکہ اگر ساؤل کو اُس کو آنے کے اصلی مقصد سے آگاہی ہو جاتی تو وہ اُس کی جان لینے میں دریغ نہ کرتا +

داؤد نے اپنے گاؤں میں پہنچ کر ایک عجیب سماں دیکھا۔ اِس کا باپ یسی اور اُس کے ساتوں بھائی غالبًا اپنے آبائی مکان میں اُس کا انتظار کر رہے تھے۔ کہ وہ آئے تو سب اُٹھیں اُس ضیافت کو جائیں جس میں گاؤں کے سب بزرگ مدعو کئے گئے تھے۔ الیبو اور اُس کے رفیق آج کچھ عجیب سکوت میں تھے۔ کسی اور موقع پر تو وہ اپنی بے صبری اور حقارت کا اظہار کرتے لیکن آج تو اُن پر عجیب سنجیدگی چھائی ہوئی اور اُن کے لبوں پر مُہرِ سکوت لگی ہوئی تھی۔ چلنے سے اُس کا رنگ سُرخ ہوگیا تھا۔ شکیل اور سجیلا تھا۔ اُس کی آنکھوں سے عقلمندی ٹپک رہی تھی اور صورت سے شاہانہ انداز۔ جونہی کہ وہ گھر میں پہنچا۔ خداوند نے سموئیل سے کہا۔ "اُٹھ! اس کو مسح کر کیونکہ یہ وہی ہے۔" تب سموئیل نے سینگ جسے وہ تیل سے اپنے ساتھ لایا تھا لیا اور اُس میں کا تیل اُس لڑکے کے سر پر جو حیرت کا پتلا بنا بیٹھا تھا انڈیل دیا +

شاید اس میں چاہتا ہے۔ کہ حاضرین اس مسح کی عظمت کو نہ سمجھے ورنہ جب وہ جولیت سے جنگ کرنے کو نکلا تو یسی اُس کے ساتھ ایسے پیش نہ آتا اور الیبو اُس کی ذرا عزت نہ کرتا لیکن غالبًا داؤد اُس کا مطلب سمجھ گیا متن یوسفس ہمیں بتاتا ہے کہ نبی نے اِس مبارک نشان کا مطلب اس کے کانوں میں بتادیا۔ کیا اُس بزرگ نے اپنے کانپتے ہوئے ہونٹوں سے اس جوان کے کانوں میں کہا۔ کہ "تو بادشاہ ہوگا" اور بعد میں یہ لفظ اُس کو کیونکر یاد آتے

ہوگئے اور اِس سے اُس کو کیسی تحریک ملتی ہوگی۔ اُس کا اثر اُس کی سیرت پر کیسا اچھا ہُوا ہوگا ہاں اس بڑے عہدہ کی جو اُس کو ملنے والا تھا یہ کیسی تیاری ہوئی ہوگی +

تیل کا مسح ایک نمونہ تھا۔ دوسرے لفظوں میں اس کے کوئی رُوحانی معنی نہ تھے بلکہ وہ اِس امر کا ظاہری نشان تھا کہ اُس چوپان لڑکے پر خُدا کا رُوح بکثرت نازل ہُوا تھا۔ یسُوع کے لئے تیل نہ تھا۔ بلکہ اُس کی جا اُس پر کبوتر اُترنا ظاہر ہُوا۔ پینتیکوست کے دن رسُولوں کے لئے تیل نہ تھا۔ لیکن ہر ایک مسجود سر پر آگ کا شعلہ نمودار ہُوا۔ اور اِس وقت میں یہ ظاہری نشان اور نمونہ جاتے رہے ہیں۔ جب ہم فروتنی کی شرائط پُوری کرلیں اور ایمان کے وسیلے اُس رُوح کو حاصل کریں جس کا وعدہ ہُوا ہے تو ہم کو مان لینا چاہئے کہ ہم نے پالیا (گلتیوں ۳: ۱۴) +

اِس دن داؤد پھر اپنی بھیڑوں کے پاس چلا گیا اِس کے بعد وہ اکثر اُسے حیرت ہوتی ہوگی۔ کہ اُس وعدہ کی تکمیل کی مبارک ساعت کب آئیگی۔ اُسے اپنی اس نئی طاقت کے ظاہر اور استعمال کرنے کا کب موقع ملیگا؟ اس کو ابھی سیکھنا تھا کہ بڑے بڑے کار مردانہ دکھانے سے پیشتر ہم کو صبر اور برداشت سیکھنا لازم ہے۔ بیت لحم کی پہاڑیوں میں ہم کو شیر اور ریچھ کے ساتھ لڑنا ضرور ہے تاکہ ایلاکی وادی جولیت کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں +

۴۔ یہ دن رد کئے جانے کا تھا۔ یسّی کے سات بیٹے اس دن نامنظور ہوئے جسم کے لحاظ سے دانا۔ زور آور اور شریف بلائے نہیں گئے۔ بلکہ حسب معمول خدا نے کمزوروں۔ کمینوں اور حقیروں کو چُنا۔ عدد سات کمالیت کا نشان ہے۔ یسّی کے سات بیٹے جسم کی کمالیت کا نشان اور نمونہ ہیں۔ ضرور ہے کہ جسم زمین پر پامال کیا جائے تاکہ وہ خدا کے حضور میں فخر نہ کرے۔ یہ سبق سیکھنا مشکل ہے لیکن اس کا سیکھنا ہے ضروری۔ شاید یہ تم کو گوارا نہیں)۔ تو پھر الیہو کی طرح تم یہوداہ کے سردار ہوجاؤ تو ہوجاؤ لیکن تم کبھی خدا

کے عزیز نہ ٹھیرو گے (۱-تواریخ ۲۷ : ۱۸) +

داؤد کا یوں پوشیدہ طور پر مسح کیا جانا جو تین مسحوں میں سے پہلا ہے۔ مشیت ایزدی میں ہمارے خداوند کے تقدیس پانے کا نمونہ ہے۔ لوگوں کا رد کیا ہُوا۔ اپنے بھائیوں کا حقیر ٹھیرایا ہُوا وہ سلطان الزماں مقرر کیا گیا ہے۔ ابھی تک اُس کی نسبت باپ کے وعدے کے پورے ہونے میں بڑی بڑی رکاوٹیں ہیں لیکن ہر ایک گھٹنہ اُس کے آگے خم ہوگا اور ہر ایک زبان اقرار کریگی کہ وہ خداوند ہے فی الحال وہ انتظار کر رہا ہے وہ اُس وقت کا انتظار کرتا ہے کہ فتح و نصرت علم کا گھنٹہ بجے۔ ہاں اُس وقت کا منتظر ہے کہ سلطنت موعودہ کے ہزاروں تاج اُس سر مبارک پر رکھے جائیں جس پر کبھی کانٹوں کا تاج رکھا گیا +

تیسرا باب

بادشاہ کا اُس کو طلب کرنا

(۱-سموئیل ۱۶ : ۱۸ و ۱۹)

بعض مؤرخین کا خیال ہے۔ کہ یہ واقعہ جاتی جولیت کے جنگ سے پیشتر کا ہے جب یہ جوان سپاہی اُس ملعون فلسطی کا سر ہاتھ میں لئے شاہ کے حضور حاضر ہُوا۔ تو بادشاہ نے نہ پہچانا کہ یہ وہی مغنی ہے۔ اور اُس کے نہ پہچاننے کی وجہ یہی ہوگی۔ کہ اُس زمانہ میں جو شاہ کے حضور گانے کے لئے حاضر ہونے اور میدان جنگ میں آنے کا درمیانی زمانہ ہے اُس نے قد و قامت میں بڑی ترقی کی اور اُس کی صورت بہت کچھ بدل گئی ہوگی۔ ہم ٹھیک ٹھیک بتا نہیں سکتے کہ یہ زمانہ کتنے دنوں کا تھا لیکن اسی دوران میں وہ جوانی کی منزل سے گذر کر مرد بن گیا۔ اُس کا تن قوی اور جسم مضبوط ہوگیا اور اُس کے چہرے پر ایک رونق سی آگئی۔ اگر

ہم اس خیال کو تسلیم نہ کریں تو پھر ہم کو اس مشکل کا سامنا پڑتا ہے کہ ساؤل کے درباریوں
کو کیسے جرأت ہوئی۔ کہ ایسے شخص کو اُس کے حضور پیش کریں جس کی فتح و نصرت
سے وہ رشک کھاتا تھا (۱ سموئیل ۱۸: ۹) یا اُس جون بجانے والے کی ایسی
کیفیت کی کیا ضرورت تھی (۱۶: ۱۸) بلکہ یہی بتا دینا کافی ہوتا کہ ایلا
کی وادی میں داؤد نے کیا کچھ جوہر جوانمردی دکھائے تھے +

مسح پانے کے بعد داؤد پھر اپنی بھیڑوں کی رکھوالی کرنے لگا۔ جب ساؤل
نے اپنے درباریوں کی صلاح سے اپنا غم غلط کرنے کے لئے داؤد کو بلا بھیجا تو اُس
نے یسی کو یوں کہلا بھیجا۔ "اپنے بیٹے داؤد کو جو بھیڑ بکریوں پر مقرر ہے مجھ پاس
بھیج"۔ اس سے داؤد کی سیرت کی سادگی اور فراست ظاہر ہے کہ وہ بھیڑ سالہ میں
پھر واپس آیا کہ اپنی بھیڑوں کی رکھوالی کرے اور اپنے روزانہ فرائض کو دیانتداری
سے انجام دیتے [illegible] اس کا منتظر رہے کہ جو کچھ خدا نے سموئیل کی معرفت فرمایا
وہ پورا ہو۔ یسوع بھی ہیکل کو چھوڑ کر جہاں اُس کو اپنے باپ کے کام کرنے کی
[illegible] تھی۔ اپنے گھر کو چلا گیا کہ اپنے والدین کے تابع رہے۔ اور بڑھئی کے دھندے
کام میں لگا رہے +

داؤد کی نسبت جو اُس کے آشنا اور روشناسوں کا خیال تھا وہ ساؤل کے
ایک درباری کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ "دیکھیں نے بیت لحم کے یسی
کا ایک بیٹا دیکھا جو بجانے میں استاد ہے۔ اور بڑا بہادر بھی اور جنگی مرد ہے اور
صاحب تمیز اور خوبصورت ہے۔ اور خداوند اُس کے ساتھ ہے" ان بیانات سے
ہم اُس جوان کی بابت بخوبی سمجھ سکتے ہیں +

اہلیتی۔ اُسکی طبیعت شاعروں کی طبیعت کی مانند نازک خیال تھی۔ اور اس پر قدرتی
مناظر کا بڑا اثر ہوتا تھا۔ اپنے خیالات کو نظم میں خوب ادا کر سکتا تھا اُس کے
زبوروں سے آج تک ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کن ہری ہری چراگاہوں میں اُس کی بھیڑیں دوپہر
کے وقت آرام کرتی تھیں۔ بیت لحم کے نزدیک وہ کس صاف و شفاف چشمہ
سے پانی پیتی تھیں۔ کبھی [illegible] راہوں سے وہ اُن کو لے جاتا تھا اور پہاڑیوں

میں اُن کو شیر اور ریچھ کا کیسا خطرہ تھا۔
داؤد نے پہلے پہل زبور لکھے۔ اُن کی لطافت اور الفاظ کی چستی۔ اُن کا غم و رنج اور راحت و آرام دونو تجربوں کا بیان۔ رُوح پر روشنی اور تاریکی کا ہجوم ہوتا ہُوا اثر۔ اُن کا نیچر اور دینداری دونو کا باہمی اختلاط۔ خدا کے پہلو سے دنیا اور انسانی زندگی کا بیان۔ ان صفات سے جو زبور زمانہ کے مقدسین کے دل عزیز ہیں۔ وہ اسرائیل کے شیریں زبان مغنّی کی جدت طبع کا نتیجہ ہیں۔ اُس کی اوائل عمر کے زبور جو غم و رنج کے تجربوں سے مبرا تھے آخر تک دُنیا میں ایسا اثر کرینگے جیسے کہ اُس وقت داؤد کے بربط بجانے سے ساؤل کے دل پر راحت بخش اثر پیدا کیا۔

۲۔ جنگی مرد۔ ہمت و دلیری کی تعلیم پانے کے لئے اسے بڑے بڑے موقعے ملے۔ فلسطیوں کی سرحد اُس کی مولد سے دور نہ تھی۔ کئی بار فلسطیوں نے بیت لحم کے کوئیں پر جو دروازہ کے پاس تھا قبضہ کر کے پانی پر خراج لگا دیا۔ بیت لحمیوں کی اُن سے اکثر جنگ جھگڑی رہتی تھی۔ ان ہنگاموں میں شریک ہونے سے داؤد بڑا بہادر اور جنگی مرد ہو گیا۔ کبھی کبھی اُس کو تن تنہا چوروں اور قزاقوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔
وہ خود بتاتا ہے کہ اُس کو شیر اور ریچھ سے کس طرح خبردار رہنا پڑتا تھا ان سے وہ ڈرتا تو نہ تھا اُن کو مار کر وہ اپنی بھیڑوں کو بچا لیتا تھا۔ وہ اپنے مضبوط بازوؤں سے فولادی کمان کو توڑ سکتا تھا۔ جولیت کی تلوار وہ آسانی سے اُٹھا لیتا تھا۔ وہ اپنے عصا سے جنگلی درندوں کو مار بھگا دیتا تھا۔ اُس کا پھینکا ہُوا پتھر نشان پر خطا نہ کھاتا تھا۔ سچ مچ وہ ایک جوان پہلوان تھا۔ لیکن وہ اپنے کارہائے جوانمردی کو اپنی طاقت و قوت سے منسوب نہ کرتا تھا۔ ایمان کے وسیلہ وہ خدا کی طاقت سے کام لیتا تھا۔ گیا وہ اُس کا خادم نہ تھا جو ایک خاص کام کے لئے مقرر ہُوا تھا اور گیا وہ نامختونوں کے ساتھ جنگ کرنے کو بلایا نہ گیا تھا؟ گو وہ بچہ تھا۔ تاہم خدا نے اُسے ایسی طاقت

دی تھی کہ جس سے دشمن اور انتقام لینے والے کو چپ کرائے۔ وہ دودھ پیتا بچہ بھی ہو تو کیا۔ مگر وہ اس لئے پیدا ہُوا تھا۔ کہ خدا کے ہاتھوں کے کام پر اختیار پائے! سُنو وہ کیسے دعوے سے کہتا ہے۔ کہ

مَیں تیری کمک سے ایک فوج پر دوڑتا ہوں۔ مَیں اپنے خدا کی مدد سے ایک دیوار کود جاتا ہوں۔ خدا ہی ہے جو میری کمر کو مضبوط باندھتا ہے۔ وہ میرے پاؤں ہرنیوں کے سے کرتا ہے۔ وہ میرے ہاتھوں کو جنگ کی تعلیم دیتا ہے تو نے اُن کو جو مجھ پر چڑھ آئے ہیں میرے نیچے جُھکایا +

ایمان کے وسیلے اُس نے بادشاہتوں کو مغلوب کیا۔ شیروں کے مُنہ بند کئے۔ تلوار کی دھار سے بچا رہا۔ جنگ میں دلاور ہُوا اور دشمن کی فوجوں کو بھگا دیا +

۴۔ وہ صاحب تمیز تھا۔ داؤد کی حیات سے اُس کی فراست ظاہر ہے۔ جیسے وہ اپنے منصوبوں کے پورا کرنے میں تیز تھا۔ ویسے ہی وہ منصوبے باندھنے اور صلاح مشورہ دینے میں صاحب تمیز اور دانشمند بھی تھا۔ وہ آثار زمانہ اور انسانی طبیعت کو خوب پہچانتا اور حکمت عملی کا ماہر تھا۔ وہ ہر بات کا موقعہ پہچانتا تھا۔ دوستوں سے سینہ صاف۔ دشمنوں پر فیاض۔ محبت میں صادق۔ خطرہ میں نہ گھبرانے والا۔ تکلیف میں صابر۔ مظلوموں اور کمزوروں کی حمایت میں دلیر اور بہادر۔ وہ پیدائش ہی سے لوگوں کا پیشوا ہونے کے قابل تھا۔ اور تدابیر سلطنت کی فکروں اور میدان کارزار کے فیصلوں میں اُستاد تھا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا۔ کہ جان جوکھوں اور مشکلوں کے وقت میں کیا کرنا چاہئے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ اُس کے خدا پر تکیہ کرنے کا نتیجہ تھا۔ اُس سے بعض افسوسناک غلطیاں بھی سرزد ہوئیں اور اُن کی وجہ یہ تھی کہ طیش و غصہ کے وقت اُس نے طبیعت کو قابو میں نہ رکھا اور خدا کی حضوری میں جانے اور کسی نئے کام شروع کرنے سے پیشتر اُس سے مشورہ لینے میں تساہل کرتا رہا۔ لیکن اُس کی رُوح کا

وتیرہ اُس کے ایک پہلے وقتوں کے زبور سے ظاہر ہے۔ کہ
"اے میری قوت میں تیرا انتظار کرونگا۔ اے میری قوت میں تیری ستائش گاؤنگا"+

جب لوگ ایسے زندگی بسر کریں۔ تو یہ لازم ولابد ہے کہ وہ صاحب تمیز اور دانشمند ہوں +

۴۔ اُس کے حُسن کا جادو۔ وہ محبوب تھا۔ جہاں کہیں وہ جاتا تھا۔ وہ لوگوں پر اپنا جادو ڈالتا تھا۔ ساؤل بھی اُس کے سامنے خوف زدہ سا ہوجاتا تھا۔ شاہی ملازم اُس سے اُنس کرتے تھے۔ ساؤل کی بیٹی میکا ئیل اُس سے محبت رکھتی تھی۔ یونتن کی رُوح اُس کے ساتھ پیوستہ تھی۔ اسرائیل کی عورتیں ساؤل کی فرمانبرداری بھول کر اس حسین اور بہادر جوانوں کی تعریف میں رطب اللسان تھیں۔ تند سپاہی بھی اپنی جان کو معرض خطر میں ڈالنے کو راضی تھے کہ اُس کے لئے بیت لحم کے کوئیں سے پینے کو پانی لائیں۔ مردوں اور عورتوں پر اُس کو عجیب اقتدار حاصل تھا۔ ماہ جبین ابی گیل خوشی سے اُس کے خادموں کے پاؤں دھوتی تھی۔ اکیش نے اُس کو خدا کا فرشتہ بتایا تھا +

جاتی اتی جلاوطنی میں بھی اُس کا ساتھ دیتا ہے۔ اُس کو ابی سلوم پر روتے دیکھ کر لوگ دبک کر شہر میں چلے جاتے ہیں۔ جب وہ بولتا ہے۔ تو اہل یہوداہ کے دل جو مکروفریب سے بھرے ہوئے تھے اور جو اُس کا خیر مقدم کرنا نہ چاہتے تھے پگھل جاتے ہیں۔ اور اُس سے اُن کو ہمدردی سی پیدا ہوجاتی ہے۔ وہ خدا اور انسان کا پیارا تھا۔ اُس کے دل پر محبت کا اثر بڑا گہرا ہوتا تھا اور اُس کی جان کی زمین ایسی زرخیز تھی کہ دنیا کی برکت کے لئے اُس پر بکثرت فصل پیدا ہوسکتی تھی لیکن وہ انسان کو سخت سے سخت ایذا پہنچانے کے قابل بھی تھی +

۵۔ خدا اُس کے ساتھ تھا۔ وہ بلا تامل اپنے آپ کو "تیرا خادم" کہتا

ہے جو پوشیدہ اور ارادی گناہوں میں مبتلا۔ پر اُن سے رہائی پانے کا خواہاں ہے
وہ خدا کو اپنی چٹان۔ نجات دینے والا۔ چوپان۔ زندگی کے مکان کا مالک
اور غم و رنج میں تسلی دینے والا کہتا ہے۔ تھکاوٹ کے وقت وہ ہریالی
چراگاہیں پاتا تھا۔ پیاس میں بہتے پانی۔ پریشانی میں سچی رہنمائی۔ خطرے
میں سلامتی۔ خدا کا کلام گو وہ اُس کے ایک حصّے سے ہی آگاہ تھا۔ اُس کے نزدیک
کامل۔ راست اور پاکیزہ تھا اور جب وہ اُس کو دُہراتا تو اُس کی جان تازہ ہوتی۔
اُس کا دل خوشی پاتا۔ اُس کی آنکھیں روشن ہوتیں۔ اور وہ اُس کو شہد سے بھی
میٹھا معلوم ہوتا تھا۔ وہ خداوند کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھتا تھا۔ چونکہ وہ اُس کے
دہنے ہاتھ پر تھا (اُس کا مددگار تھا) اُس کو جنبش نہ ہوتی تھی۔ اور اس لئے اُس
کا دل شاد تھا ۔

چوتھا باب

تاریکی

(۱ سموئیل ۱۷ : ۱۱)

ساؤل اور داؤد کی سیرت کا مقابلہ مؤرخ وضاحت کے ساتھ کرتا ہے۔ شاہ
اسرائیل نے عجلت کے ساتھ مکماس میں قربانی چڑھا کر خدا کی نافرمانی کی راہ میں پہلا
قدم اُٹھایا۔ پھر یونتن کے شہد چکھنے پر اُس نے بڑی ناراضگی کا اظہار کیا۔ (۱ سموئیل
۱۴ باب) اس کی آخری نافرمانی یہوواہ کے صریح حکم کی خلاف ورزی کر کے
اگاگ کو زندہ رکھنا اور لوٹ کی عمدہ عمدہ اشیاء کو اپنے تصرف میں لانا تھا۔
پھر اُس نے خداوند کے سخن کو رد کیا اور خدا نے بھی اُس کو چھوڑ دیا کہ جو
چاہے کرے ۔

اِس وقت سے وہ اور بار اور شکست کے گڑھے میں گرتا گیا یہاں تک کہ جلبوعہ میں اُس کا خاتمہ ہوگیا۔ نافرمان دل پر سے خدا اپنی حفاظت کرنے والی قوت کو اُٹھا لیتا ہے اور چونکہ اُس میں قادرِ مطلق خدا کا رُوح سکونت نہیں کرتا اس لئے اُس میں بُری رُوحیں آ بستی ہیں۔ اور اُس کا ایسا حال ہوتا ہے۔ جس کا نقشہ یشعیاہ نبی نے ادوم کی تباہی کا حال قلمبند کرتے وقت کھینچا ہے۔ (یشعیاہ ۳۴ : ۱۴ و ۱۵) +

ساؤل کے دل کی بھی یہی حالت تھی۔ چونکہ اُس کو یادِ خدا نہ رہی خدا نے بھی اُس کو اُس کے دل کی بُری حالت میں چھوڑ دیا۔ تاکہ وہ ایسی باتیں کرے جو نامناسب تھیں +

ہم اس وقت ساؤل کی اس تاریک زندگی پر کچھ غور کرینگے جس سے کہ اس نوجوان گڈریا کی سیرت ظاہر ہوتی ہے +

۱- خدا کے رُوح نے اُس کو چھوڑ دیا۔ ایک مشہور انگریزی شاعر براؤننگ اُس کی حالت کا دردانگیز سماں یوں باندھتا ہے کہ ایک درمیانی تاریک خیمہ میں ساؤل چُپ چاپ بیٹھا ہے۔ کئی دنوں تک متفکر پہرہ داروں کے کانوں میں خیمہ میں سے کسی قسم کی آواز نہیں آتی۔ ہر طرف تاریکی چھا رہی ہے۔ اندر ساؤل خیمہ کے ستون سے تکیہ لگائے بُت بنا بیٹھا ہے۔ نہ کسی سے کلام کرتا ہے نہ ہلتا ہے۔ نہ اُس کو کھانے پینے کی خواہش ہے۔ بربط کے ذریعہ وہ کچھ چونک سا اُٹھتا ہے۔ لیکن پھر وہی سکوت +

شاہی عہدہ کے لئے اُس کو خدا کی رُوح ملی تھی اور وہ رُوح اب اُس سے جدا ہوگئی۔ یہ رُوح اُس کو دل اور مزاج کی تبدیلی کے لئے نہیں بلکہ اُس جلیل القدر عہدہ کے لئے ملی تھی (۱ سموئیل ۱۰ : ۱۰ + ۱۱ : ۶) اپنی ضد اور نافرمانبرداری کے باعث ساؤل نے یہ برکت کھو دی اور وہ اور معمولی اشخاص سا ہوگیا +

نہ اس دنیا میں اور نہ آخرت میں کوئی اُس حالت کا اندازہ لگا سکتا ہے جو خدا کے رحم سے جدا ہونے سے ہوتی ہے۔ اُس سے بدن اور رُوح دونو تباہ

ہو جاتے ہیں کیونکہ خدا کے ساتھ ہونے سے ہی بڑائی ملتی اور نیکی پیدا ہوتی ہیں۔ اگر نظام شمسی میں سے سورج نکال لیا جائے تو سیارے اپنی اپنی راہ سے ہٹ کر ایک دوسرے سے ٹکرائیں اور یوں سب کے سب تباہ ہو جائیں۔ یوں ہی خدا کی حضوری کے جاتے رہنے سے روح کی ہر ایک قوت بغاوت پر اُٹھ کھڑی ہوتی ہے۔ اور وہ نعرہ کیسا دردانگیز ہوگا۔ جب انسان اپنی اصلی تباہ حالی کو پہچان کر ساؤل کا ہمزبان ہو کر کہے کہ "ہائے میں نہایت مصیبت میں ہوں کیونکہ خدا نے مجھ کو چھوڑ دیا اور میرے آہ و نالہ کا جواب نہیں دیتا" +

یہ سوال نہایت اہم ہے کہ کہیں ہم بھی تو یوں خدا کے رُوح کو آزما کر اُس کو ناراض تو نہیں کر رہے۔ خبردار کہیں خدا کے دیر کرنے سے بے صبر نہ ہو جانا اور الٰہی حکم کی نافرمانی نہ کرنا۔ آج کے دن اپنی رُوح کی سلامتی کی باتوں کو جان رکھو مبادا وہ ہمیشہ کے لئے پھر تیری نظروں سے چھپ جائیں +

داؤد کی حالت اس سے کیسی مختلف تھی۔ خداوند اُس کے ساتھ تھا۔ اُس کے ایمان کی صاف اور روشن آنکھیں خدائے حیّ کو ایسا صاف دیکھتی تھیں جیسے وہ اپنی ظاہری آنکھوں سے فلسطی پہلوان کو ہر صبح اسرائیلی لشکر کے سامنے گرجتے دیکھتا تھا۔ کیا اُسی خدا نے اُس کو شیر اور ریچھ کے پنجے سے چھڑایا نہ تھا؟ اور کیا دربار کے تزک و احتشام یا میدانِ کارزار کے کشت و خون میں خدا اُس کے سامنے اپنی حقیقی ہیئت میں جلوہ گر نہ ہوتا تھا۔ اُس خوبصورت جوان کے سر پر الٰہی برکت کی اوس اُتری تھی۔ اور اُن صاف نیلی آنکھوں میں سے اندرونی ہیکل کا نور چمکتا تھا۔ خدا کا رُوح محض اُس کو خدمت کے لئے ہی عطا نہ ہوا تھا۔ بلکہ اُس کی رُوح اور دل میں الٰہی حضوری ہمیشہ متمکن رہتی تھی +

۲۔ ایک شریر رُوح خدا کی طرف سے اُس کو ستاتی تھی

ظاہر بیں تو ایسا خیال پیدا ہوتا ہے کہ بھلی اور بُری دونو قسم کی روحیں یہوواہ

سے حضور میں رہتی ہیں۔ اُس کے منہ سے بات نکلتے ہی کوئی بڑی رُوح فوراً اُس کی بات پوری کرنے کو چل دیتی ہے۔ میکایاہ بھی اخی اب کی دیوانگی کے تاریک وقت میں کچھ ایسا ہی ذکر کرتا ہے (۱سلاطین ۲۲ : ۱۹ و ۲۳) یہ طرزِ کلام بالکل غیر معمولی ہے۔ یوں کہنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص خدا کے سخن کو رد کردیں وہ اُن پر بُری رُوحوں کو آنے دیتا ہے جیسے نعش پر گدھ آ اکٹھے ہوتے ہیں۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ خدا اپنے ہر ایک مخلوق سے ہمیشہ بہتر سے بہتر کام لینا چاہتا ہے لیکن ہم اُس کی ہر ایک بھلائی سے بُرائی نکال سکتے ہیں سورج کی پیدا کرنے والی گرمی اور زندگی بخش بارش سے زہر کا کام لے سکتے اور اُن پھولوں سے جو اُس کے ہاتھ سے گریں گرم لوہے کا جو بدن کو جلا ڈالتا ہے ✦

کبھی شک نہ کرنا کہ خدا بھلا ہے اور کہ وہ نیک اور حلیم رُوحوں کو بھیجتا ہے کہ انسان کو بُرے منصوبوں سے باز رکھیں اور اُس کو زندگی کی روشنی میں پہنچا دیں۔ لیکن جب ہم خدا کے خلاف ہو جائیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمارا دشمن ہو کر ہمارے خلاف لڑتا ہے۔ حالانکہ اصل بات تو یہ ہے کہ پہلے تو ہم الٰہی برکت کے چشمہ کے ساتھ ساتھ جاتے تھے اب اُس کے مقابل مشکل سے اور خطرہ کی حالت میں چلتے ہیں خودرائے اور نافرمان بردار کے ساتھ خدا بھی خودرائی سے پیش آتا ہے اور اُس کے فرشتے ضمیر۔ شکرگذاری۔ گذشتہ برکتوں کی یاد۔ اور اپنے فرائض کا خیال جن کا منصب انسان کو بڑھانا اور بچانا ہے۔ یہ سب اُس کے دشمنِ جان ہو کر اُس کی ترقی میں سدِ راہ ہوتے ہیں۔ شب تاریک میں جبکہ ہم دوست اور دشمن کے مابین امتیاز نہیں کرسکتے وہ ہم سے۔ یا سچ پوچھو تو ہم اُن سے جنگ کرتے ہیں۔ اسی لئے جب یہوداہ نے آخر کار اپنے خداوند کو پکڑوانے کا منصوبہ باندھ لیا تو یسوع کے پند و نصائح ہی سے اُس کا دل سخت ہو گیا اور اُس کی قسمت پر مہر لگ گئی ✦

برخلاف اس کے خدا کا رُوح ہمیشہ داؤد کی مدد کرتا رہا۔ نادیدنی خدا کی

رفاقت میں وہ چلتا اور جیتا تھا۔ آسمانی تاثیریں اُس پر اپنا عمدہ اثر ڈالتی تھیں اور اُن سے اُس کے دل میں محبت اور ایمان پیدا ہوتا تھا ✦

۳۔ ساؤل کا بگاڑ۔ اس واقعہ سے کہ بربط کے بجنے سے ساؤل کی بیماری دور ہو جاتی تھی یہ ظاہر ہے کہ خدا سے رشتہ ٹھیک نہ رکھنے کے باعث اُس کی عالم کے ساتھ بھی موافقت نہ تھی کیونکہ جس دائرہ کا مرکز خدا ہے اُس کا محیط عالم ہے۔ علم موسیقی کی تعریف محال ہے۔ اُس کی اعلےٰ اور دلکش سُر گناہ کی آلودگی سے بچے رہے ہیں اور اسلئے موسیقی گویا ابدیت کی گونج ہے۔ یہ روشنی اور جلال کی لہروں کا پھیبن ہے جو ہمارے کناروں تک اُچھلتی آتی ہیں۔ ہاں کُروں کی باہمی مطابقت اور نظام کامل کا نشان۔ اسلئے علم موسیقی کامل زندگی اور آسمانی تسکین کا قدرتی اظہار ہے۔ وہاں بربط نواز اپنے بربط بجاتے ہیں۔ وہاں نجات یافتہ جلالی رُوحیں نئے نئے گیت گاتی ہیں۔ وہاں مقدسین ہم آواز گیتوں سے خدا کی ماہیت اور نظام عالم کے ساتھ اپنے میل کا اظہار کرتے ہیں۔ کامل حس جو صرف خدا کی مرضی ارادہ اور زندگی کے ساتھ لگاتار دائمی اتحاد رکھنے ہی سے ملتی ہے تمام چیزوں کو ہیلیلویاہ گاتے سُنتی ہے۔ اور پاک رفاقت کے ساتھ اس مقدس گیت میں شامل ہونے کو مجبور ہوتی ہے ✦

ساؤل کو یہ مبارک تجربہ حاصل نہ ہُوا تھا۔ وہ خدا سے دُور تھا اور اُس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ اُس کے دل اور زندگی میں بگاڑ پیدا ہو گیا راگ سے اُسکے دل کو اپنی پہلی بہتر حالت کی یاد آتی تھی اور تھوڑی دیر کے لئے اُس کی رُوح کے بے سُر اور بگڑے ہوئے اجزا متحد اور مطیع ہو جاتے تھے لیکن دلکش راگ کے بند ہوتے ہی وہ پھر غلبہ پا لیتے تھے۔ ہمیشہ یُوں ہی ہوتا ہے۔ اگر تم کفارہ کو دل سے نہ مانتے ہو اور یسُوع کے وسیلہ تمہارا خدا سے میل نہ ہُوا ہو تو اپنے بُرے کاموں اور اصلی مزاج کے سبب تم خدا سے دشمنی رکھتے ہو اور اسلئے تمہارے اور عالم کے درمیان کسی قسم کی موافقت ہو نہیں سکتی۔ فن علم موسیقی۔ فرائض روزمرہ۔ سوسائٹی کی گردش۔ رسُوم دینی۔ ہم پر ویسا ہی اثر کر سکتی ہیں جو داؤد کی بربط

کا ساؤل پر ہوتا تھا۔ یعنی کچھ دیر کے لئے اردگرد کی چیزوں سے میل اور دلی اطمینان حاصل ہو جاتا ہے لیکن یہ حالت صرف ایک دم کی ہے۔ جب یہ اثر جاتا رہتا ہے تو وہی پہلی گھبراہٹ اور بےچینی ہم پر غالب آجاتی ہے +

داؤد کے نزدیک بربط اُس سلامتی کا نشان ہے جو خدا کے ساتھ میل رکھنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے سب چیزیں اُس کے لئے نغمیں اور ہر ایک میں اُس کی رُوح کو نادیدنی اور ابدی دنیا کی موافقت معلوم ہوتی تھی۔ اور چونکہ اُس کو خود خدا اور عالم کے ساتھ میل حاصل تھا وہ اَوروں کو تسلی اور اطمینان دے سکتا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ کیوں علم موسیقی کو ہر زمانہ میں رُوح کی گھبراہٹ دور کرنے کی قدرت و تاثیر حاصل رہی ہے۔ چنانچہ الیشع نے بھی اپنے دل کی بےچینی دور کرنے کے لئے ایک مغنی کو بلا بھیجا تھا۔ سنیقا۔ فیثاغورث اپنا دردِ دل مٹانے کو بربط بجایا کرتا تھا۔ فلپس پنجم شاہ سپین کا رنج و غم فیری نیلی کے گیتوں سے دُور ہو جاتا تھا۔ اس لئے ساؤل کے خادموں نے بجا عرض کی کہ ایک کامل بجانے والے کی تلاش کی جائے اور جو اثر داؤد نے اُس کے دل میں پیدا کر دیا۔ اُس سے ظاہر ہے کہ ہم بھی بےچین و مصیبت زدہ لوگوں پر کیسا اثر ڈال سکتے ہیں۔ لیکن ضرور ہے کہ خدا نے جو اِس میل کی شرط مقرر کی ہے ہم اُس کو قبول کریں۔ چاہئے کہ ہم صلیب کے سایہ تلے کھڑے رہیں جب تک کہ یہ پورا میل پا نہ لیں کیونکہ گناہ کے بگاڑ سے بچنے کا یہی علاج ہے۔ اور لوگوں کو بھی یہ علاج ہے۔ اور لوگوں کو بھی یہ علاج ہے۔ اور لوگوں کو بھی یہ علاج بتائیں۔ تاکہ خدا سے ہمارا میل ہو اور اُس سلامتی کا بھید پائیں جس کا ذکر مسیح نے صلیب پانے سے پہلی رات کو کیا اور اپنے جی اُٹھنے کے دن بھی بتایا +

۴۔ ساؤل کی بےاعتقادی۔ اگر کسی کا تعلق خدا کے ساتھ ٹھیک نہ ہو تو وہ ایمان بھی پا نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ رُوح کی تندرستی کا نشان ہے اسلئے جب جولیت ایلاکی وادی میں اسرائیلی لشکر کا تمسخر اڑاتا تھا تو ساؤل نہایت

خوف زدہ ہوگیا۔ وہ شجاعت اب کہاں جاتی رہی جس سے اوّل اوّل لوگ اُس کی مدح کرتے اور اُس سے محبت رکھتے تھے ہاں وہ شجاعت جس نے یبیش جلعاد کو بچا لیا۔ اور جو اسرائیل کے دشمنوں کو نادم کرتی تھی جدھر وہ جاتا تھا۔ وہ اب جاتی رہی تھی جیسے اندر سے سڑے ہُوئے پھل کی ظاہری خوبصورتی جاتی رہتی ہے اور جیسے پُرطوفان سمندر کی سطح پر سے پہاڑیوں کا دلکش عکس دور ہو جاتا ہے۔ اچھے وقت میں تو وہ اپنے لوگوں کا ضرور رہبر اور دلارا ہو جاتا۔ لیکن اب اپنے خیمہ میں پڑا ڈرتا تھا ۔

داؤد کو کوئی ایسا خوف دامنگیر نہ تھا۔ اُس کی رُوح خدا سے معمور تھی۔ خداوند اُس کی روشنی اور نجات تھا۔ اب اُس کو کس کا ڈر تھا۔ وہ اُس کی زندگی کی قوت تھا۔ اُس کو کس کی دہشت تھی؟ وہ خدا کے خیمہ میں مُتمکن تھا اور قادر مطلق کا سایہ اُس کے سر پر تھا۔ اُس جوان کے ہاتھوں میں جس نے پتھر چلایا ذرا بے استقلالی نہ تھی۔ نہ اُس کے دل میں پریشانی تھی۔ وہ ایمان میں مضبوط تھا۔ کیونکہ اُس کا جوان دل پاک وصاف اور صادق تھا۔ اور یہوواہ کے ساتھ اُس کو زندہ رفاقت حاصل تھی ۔

پانچواں باب

خدا کے برگزیدہ کا ایمان

(۱ سموئیل ۱۷ باب)

وادئ ایلا میں آج کے دن تک تارپین کے نشان پائے جاتے ہیں اِسی سے اُس کا نام وادئ تارپین پڑ گیا۔ حبرون کے پُرانے شہر سے لے کر یہ وادی

شمال مغربی سمت کو سمندر کی طرف چلی گئی ہے۔ چوڑائی میں یہ قریباً ایک میل ہے اور اُس کے وسط میں کوئی بیس فٹ فراخ اور دس بارہ فٹ گہرا نالہ بہتا ہے۔ موسم سرما میں یہ نالہ اکثر پُر رہتا ہے +

مقام تکماش میں ساؤل اور یونتن سے شکست کھا کر فلسطی وادئ ایلا پر چڑھ آئے اور شوکہ اور عزیقہ کے درمیان افسدمیم میں جو مغربی ڈھلوان ہے خیمہ زن ہوئے۔ افسدمیم کے معنی "سرحد خون" ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ یہ مقام سرحدی لڑائیوں کا اکثر منظر رہ چکا تھا۔ وادی کی دوسری طرف ساؤل خیمہ زن ہُوا۔ اس کے پیچھے یہودیہ کی پہاڑیاں یروشلم تک پھیلی تھیں اور ابھی تک یبوسیوں کے قبضہ میں تھیں اس وادی میں ایک ایسی جنگ ہونے کو تھی جس سے وہ اصول آشکارا ہونیوالے تھے جن کے مطابق خدا کے سپاہیوں کو جنگ کرنا چاہئے۔ نہ صرف گوشت اور خون کے ساتھ بلکہ تاریکی کی قوتوں اور حکومتوں کے ساتھ اس مشہور دن میں تین صورتیں ہم کو نظر آتی ہیں +

۱۔ **فلسطی سورما**۔ وہ طویل قامت یعنی ۹ فیٹ ۴ انچ لمبا اسلحۂ جنگ سے خوب مسلح تھا۔ اُس کے اسلحہ بنی اسرائیل کے ہاتھ پڑ گئے۔ جن کی اُنہوں نے خوب جانچ پڑتال کی اور اُن کا ذکر تفصیل اور وضاحت کے ساتھ کیا۔ اُن کو اُٹھانا بھی توانا بھی۔ وہ تول میں پانچہزار مثقال یعنی قریب اڑھائی من کے نکلے۔ اور اُس کی سپر ایسی بھاری تھی کہ ایک شخص اُس کو لئے ہوئے اُس کے آگے آگے چلتا تھا۔ تاکہ اُس کے اپنے ہاتھ آزاد رہیں۔ تلوار اور برچھی اُس کے پہلو سے بندھی تھی اور اُس کے ہاتھ میں ایک بھاری نیزہ تھا۔ وہ پہلے درجہ کا استہزا کرنے والا تھا۔ وہ نعرہ مار کر کہتا تھا کہ وہ داؤد کے گوشت کو ہوائی پرندوں اور جنگلی درندوں کو بانٹیگا اور خدا کی فوجوں کو ذلیل کرتا تھا +

۲۔ **ساؤل**۔ ایک چیدہ جوان اور خوبصورت شخص تھا۔ بنی اسرائیل میں کوئی شخص اُس سے زیادہ خوبصورت نہ تھا۔ ساری قوم میں کاندھے سے لیکر اوپر تک ہر ایک سے اونچا تھا۔ اُس کے پاس بھی اسلحۂ جنگ تھا۔ یعنی پیتل

کا خداوند ہ بکتو پہلے جب وہ قرنائی پھونکتا تو اُس کی صدائے دلکش چاروں طرف پھیل جاتی - اور فتح و نصرت کی اُمّید دلاتی تھی - اب بھی اپنے پہلے ایمان اور سرگرمی کا قول فوراً اُس کی زبان پر آگیا - اور اُس وقت جبکہ اُس نے داؤد کو ہمت دلائی کہ خداوند تیرے ساتھ ہوگا - ساؤل کو خود اُس کے مقابلہ کی جرأت نہ پڑتی تھی - کیونکہ فلسطی پہلوان کے سے سخت مقابلہ سخت تھا اپنی بے ایمانی اور جسمانی وسائل پر بھروسہ رکھنے سے قریب تھا کہ وہ داؤد کا حوصلہ بھی توڑ دے سو ساؤل نے داؤد سے کہا کہ تجھ میں یہ طاقت نہیں کہ تو اُس فلسطی کا مقابلہ کرنے جائے اور اُس سے لڑے کیونکہ تو لڑکا ہے اور یہ جوان اور بڑا نبرد آزما ہے"۔

۳- داؤد - ابھی نوعمر تھا - سرخرو اور شکل صورت کا سجیلا - اُس کے ہاتھ میں تلوار نہ تھی - وہ اپنے پاس لٹھ غالباً چوپانی عصا رکھتا تھا - وہ زرہ بکتر بھی پہنے نہ تھا سوائے راستبازی کے بکتر اور نجات کی خود کے - اُس کے ہاتھ میں سوائے فلاخن اور پانچ چکنے پتھروں کے جو اُس نے نالہ میں سے اُٹھا لئے تھے - کوئی اسلحۂ جنگ نہ تھا - لیکن اُس میں ایک ایسی بعید الفہم رُوحانی قوت تھی جس کو ایک معمولی ناظر قیاس تو کرسکتا لیکن جس کی وہ تعریف یا توضیح کرنے سے عاری تھا - خدائے حی اُس کے نزدیک ایک حقیقی خدا تھا - جیسا کہ جاتی جولیت نے طعن دیا اُس کے اہل وطن ساؤل کے غلام نہ تھے بلکہ خدائے حی کی فوج جب کبھی وہ افواج کا نام لیتا اور جمع کا صیغہ استعمال کرتا تو اُس کے خیال میں شاید یعقوب کی وہ رویا آتی تھی - جبکہ اُس نے مہنائیم میں فرشتوں کا گروہ دیکھا یا یشوع کی اُس وقت کی رویا جبکہ عہد کا فرشتہ خداوند کی افواج کے کپتان کی حیثیت میں ظاہر ہوا اور اسرائیل کا کپتان جب لشکر کو یردن پار لے جانے والا تھا - تو اُس نے اُس کی مدد کا بیڑا اُٹھایا - اِس لڑکے کے خیال میں ہوا گھوڑوں اور آگ کی رتھوں سے بھری تھی اور نیز ایسے ملائک سے جن کی نسبت اُس نے بعد میں لکھا - کہ "وہ قوت میں زور آور ہیں خدا کی آواز کے شنوا ہوتے اور ہر کہیں اُس کی مرضی کو بجا لاتے ہیں"۔ کم از کم اُس کو اس امر کا

تو بھی شک نہ تھا کہ خداوند اپنے جلالی نام کو ظاہر کریگا اور اُس نامختون فلسطی کو میرے قبضہ میں کر دیگا ✦

اس بہادر ایمان کے آغاز اور مزاج پر ہم کچھ فکر کریں۔ پوشیدگی میں وہ پیدا ہوا اور تنہائی میں اُس نے پرورش پائی۔ دن بدن جب وہ آسمان اور زمین کے بارے میں سوچتا تو وہ اُس کو ایک بڑے خیمہ کی صورت میں دکھائی دیتے تھے جس میں خدا رہتا تھا۔ نیچر خدا کی ابدی رُوح کا مسکن تھا اور اُس کے دل میں رُوح کا خیال ایسا ہی حقیقی تھا جیسے اُس کی آنکھوں میں خدا کے ہاتھ کی دستکاریاں۔ خدا اُس کے نزدیک ایسا حقیقی تھا جیسے یسّی۔ یا اُس کے بھائی یا ساؤل یا جاتی جولیت۔ خدا کی حضوری کی اس پہچان میں اُس کی رُوح ایسی مضبوطی سے جڑ پکڑے ہوئی تھی۔ کہ نعرۂ جنگ کے شور و غل میں بھی اور ساؤل کے اُس سے دل پرکھنے والے سوالات کے پوچھتے وقت بھی اُس کی اس پہچان میں خلل نہ آیا ✦

اِس کا بھید یہ ہے۔ ایمان کی زندگی تک پہنچنے کے لئے کوئی پگڈنڈی نہیں جو ایک مقدّس اور فتحمند زندگی کی شرط ہے۔ ہم کو ضرور ہے کہ خدا کی رفاقت اور غور و فکر میں کچھ وقت خرچ کریں۔ جیسے یہ ضرور ہے کہ ہمارے جسم خوراک پائیں ویسے ہی یہ بھی ضرور ہے کہ ہماری رُوحوں کے لئے الٰہی رفاقت کے پہاڑ ہوں۔ اور ایک بڑے چٹان کے سایہ میں چُپ چاپ آرام کی وادیاں ہوں اور جب تاریکی عالم پر چھا جائے اور انسانی زندگی کا شور و غل بالکل ٹھہر جائے۔ اور لامحدود اور ابدی چیزیں آشکارا ہوں تو درخشاں ستاروں کے نیچے راتیں گذاریں۔ یوں ہی خدا کی حضوری کی پہچان رُوح میں مسکن ہوتی اور اُس کو یہ توفیق دیتی ہے کہ مزمور نویس کے ہمزبان ہو کر کہے کہ "اے خدا تو میرے نزدیک ہے" ✦

تنہا کشمکشوں میں اس کا ایمان آزمایا گیا تھا۔ اگر اُسے یہوواہ کو جلال دینے کا خیال دامنگیر نہ ہوتا تو غالباً وُہ شیر اور ریچھ پر فتح پانے کا بیان نہ کرتا۔ اُس کی زندگی میں ایسے واقع اکثر ہوئے ہونگے اور اُن سے اُس کا ایمان بڑھ گیا جیسے ریاضت بدنی سے اُس کے قوےٰ مضبوط ہو گئے۔ ان تمام وسائل اور طریق سے وہ اس

بڑے جنگ کے لئے تیار ہو رہا تھا +

جو کچھ ہم خلوت میں ہیں وہی جلوت میں ہونگے۔ اے خود پسند ایماندار ایکدم کے لئے بھی یہ خیال نہ کرنا کہ کسی بڑے موقع کی تحریک سے تم میں وہ شجاعت آجائیگی جس کے تم میں تنہائی میں کوئی نشان نہیں ملتے۔ کسی وقتِ نازک میں رُوح کی اصلی خاصیت اور مزاج ظاہر ہو جائیگا۔ خداوند کے پکڑے جانے پر شاگردوں کا بھاگ اُٹھنا ایک ایسا بدیہی واقعہ ہے کہ مؤرخ کو یہ بتانا ضرور نہیں کہ جو وقت دعا کرنے اور بیدار رہنے میں صرف کرنا چاہئے تھا وہ سوتے میں کٹا۔ مقدسین کی یہ بالاتفاق شہادت ہے کہ تنہائی کا وقت بڑی آزمائش کا وقت ہے۔ اگر ہم کسی ایسے وقت میں فتحمند ہونا چاہیں جب کہ ہر ایک آنکھ ہمیں پر لگی ہو تو ضرور ہے کہ پہلے ہم تنہائی میں فتحمند ہوں +

روزانہ زندگی کی کسوٹی پر بھی اُس کا ایمان پورا اُترا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ روزانہ محنت اور گھروں کی مصیبتیں اعلےٰ روحانی تحصیل کی مخالف ہیں وہ یہی رونا روتے رہتے ہیں کہ ہائے ہمیں اِن مصیبتوں سے چھڑاؤ۔ ہمیں کاردنیوی کرنے کو نہ دو اور صرف رُوحوں کی نگرانی ہمارے سپرد کرو۔ خاندانی رشتوں کے فرائض سے ہم کو سبکدوش کرو تو پھر ہم ان بیچاری رُوحوں کے لئے لڑینگے جو دُنیا کے دھندوں اور بکھیڑوں میں پھنسی ہیں +

داؤد کی حالت یہ نہ تھی۔ جب یسّی اپنے تین بیٹوں کی بابت جو جنگ میں گئے تھے فکرمند ہوا تو اُس نے داؤد کو کہا کہ جا اُن خبر لا اور اُن کے لئے اور اُن کے ہزاری سردار کے لئے بھی ہدیہ لیتا جا۔ وہ اس بات پر فی الفور راضی ہو گیا۔ اور وہ صبح سویرے اُٹھا ... اور جیسا یسّی نے اُسے فرمایا تھا چیز لے کے روانہ ہوا۔ اور وہ اپنی بھیڑوں کو بھی بے حفاظت نہ چھوڑ گیا۔ بلکہ اُن کو ایک نگہبان کے سپرد کر گیا۔ ایک فرض کی بجاآوری کے لئے دوسرے فرض سے تغافل کرنا اچھا نہیں۔ اگر ہم لشکرگاہ میں بلائے جائیں تو چاہئے کہ پہلے ہم بھیڑوں کی نگہبانی کا بندوبست کریں۔ جو شخص بھی بڑی باتوں میں دیانتدار ہے وہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اپنی

دیانتداری کا ثبوت دے چکا ہوگا۔ گھر اور دفتر اور سنڈے سکول میں ہم بڑی بڑی حد کی تعلیم پا رہے ہیں۔ جب تک کہ ہم سب سبق نہ سیکھ لیں جسے خدا ہم کو سکھانا چاہتا ہے اور اُس کی طلبی کوشش نہ لیں۔ تب تک ہمیں تربیت گاہ کو نہیں چھوڑنا چاہئے۔

غلط فہمی اور طعن و تشنیع کی برداشت اُس نے صبر کے ساتھ کی جنگ گاہ میں جاکر داؤد کیا دیکھتا ہے کہ لشکر صف آرا ہے اور وہ آگے کو بڑھ گیا۔ اپنے بھائیوں کو ڈھونڈھ کر وہ اُن سے خیر و عافیت پوچھ ہی رہا تھا۔ کہ وادی کی دوسری طرف سے اُس کو جولیت کی تمسخر آمیز آواز سنائی دی اور اُس کے سامنے سے اُس نے بنی اسرائیل کو دہشت زدہ بھاگتے دیکھا۔ جب اُس نے اپنی حیرانی کا اظہار کیا تو لوگوں سے معلوم ہوا کہ ساؤل پر بھی دہشت چھائی ہے اور اُس نے اشتہار دیا ہے۔ کہ جو کوئی اُس کو مار یگا اُس کو انعام دیا جائیگا۔ پس وہ ادھر اُدھر سپاہیوں سے باتیں کرتا اور سب حالات دریافت کرتا پھرتا تھا اور اپنی حیرت ظاہر کرتا تھا۔ "کہ اُس شخص کے سب سے کیوں کسی کا دل گھبرائے"۔

الیاب تو اپنے بھائی کی باتیں سُن کر افروختہ ہو گیا۔ اس لڑکے کو یہ کہنے کی جرأت کیسے ہوئی کہ بنی اسرائیل کا یہ رویہ اُن کے اور اُن کے مذہب کے شایاں نہ تھا۔ شاہی انعام کی کیفیت و ضاحت کے ساتھ دریافت کرنے سے اُس کا کیا منشاء ہے۔ کیا اُس کا خیال ہے کہ میں یہ انعام حاصل کرونگا۔ یہ کیسی بیہودگی ہے۔ یہ محض باتیں ہی باتیں نہ تھیں۔ لیکن اس امر کا خیال ہی حیرت انگیز تھا۔ کہ وہ بھی اپنے کو سپاہی جانتا اور لڑنے کے قابل سمجھتا ہے ضرور تھا کہ اُس کو صاف صاف کہا جائے کہ تمہارا میدان کارزار میں کوئی کام نہیں تاکہ اُس کی باتوں کا اثر جاتا رہے اور لوگ اُس کی اصلی وقعت سے آگاہ ہو جائیں۔ "تو یہاں کیوں اُترا ہے"۔ اور ذرا حقارت سنئے اور وہاں جنگل میں اُن تھوڑی سی بھیڑوں کو تو نے کس کے پاس چھوڑا"۔ آہ! ان الفاظ میں کیسا افعی کا سا زہر پایا جاتا ہے۔ داؤد نے اپنے دل پر قابو کر کے حلیمی سے جواب دیا کہ "والد تمہاری خیر و عافیت دریافت کیا چاہتے تھے اور میرے آنے کی وجہ

بیہودہ ہے"۔ جولیت پر اصلی فتح تو یہیں مل گئی۔ ایسے وقت میں اپنے مزاج پر قابو چھوڑ دینے سے اُس کی رُوح کا تعلق جو خدا کے ساتھ تھا ٹوٹ جاتا اور خدا کی حضوری کی جو پہچان اُس کو حاصل تھی اُس پر پردہ سا پڑ جاتا لیکن بُرائی کا بھلائی کے ساتھ مقابلہ کرنے اور طبع سلیم کے رکھنے سے نہ صرف اُس کی رُوح کے ہتھیار کی تجلی ظاہر ہوئی بلکہ جو رشتہ اُس کو خدا کے تیرہ سے حاصل تھا۔ وہ اَور بھی مضبوط ہو گیا +

حسد اور کینہ کے حملوں کی صبر اور حلیمی سے برداشت کرنا۔ بدی کے قابو میں نہ آنا بلکہ اُس پر نیکی سے غالب آنا۔ بے وجہ تکلیف اُٹھانا۔ صبر سے رُوح کو قابو میں رکھنا۔ شر بر کے روبرو زبان کو لگام دینا۔ غلط فہمیوں اور نامہربانیوں کے طوفان میں سے سلیم اور حلیم طبع بن کر گذر جانا صرف اُنہیں کو نصیب ہے جن کے دلوں میں رُوح اللہ متمکن ہے اور جن کو خدا کا اطمینان حاصل ہے اور یہ وہی لوگ ہیں جو جنگ میں شجاع ثابت ہوتے ہیں۔ اُس دن وادی ایلا میں یہ صداقت ظاہر ہوئی۔ کہ جو شخص بڑے بڑے اشتعال کے وقت میں حلیم اور سلیم رہتے ہیں وہی جنگ میں زور آور نکلتے ہیں اور یہ کہ حلیمی زور و قوت کا ایک بھاری جزو ہے +

جسم کی حجتوں کی معیار پر بھی وہ پُورا اُترا۔ ساؤل چاہتا تھا کہ داؤد میرا زرہ بکتر پہنے تو وہ خود اُس کو پہننے کی جرأت نہ کرتا تھا۔ داؤد کی حقیقی سرگرمی کا اُس پر بہت اثر ہوا لیکن اُس کو صلاح دی کہ وسائل کو بھی کام میں لاؤ۔ جلد بازی نہ کرو۔ یہ اُمید نہ رکھو کہ تمہارے لئے معجزے سرزد ہونگے ہر صورت سے خدا پر بھروسہ رکھو اور بناؤ لیکن دانشمندی سے کام لو۔ ہم کو معمولی حفظ ماتقدم کا خیال رکھنا چاہئے +

یہ موقعہ بڑا نازک تھا۔ اگر داؤد یہ صلاح مان لیتا تو اُس اعلےٰ مدد سے محروم رہتا جو اُسے اُس سبب ریا ایمان کے وسیلے اُسے ملی تھی۔ وسائل سے کام لینے میں کسی قسم کا گناہ نہیں ہے۔ لیکن اُن کو مقدم جگہ دینا ٹھیک نہیں اور وہ ہونے بھی ایسے چاہئیں جن کی ہدایت خود خدا کرے۔ اگر ہم اُن کو جسم کی تحریک کے

مطابق اختیار کریں اور پھر اُمید رکھیں کہ خدا اُن پر برکت دیگا بہ نسبت اس کے کہ ہم پہلے ہی انتظار کریں کہ خداوند کیا کریگا اور اُس کو کیونکر انجام دیگا تو یہ ایک بڑی آزمائش ہے۔ بسا اوقات دنیاوی دانشمندی کی صلاح و مشورہ سے رُوح کی اعلےٰ تحریکیں مُردہ سی ہو جاتی اور بڑے کام کی بجا آوری کے مانع ٹھہرتی ہیں +

لیکن ایک نادیدنی ہاتھ نے داؤد کو آزمائش کے جال سے بچا لیا۔ اُس نے ساؤل کی صلاح یہاں تک تو مان لی تھی کہ اُس کا زرہ بکتر پہن لیا اور اُس کی تلوار لگالی۔ مگر پھر اُس نے ساؤل کی طرف مُڑ کر دیکھا اور کہنے لگا کہ "میں انہیں لے نہیں جا سکتا"۔ اور اُن کو اپنے جسم پر سے اُتار دیا۔ اُس نے اب ساؤل اور خدا دونو کا زرہ بکتر نہیں پہنا۔ بلکہ صرف خدا کا۔ اور اب وہ بلا تامل۔ جاتی جولیت سے کہہ سکتا تھا کہ "خداوند تلوار اور بھالے سے بچاتا نہیں" +

اُس کے ایمان کی آزمائش کی گئی اور وہ خالص ٹھہرا۔ چونکہ وہ سونے اور چاندی سے کہیں بڑھ کر بیش قیمت تھا اسلئے اُس کی پرکھ بھی سخت ہوئی لیکن آزمائش کی بھٹی سے یہ ثابت ہو گیا کہ اُس کی خاصیت اعلےٰ تھی۔ اب جولیت جو کچھ کر سکتا ہے کرے۔ اُسے معلوم ہو جائیگا۔ کہ اسرائیل میں ایک خدا ہے +

فریقین کی فوجیں نالہ کے دونو طرف فلسطی سورما کے چیلنج کے جواب کی منتظر

تھیں کہ یکایک ہر ایک کی توجہ اُس جوان کی طرف منعطف ہو گئی جس نے ہاتھ میں عصا لئے اسرائیلی لشکر سے نکل کر ڈھلوان کا رُخ کیا۔ جب وہ جھک کر نالہ میں سے پتھر اٹھانے لگا تو تھوڑی دیر کے لئے سب کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اس کے بعد فلسطیوں اور خصوصاً اُن کا سورما کچھ حیرت زدہ سا ہو گیا۔ کیونکہ داؤد دوسرے کنارے پر پہنچ کر اُس سورما کی طرف کو بڑھا +

معلوم ہوتا ہے۔ کہ جاتی جولیت اس وقت بیٹھا تھا اور جب اُس نے دیکھا کہ اُس جوان نے اُس کے چیلنج قبول کرنے کی جرأت کی تو اُٹھ کر داؤد کے ملنے کو آیا اور اُس پر لعنت کی اور اُس کو دھمکی دی کہ تیرا گوشت ہوائی پرندوں اور جنگلی درندوں کو بانٹوں گا اور داؤد نے فلسطی کو کہا "تو تلوار اور برچھا اور سپر لے کے میرے پاس آیا ہے پر میں ربّ الافواج کے نام سے جو اسرائیل کے لشکروں کا خدا ہے جسے تو نے ذلیل کیا تیرے پاس آتا ہوں" +

۱۔ **فتح کا طلسم** "ربّ الافواج کا نام"۔ ہمارے ہاں کسی شخص کے نام سے کوئی خاص خصوصیت ظاہر نہیں ہوتی بلکہ صرف ایک شخص دوسرے شخص سے تمیز کیا جاتا ہے لیکن بائبل میں ہمیشہ نام سے سیرت ظاہر ہے۔ نام سے خاص خاص بخششیں اور لیاقتیں عیاں ہیں۔ آدم نے جانوروں کو جو نام دئے وہ اُن خصوصیات پر مبنی تھے جو اُس پر ظاہر ہوئیں۔ آدم ثانی نے بھی جو نام اپنے رسُولوں کو دئے اُن سے یا تو وہ لیاقتیں ظاہر تھیں جو اُن میں تھیں اور جن کو وہ ظاہر کرنا اور بڑھانا چاہتا تھا یا یہ ظاہر تھا کہ وہ کسی بڑے کام اور مقصد کے لئے تیار ہو رہے ہیں +

یوں ہی خدا کے نام سے جس کا مقدسین اکثر استعمال کرتے ہیں الٰہی صفات اور خصوصیات ظاہر ہیں۔ ابتدائی کلیسیا کی تواریخ میں یہ نام اُس تمام تعلیم کا خلاصہ تھا جو یسُوع نے خدا کی ذات اور صفات کے متعلق دی تھی۔ "وہ اس نام کی خاطر نکلے ہیں اور غیر قوموں سے کچھ نہیں لیتے"۔ یہ بتانے کی کچھ ضرورت نہ تھی کہ یہ کس کا نام تھا۔ کوئی اور نام نہیں کہ جس سے انسان نجات پا سکے۔ کوئی اور نام نہیں کہ جس کا اُس کے ساتھ مقابلہ کیا جائے یا اُسی صفحہ پر لکھے جانے کے

قابل ہو۔ سُورج طلوع ہوتے ہی ستارے نظروں سے غائب ہو جاتے ہیں۔ وہ نام تمام ناموں سے برتر ہے اور اُس کے آگے ہر ایک گھٹنا جھکیگا اور ہر ایک زبان اُس اقرار کریگی کیونکہ خدا کی نسبت جو کچھ خیال کوئی ایک رُوح یا قوم خیال رکھ سکتی یا طلب کر سکتی وہ سب اس نام سے ظاہر ہے +

خدا کے الٰہی نام سے جو جو صفات ظاہر ہیں اُن سے جو خاص صفت داؤد نے لی وہ الفاظ ربّ الافواج سے ظاہر ہے۔ اس سے صرف یہی مراد نہیں کہ خدا اسرائیلی لشکر کا کپتان تھا۔ یہ خیال تو ان الفاظ سے پایا جاتا ہے کہ "جو اسرائیل کے لشکروں کا خدا ہے"۔ لیکن داؤد کے دل میں کچھ ایسے خیال تھے کہ فرشتے اور عالم۔ آسمانی لشکر اور عناصر۔ ہوا اور امواج۔ زندگی اور موت ایک بڑا بھاری لشکر ہیں اور یہ سب اپنے کپتان لشکروں کے یہوواہ کے تابع فرمان ہیں۔ وہ اُس صوبہ دار کا ہم خیال تھا جس کا ذکر انجیل میں ہے اور جس نے کہا کہ "میں صاحب اختیار ہوں اور ایک سے کہتا ہوں کہ جا تو وہ جاتا ہے اور دوسرے سے کہ آ تو وہ آتا ہے اور اپنے نوکر سے کہ یہ کر تو وہ کرتا ہے" +

ربّ الافواج کے نام سے آنے کا مطلب صرف یہی نہیں کہ داؤد یہوواہ کی صفات سے آگاہ تھا بلکہ یہ کہ اُس مقدس نام میں جو کچھ شامل ہے ایمان کے وسیلے وہ سب اُس کو حاصل تھا۔ ہندوستان میں ہر ایک انگریز کو ایک خاص منزلت حاصل ہے۔ اگر وہ کوئی معمولی شخص ہے تو اُس کا انداز کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ کوئی سرکاری عہدہ دار یا اپنے ملک کا وکیل ہے تو پھر تو کچھ اور ہی بات ہو جاتی ہے۔ پہلی صورت میں تو وہ اپنے نام سے کلام کرتا اور جتنی عزت اور اختیار رکھتا ہے پاتا ہے۔ لیکن دوسری صورت میں وہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ اقتدار برطانیہ اعظم کو حاصل ہے اُس میں اُس کا دخل ہے کیسی شخص کے انگلستان کے نام سے کاروبار کرنیکا یہ مطلب ہے کہ ملک انگلستان اُس کے ذریعہ سے کاروبار کرتا ہے اور یہ کہ انگلستان کی قوت اُس کے مطالبہ کے پورا کرنے کو تیار ہے اور اس کی جو گستاخی یا حکم عدولی کیجائے اُس کا بدلہ انگلستان لیگا +

جب یسُوع نے ہم کو فرمایا کہ میرے نام سے جو چاہو مانگو تو اُس کا یہ مطلب

نہیں کہ یونہی بطور ایک مقولہ کے ہم اُس کے نام کو استعمال کریں بلکہ یہ کہ اُس کے مقاصد و ارادوں اور خیالوں سے ہمارا ایسا اتفاق ہو کہ گویا وہی خود ہماری درخواستیں باپ کے پیش کر رہا ہے +

پیشتر ازیں کہ ہم داؤد کے ہمزبان ہو کر کہہ سکیں کہ "میں رب الافواج کے نام سے تیرے پاس آتا ہوں" ہم کو اس عجیب تعلق کی نسبت جو خدا کے ساتھ ہم کو حاصل ہے بہت کچھ سیکھنا ہے۔ یہ صرف اُنہی لوگوں کا استحقاق ہے جو اُن شرائط کو پورا کریں جن سے یہ جوان آگاہ تھا۔ ہمارے لئے یہ بہتر ہے کہ اپنی زندگی کی دوڑ دھوپ کو ذرا چھوڑ دیں اور الٰہی ذات اور مقاصد سے جو بات ہمارے تعلقات کی مانع ہو اُس کو دور کر دیں اور خدا کے ساتھ ایسا تعلق رکھیں کہ اُس کی نیچر ہمارا مضبوط قلعہ۔ ہماری پناہ۔ ہمارا نعرۂ جنگ اور ہماری فتح کا بھید ہو۔ آہ ہر ایک زبردست جابر اور بدی کے شریک تاریکی کی قوتوں کے ہر ایک حملہ۔ اور وحشیوں کے ہر ایک غرغرہ اور ناپرہیزگاری میں غرقاب مقام اور ناتائب اور نہ نجات یافتہ جماعت کے پاس ان الفاظ سے جانا کہ

"میں رب الافواج کے نام سے آتا ہوں"۔ کیسا بڑا استحقاق ہے +

۲۔ کن حالتوں میں ہم اس نام کا استعمال کر سکتے ہیں +

(۱) جب ہماری نیت پاک ہو۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ داؤد کو اس جنگ کے لئے کس نیت اور ارادے نے اُبھارا۔ بیشک اُس نے اسرائیلی مردوں سے یہ تو پوچھا تھا کہ "اُس شخص سے جو اس فلسطی کو مارے کیا سلوک کیا جائیگا" لیکن یہ گمان کسی نے نہ کیا کہ وہ شاہی انعام حاصل کرنے کے لئے جنگ پر آمادہ ہوا۔ اُس کی آرزو یہی تھی۔ کہ اس ملامت کو اسرائیل میں سے مٹا ڈالے اور ساری دنیا کو معلوم ہو کہ اسرائیل میں ایک خدا ہے +

ہمیں یہاں احتیاط کرنی چاہئے۔ جس حال میں کہ ہم اپنی کلیسیا یا اپنے کام اور اپنی راؤں کے لئے لڑ رہے ہیں ہم دعوے کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ خدا کے جلال کے لئے کر رہے ہیں۔ سرگرم لوگوں کو اکثر یہ آزمائش پیش آتی ہے کہ

اپنے مقاصد اور آرزوؤں کی خود غرضی پر پردہ ڈال لیں اور بڑے زور سے دعوے کریں کہ خدا کے کام کی غیرت ہم کو تحریک دے رہی ہے۔ بے سوچے سمجھے بھی گناہ میں پڑ جانے سے ہم اُس مقدس نام کے استعمال کرنے کا حق کھو بیٹھتے ہیں ہم اُس نام کو بار بار زبان پر لا تو سکتے ہیں لیکن اس سے ہم کو کسی قسم کا فائدہ نہیں ہونے کا۔ جن بدروحوں اور شیاطین کو ہم اس نام سے ڈرانا چاہتے ہیں وہی ہم پر حملہ آور ہونگے اور ہم اُن کے سامنے سے بھاگ نکلینگے۔ یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ ہمارے دل پر روح القدس کا اثر برابر ہوتا رہے اور یہ کہ وہ بالکل پاک ہو جائیں اور خدا کے جلال کے خیال سے بھرے رہیں۔ تاکہ یہ الفاظ ہماری نسبت سچ ٹھیریں۔ جیسے کہ ہمارے خداوند کی نسبت ٹھیرے تھے۔ "کہ تیرے گھر کی غیرت مجھے کھا گئی"۔

(۲) جب ہم خدا کو وہ جگہ دیں جس کا وہ حقدار ہے۔ داؤد نے بار بار کہا کہ یہ جنگ خدا کا کام ہے۔ جولیت یا فلسطی لشکر کی شکست اُس کے اختیار میں نہ تھی گو وہ جنگ کی لوٹ اُٹھا سکتا تھا۔ "جنگ کا مالک خداوند ہے اور آج ہی کے دن خداوند تجھ کو میرے ہاتھ میں گرفتار کروائیگا . . . . . خدا بچاتا ہے اور وہی تم کو ہمارے قبضہ میں کر دیگا"۔

ہر ایک شخص جس نے راستبازی کے لئے بڑے بڑے معرکے مارے ہیں اُس کا رویہ داؤد کا سا رہا ہے۔ موسےٰ نے کہا "خداوند یوں کہتا ہوا مجھے دکھائی دیا کہ میں تم کو مصریوں کی تکلیفوں سے نکال لاؤنگا"۔ سموئیل نے کہا کہ "اپنے خداوند کی طرف اپنے دلوں کو مستعد رکھو کہ وہ فلسطیوں کے ہاتھ سے تمہیں رہائی دیگا"۔ پولوس نے کہا کہ "ان باتوں کے سوا مجھے اور کسی بات کے ذکر کرنے کی جرأت نہیں جو مسیح نے . . . . . میرے وسیلے کیں"۔ ہم کو یہ جاننا چاہئے کہ روح القدس کی وساطت سے یسوع سپاہی اور کام کرنے والا اور اپنی کلیسیا کا قائم کرنے والا اور اُس کا منتظم ہے۔ جس کام کو تم درستی سے کرنا چاہتے ہو اُسے یسوع کو دیدو۔ ہم اسلئے بلائے نہیں گئے۔ کہ اُس کے لئے کام کریں بلکہ اُس کو اپنے ذریعہ کام کرنے دیں۔ سب چیزیں اُس سے اور اُس کے وسیلہ اور اُس کے لئے ہیں۔

جنگ ہماری نہیں بلکہ اُس کی ہے۔ چاہیئے۔ کہ اُس کی ہنرمندی ہماری ہدایت کرے۔ اُس کی قوت ہمیں سنبھالے۔ اُس کے اوپر اُٹھائے ہوئے ہاتھ ہمیں فتح و نصرت دیں +

(۲) ۔ **جب ہم جسم سے صلاح نہ لیں** ۔ ساؤل کی رائے کی مخالفت کرنا اس جوان کے لئے بڑا مشکل تھا ۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ پادشاہ اُس کی سلامتی کا بڑا خواہشمند تھا ۔ وہ گویا یُوں کہتا تھا کہ "اے میرے بیٹے! اپنی جان کو خواہ مخواہ خطرے میں نہ ڈالو ۔ دانشمندی سے کام لو ہر طرح کے وسائل کو کام میں لاؤ ۔ اپنی جان عزیز کو ضائع نہ کرو" یہ وقت بڑے خطرہ کا تھا ۔ استہزا ۔ نفرت اور سختی کا مقابلہ آسان ہے بہ نسبت اس مشورہ اور مدد کے انکار کے جو شفقت و مہربانی سے کی جائے ۔ داؤد کے لئے بڑا اچھا ہُوا کہ اُس پر شاہی عنایت کا اثر نہ ہُوا ۔ دو مالکوں کی خدمت وہ ہرگز کر نہ سکتا ۔ ساؤل کی صلاح مان لینے سے وہ الٰہی حفاظت سے محروم رہ جاتا +

شیطان کیسے یہ الفاظ ہردم ہمارے کانوں میں پھونکتا رہتا ہے ۔ جو خداوند کے صلیب کا ذکر کرنے پر پطرس نے اُس سے کہے کہ "اے خداوند یہ تجھ پر ہرگز نہیں ہونے کا" وسائل اور ذرائع کے جائز ہونے پر اتنا زور دیا جاتا ہے کہ قادر مطلق خدا کے کام کرنے کے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی جاتی ۔ وسائل اپنی جگہ پر حسن ہیں لیکن وہ جگہ مقدم سے بہت دور ہے ضرور ہے کہ ان کا وقت اور ان کی جگہ وہی مقرر کرے جو پیتل کے خود اور زرہ بکتر کو منظور نہیں کرتا تاکہ کوئی جسم اُس کے حضور فخر نہ کرے بلکہ وہ جو فلاخن اور نالے کے پتھروں اور جو لیبت کی تلوار سے کام لیتا ہے +

۳ ۔ اس نام کے لینے والوں کا رویہ ۔ (۱) وہ تن تنہا مقابلہ کرنے اور اپنی جگہ پر قائم رہنے کو تیار ہیں جنگ میں اِس جوان نے کسی رفیق سے درخواست نہ کی ۔ وہ تیار تھا کہ مدد یا ہمدردی کے بغیر جنگ کا بیڑا اُٹھائے اُس کو پورا یقین تھا کہ ربّ الافواج میرے ساتھ ہے ۔ اور یہ کہ یعقوب کا خدا میری پناہ ہے +

۲- اُن کا ارادہ پکّا ہوتا ہے۔ اُس کو کسی قسم کا ڈر تھا نہ اُس پر کپکپی چھائی تھی جس سے ہم بڑے بڑے موقعوں پر کام کرنیکے ناقابل ہو جاتے ہیں۔ چپ چاپ سوچ سمجھ کے وہ نیچے کو اُترا اور اپنے مطلب کے پتھر چُنے۔ اپنی سلیمی طبع اور بھروسہ میں اُس نے قوت پائی۔ اُس کا مزاج سلیم رہا کیونکہ اُس کا توکل خدا پر تھا۔ اُس نے جلد بازی نہ کی۔ نہ ہی بھاگتا گیا۔ کیونکہ خداوند اُس کے آگے آگے تھا اور اسرائیل کا قدوس اُس کے پیچھے +

(۳) **اُن کو کسی قسم کا خوف نہیں**۔ جب جنگ کا وقت آپہنچا تو داؤد نے تامل نہ کیا بلکہ اسرائیلی لشکر کی طرف اُن کے سورما کے مقابلہ کو چلا۔ اُس کو انجام کا خوف نہ تھا۔ جب آواز نے فلسطی کی طعن آمیز تقریر کا جواب دیا اُس میں کپکپی نہ تھی۔ جب بازو نے فلاخن چلایا اُس میں لغزش نہ تھی اور فلسطی کے بدن کے نامحفوظ حصہ پر اُس کا نشانہ خطا نہ گیا +

(۴) **وہ فتحمندوں سے بڑھ کر ہیں**۔ سورما کی پیشانی پر پتھر لگا اور دیکھتے دیکھتے وہ زمین پر دھم سے آگرا۔ ایک لمحہ بھی توقف کرنا مناسب نہ تھا۔ پیشتر ازیں کہ وہ ہوش سنبھال کر پھر اُٹھ کھڑا ہو یا اُس کے دہشت زدہ رفیق اپنی نیاب حیرت سے جاگیں اُس کا سر تن سے جدا کیا گیا اور جب فلسطیوں نے دیکھا کہ ہمارا سورما مارا گیا تو وہ بھاگ گئے۔ فتحمندوں نے سارا سامان جنگ لوٹ لیا۔ داؤد نے فلسطی کا سر نشان فتح پر لٹکایا۔ اور اُس کے اسلحہ کو اپنے خیمہ میں رکھا +

چاہئے۔ کہ ہم خدا کے ساتھ تنہا رہیں۔ کمزور سے کمزور شخص جسے خدا کی پہچان حاصل ہو۔ بڑے بڑے کام سر انجام دے سکتا ہے۔ خدا کی قدرت کاملہ منتظر ہے کہ ہمارے ایمان کے مطابق کام کرے۔ جیسے ایک بچے کے بٹن دبانے سے بڑی بڑی کلیں چلنے لگتی ہیں۔ ایسے ہی ایک بچہ جسے خدا کی پہچان حاصل ہو تمام اعلےٰ طاقتوں کو دُنیا کے کارزار میں انسان کی بہبودی کے لئے استعمال میں لا سکتا ہے۔ یہ ہے فتح جو دُنیا اور جسم اور شیطان پر غالب آتی ہے۔ ہاں ہمارا ایمان ان پر فتح پاتا ہے +

ساتواں باب

یونتن

(۱سموئیل ۱۸: ۱)

فلک پر اس قسم کے اجرام بھی ہیں جن کو توأم ستارے کہتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک ایک آفتاب ہوتا ہے اور اُن کا عالم بھی جُدا ہے۔ اور وہ ایک مشترکہ مرکز کے گرد گھومتے ہیں۔ لیکن ان کی کرنیں باہم ایسی مخلوط ہوتی ہیں کہ ہمیں روشنی کی ایک ہی شعاع نظر آتی ہے۔ ایسے دو دوستوں کے دائرہ کا مرکز بھی جو دو جسم یک جان کے مصداق ہوں ایک دوسرے میں ہوتا ہے۔ دو شریف۔ بلند خیال اور پاکیزہ زندگی والے جوانوں کے درمیان جن کی محبت عورتوں کی محبت سے بڑھ کر ہو محبت کے اس رشتہ سے بڑھ کر انسانی دوستی کی تواریخ میں کوئی اَور واقعہ ایسا دل رُبا نہیں قدیمی علم ادب میں ایسی دوستی کی یاد میں ڈامن اور پتھیاس کے نام ضرب المثل ہیں انگریزی علم ادب میں ہیلم اور ٹینی سن کی محبت مشہور ہے اور فارسی خوانوں نے محمود اور ایاز کا قصہ بھولا نہیں۔ لیکن یونتن اور داؤد کی محبت سے بڑھ کر تواریخ کے گلشن میں کوئی یادگار کا پھول ایسا شگفتہ نہیں۔

یونتن کی سیرت سے جو عمر میں داؤد سے بڑا تھا۔ داؤد پر بڑا اثر ہوا ہوگا پہلی ہی نظر میں اُن کے درمیان محبت پیدا ہو گئی۔ "اور ایسا ہوا کہ جب داؤد ساؤل سے بات کر چکا تو یونتن کا جی داؤد کے جی سے مل گیا اور یونتن نے اُسے اپنی جان کے برابر دوست رکھا۔" اسی وقت اور موقعہ پر اُس نے اُس محبت کا اظہار نو نہ کیا لیکن اُسی رات جب یہ جوان گڈریا سپاہیوں کے درمیان بیٹھا اُس دن کے واقعات سُنا رہا تھا ایک شاہی پیادہ اُس کو شہزادہ کے خیمہ میں بلانے کو آیا ہوگا اور

خیمہ میں داخل ہونے پر اُس کا استقبال ایسی برادرانہ محبت سے ہُوا جو کبھی کم ہونیوالی نہ تھی۔ صبح کو وہ اپنے بڑے بھائی الیاب کو کھو چکا تھا لیکن رات کو اُسے ایک ایسا دوست مل گیا جو بھائی سے بڑھ کر وفادار نکلا۔ یہ جوان اس خیال سے پیچھے کو ہٹا ہوگا کہ میں شہزادہ کی دوستی کے لائق نہیں اور شاہی لباس کے مقابلہ میں اُس کو اپنا سیدھا سادھا لباس بُرا معلوم دیا ہوگا لیکن یونتن کے اظہار محبت کے سامنے ایسے سب خیال جاتے رہے خصوصاً جس وقت کہ یونتن نے اپنا لباس اور چوغہ تلوار۔ تیر اور کمر بند سب اُتار کر داؤد کو دیدیئے اور یونتن اور داؤد نے باہم قول وقرار کیا کیونکہ وہ اسے اپنی جان کے برابر چاہتا تھا۔

۱۔ اُس دوست کی سیرت اور اُس کے اخلاق حمیدہ پر غور کرو۔ جس کو یہوداہ نے اپنے عزیز کی سیرت ڈھالنے کے لئے چُنا اور پھر اپنے سب سے گہرے اور ہمراز دوستوں کا انتخاب اسی پر چھوڑ دو۔ وہ جانتا ہے کہ تمہاری طبیعت اور مزاج کی ضرورت کیا ہے اور ایسا دوست تمہیں کہاں سے ملیگا جو کمزوری کے وقت تمہیں قوت دے اور تمہاری مخفی لیاقتوں کو ظاہر کرے۔

اُس میں جملہ مردانہ صفات پائی جاتی تھیں۔ صادق دوستی میں مزاج اور مقاصد یکساں ہونی چاہئیں۔ دو شخص جب اکٹھے سفر کرتے ہوں۔ تو اُن کی پہلی ضرورت یہ ہے کہ آپس میں اتفاق رکھیں۔ اور یہ دونو دوست شروع ہی سے مردانہ صفات کے رشتہ سے باہم بندھے رہے۔ یونتن اپنے تیر و کمان چلانے میں ایسا چابک دست تھا جیسا اُس کا دوست فلاخن چلانے میں۔ وہ غصہ سے شعلہ زن ہوجاتا۔ وہ اپنے باپ کے غصہ کی چپ چاپ برداشت کرلیتا اور کیسا ہی خطرہ کیوں نہ ہو اپنے دوست کی مدد دلیری سے کرتا تھا۔ اُس نے اپنے ایک ہی سلاح بردار کو ایسی تحریک دلائی کہ وہ اُس کے ہمراہ ساری فوج پر حملہ آور ہُوا۔ حملہ کے رُخ کو اُس اکیلے نے موڑ دیا اور سارے لوگوں کی محبت اور آفرین اس طرح حاصل کی کہ اُنہوں نے اُس کے اور اُس کے باپ کے

بیچ میں پڑ کر اُسے موت کی سزا سے بچا لیا۔ یونتن جب کوہ جلبوعہ پر مارا گیا تو داؤد صاف اُس کی کوئی جھوٹی خوشامد نہ کی بلکہ وہ اُس پر یوں نوحہ زن ہُوا کہ

"اے اسرائیل کے غزال تو اپنے پہاڑوں پر مارا پڑا۔ ہائے بہادر کیونکر گر گئے"

وہ بڑا خودداشرا اور نرم دل اور دردمند تھا۔ اکثر لوگ خصوصاً ہمارے اہلِ وطن مردانہ صفات۔ زور۔ قوت اور استقلال پر بڑا زور دیتے اور اِن کی بالمقابل صفات کی جو بالعموم عورتوں میں پائی جاتی ہیں۔ بےقدری کرتے ہیں۔ لیکن ہر ایک سچے مرد میں عورت کا مزاج بھی ہونا چاہئے۔ جیسے کہ مردِ کامل یسوع مسیح میں تھا۔ مرد اور عورت دونوں کی صفات کا مناسب مجموعہ اُس میں پایا جاتا ہے۔ اور ہم میں بھی چاہئے کہ قوت اور شیر دلی۔ ہمت اور ہمدردی پائی جائے اگر ہم بلوط ہوں تو اُس کے ساتھ ہی ہم کو بیل بھی بننا چاہئے جو اُس پر چڑھی ہوتی ہے۔ اگر ہم چٹان ہوں تو سبزی بھی بنیں جو اُسے ڈھانپے رہتی ہے

یونتن کی قوت محبت عجیب تھی۔ وہ داؤد کو اپنی جان سا عزیز رکھتا تھا۔ وہ تیار تھا کہ بلا تامل اور بلا حسرت تخت کا دعوےٰ چھوڑ دے۔ یوں بشرطیکہ وہ اپنے عزیز کے ساتھ ساتھ رہ سکے۔ اُس کی محبت ایسی تھی جو بوس و کنار اور گریہ و زاری سے اپنا اظہار کرتی ہے۔ اور اپنے محبوب کے دل میں بھی محبت پیدا کرتی ہے

"مجھ پر تیرے لئے اے میرے بھائی یونتن بڑا دُکھ پڑا۔ تو مجھے نہایت دلپسند تھا۔ مجھے تیری محبت نہایت عجیب تھی بلکہ عورتوں کی محبت سے بھی زیادہ"

لوگوں کی سیرت کا موازنہ اُن کے دوستوں سے ہوتا ہے اور اس امر سے بھی کہ دوست اُن کی نسبت کیا خیال رکھتے ہیں۔ جو شخص داؤد سے ایسی گہری محبت رکھتا تھا اس میں ضرور ایسی صفات ہونگی جن کے لئے داؤد نامور تھا۔ اِس امر پر اکثر زور دیا جاتا ہے کہ متضاد صفات اشخاص آپس میں اکثر دوست ہوتے

ہیں اور یہ عموماً اس حالت میں ہوتا ہے کہ ایک امیر ہو تو دوسرا غریب۔ لیکن گہری اور صادق محبت اُنہی کے مابین ہو سکتی ہے جن کی سیرت اور مزاج یکساں ہو۔ اُس محبت پر نظر ڈالتے وقت جن سے یہ دونو باہم بندھے تھے۔ شاعرانہ نازک مزاجی۔ ہمدردی۔ ہمت اور ہر ایک پاکیزہ اور شریف اور دلپسند تحریک کے قدر کرنے کی قابلیت جن کے لیئے داؤد نامور تھا یونتن سے منسوب کرنی چاہیئے +

وہ دین کا بڑا پابند تھا۔ جب وہ اپنے سلاح بردار کے ساتھ فلسطی لشکر پر حملہ کرنے کو جاتا ہے تو اُس کی باتوں سے صاف عیاں ہے کہ وہ خدا کی راہوں سے واقف ہے۔ کیونکہ اُس نے کہا کہ خداوند کے نزدیک کچھ دشوار نہیں کہ اگر وہ چاہے تو بہتوں سے رہائی بخشے اور چاہے تو تھوڑوں سے اور مقرری نشان پانے پر اُس کو پورا یقین ہو جاتا ہے۔ کہ خداوند فتح بخشیگا۔ (۱ سموئیل ۱۴ باب) +

اور جب اُس نے اپنے باپ کے ساتھ پہاڑی پر کھڑے ہوئے دیکھا کہ یہ جوان جولیت کے مارنے کو نکلا اور اسرائیل کے لیئے بڑی فتح پائی۔ تو اُس فتح میں خدا کے ہاتھ کو دیکھا اور اُس کے دل میں مقدس اور شکر گذاری کے خیال پیدا ہوئے (۱ سموئیل ۱۹ : ۵) +

جب یہ دونو دوست ایک دوسرے سے جُدا ہوتے اور اُن کی اُس مبارک دوستی کے پھر پیدا ہونے کی اُمید بہت کم ہوتی ہے تو یونتن اس واقعہ سے تسلی پاتا ہے کہ یہ الہٰی انتظام ہے اور کہ خدا ہمارے درمیان ہے۔ خدا اُن کے درمیان ایک کو دوسرے سے جُدا رکھنے کے لئے نہیں بلکہ باہم پیوستہ اور وابستہ رکھنے کو ہے۔ جیسے سمندر دور دراز کے ملکوں کو ہم سے پیوست کرتا ہے۔ چاہے اپنے عزیزوں سے ہم کتنے ہی دُور کیوں نہ ہوں۔ خدا میں ہو کر ہم اُن کے نزدیک رہتے ہیں کیونکہ اُس کی حضوری ہم میں اور ہمارے چوگرد رہتی ہے۔ ہماری اور اُن کی محبت کے دریا خدا کی محبت کے سمندر میں جا پڑتے ہیں +

اور جب ان دوستوں کی آخری ملاقات ہوئی تو وہ ایک میدان میں ملے "یونتن داؤد سے ملنے آیا اور اُس کو قوت و ہمت دی"۔ ان الفاظ کا ٹھیک ٹھیک مفہوم لکھنا مشکل ہے۔ ہمارے دل ہی خود بخود اس کا مطلب نکال لیتے اور تصور باندھتے ہیں کہ مقدس قوت و ہمت کا چشمہ اس شریف روح سے نکل کر اُس کے دوست کے دل میں آ نکلتا ہے جو شخص دوسرے کو ہمت دلائے وہ خود ضرور مضبوط ہوگا۔ جو شخص خدا کی تسلی اپنے بھائی کو دینا چاہے ضرور ہے پہلے خود اُس کو خدا سے پائے اور ہم بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ کیونکر یونتن اپنے دل کی بے چینی میں جب کہ ایک طرف تو باپ کی پسرانہ جان نثاری کا خیال اُسے ستاتا تھا اور دوسری طرف اپنے دوست کی محبت دامنگیر تھی۔ الٰہی نیچر کے اس منبع پر آ ٹھیرا جس سے مصیبت زدہ تسلی پاتے ہیں +

۲۔ یونتن کی زندگی کی کشمکش پر فکر کرو۔

باپ پر وہ جان کو نثار کرنے کے لئے تیار تھا۔ وہ ہمیشہ اس سیاہ سیرت شخص کے ساتھ ساتھ رہتا تھا جو ایسا مغموم رہتا کہ دیوانہ ہو جایا کرتا تھا۔ بُری روحیں اُسے اکثر ستاتی تھیں اُس پر راگ کا اثر بڑا پڑتا تھا۔ وہ بہادری۔ حب الوطنی اور فیاضی کی اپیل کا جواب فے الفور دیتا تھا۔ ہاں وہ ایک ایسی پہاڑی جھیل کی مانند تھا۔ جس میں کبھی تو پہاڑوں اور فضا کا عکس پڑتا اور کبھی سیاہ طوفان سے تلاطم اُٹھتے ہیں۔ زندگی بھر باپ اور بیٹا ویسے ہی اکٹھے رہے جیسے کہ موت میں +

جب ساؤل اسرائیل کے تخت پر بیٹھا۔ تو خداوند اُس کے ساتھ تھا اور یونتن یہ جانتا تھا (۱ سموئیل ۲۰ : ۱۳) اِس کو اس امر سے بڑی راحت ہوتی ہوگی کہ مجھ پر جیسا دعوے باپ کا ہے ویسا ہی خدا کا بھی ہے۔ اور دونو کا وہ وفادار تھا۔ لیکن یہ حالت دیرپا نہ رہی۔ خدا نے ساؤل کو ترک کر دیا اور اُس سے بادشاہت کو قابو میں رکھنے کی قوت جاتی رہی۔ فلستی ملک پر حملہ آور ہونے لگے۔ اس کے بچاؤ کے ہتھیار بیکار ہو گئے لوگ کانپتے کانپتے

اُس کا ساتھ دینے لگے۔ اور سموئیل نے بھی اُسے بتا دیا کہ تمہاری بادشاہت دیر تک رہ نہیں سکتی۔ اور آخر کار وہ مصیبت زدہ دن آ گیا۔ جس میں ساؤل نے قربانی چڑھا کر کہانت کا عہدہ خود اختیار کر لیا۔ اُسی وقت یہ فقرہ کہا گیا کہ "خدا نے اپنے دل کے مطابق ایک مرد چن لیا ہے اور خدا نے اس کو اپنے لوگوں پر شہزادہ مقرر کیا"۔

اِس وقت سے ساؤل کو زوال ہوتا گیا لیکن یونتن نے اُس کا ساتھ نہ چھوڑا گویا اُسے اُمید تھی کہ اپنی فرمانبرداری سے وہ اپنے باپ کی شکست کے نتائج کو مٹا دے اور بادشاہت کو قابو میں رکھے۔

اوّل اوّل تو یہ کام مشکل معلوم نہ ہُوا۔ سوائے باپ کے کوئی اَور اُس کے دل کی محبت کا حصہ دار نہ تھا۔ اسلئے فلسطیوں کے ساتھ جنگ کرنے میں اپنی جان کو معرض خطر میں ڈالنا دشوار نہ تھا اور جب شہد سے بھرے جنگلوں میں سے مکماش سے عجلون تک وہ فلسطیوں کو مارتا گیا اور سارا اسرائیل اُس کے پیچھے پیچھے تھا تو اُس کا دل آنے والے مسرت آمیز زمانہ کے خیالوں سے کیسا شعلہ زن ہوتا ہوگا۔ لیکن یاس اُس کے نصیب میں تھی۔ اس کا تو تو یہ خیال تھا کہ میرے باپ کی بادشاہی پھر مضبوط ہو جائیگی۔ لیکن بجائے اس کے کیا دیکھتا ہے کہ اس کا باپ اُس لہر میں جو اُس کو خدا سے دور لے جا رہی تھی اَور بھی زور سے بہا جاتا ہے۔ عمالیقیوں کو ہلاک کرنے کے متعلق ساؤل کی نافرمانبرداری بدرُوح کا اُس پر قبضہ کرنا اور اُسے دہشت دلانا۔ سموئیل کی جدائی۔ اِن باتوں نے اس بہادر اور سرگرم رُوح پر اخلاقی لقوہ کا کام کیا۔ اس بدبخت کے فیصلوں کے اُلٹانے کی وہ کیا تدبیر کرے؟ اِس طوفان کو کیسے رو کے؟ دروازے پر سے دشمن کو کیسے واپس کرے؟ اسی خیال سے کہ میں ان باتوں کی انسداد کا یارا نہیں رکھتا اُسے جولیت سے لڑنے کی جرأت نہ ہوئی۔ جب کبھی اِس نامختون سورما کے چیلنج کا نعرہ اُس کے کانوں کو ناگوار گذرتا تو اُس کے دل میں یہ جوش پیدا ہوتا ہوگا کہ اِس نامراد کا مقابلہ

کرکے اس کا خاتمہ کر ڈالوں یا اپنی جان پر کھیل جاؤں۔ لیکن اُس کی رُوح پر بے ہمتی اور یاس کے بادل چھا جاتے تھے۔ وہ بیچارہ کیا کر سکتا تھا۔ اس کے وطن عزیز کی قسمت کا بھی فیصلہ ہو چکا تھا +

جب وہ صبح کو اُٹھا اور اُسے معلوم ہُوا کہ داؤد سے میں کیسی محبت رکھتا ہوں تو اُس کی زندگی میں ایک اور مشکل پیدا ہوئی۔ یہ مشکل ظاہری نہ تھی کیونکہ گو ساؤل داؤد سے حسد رکھتا تھا۔ لیکن ان میں ظاہراً کوئی ناچاقی نہ تھی۔ داؤد محل میں آتا جاتا۔ بڑی اعتماد کی جگہ رکھتا اور ملاقات کے لئے جس کے لئے وہ نوتر ستے تھے نزدیک رہتا تھا۔ لیکن جب حسد اور دشمنی کے شعلے جو دیر سے ساؤل کے دل میں سلگ رہے تھے روشن ہوئے تو اُس کی زندگی کی حقیقی بے چینی ظاہر ہو گئی۔ ایک طرف تو اُس کو اپنے فرائض کا خیال بہ حیثیت بیٹا اور رعیت اپنے باپ کی تابعداری میں رکھتا تھا گو وہ جانتا تھا کہ میرے باپ کی قسمت کا فیصلہ ہو چکا اور اُس کے ساتھ تعلق رکھنے سے میں اپنے آپ پر تباہی لاتا ہوں۔ دوسری طرف اُس کا دل داؤد کے لئے روتا تھا +

داؤد سے محبت رکھنے کے باعث اُس نے کوشش کی باپ اور دوست کے مابین صلح کرا دے۔ اُس نے بہت زور لگایا پر آخر کو جب کچھ بنتا نظر نہ آیا تو اس خیال کو چھوڑ دیا۔ اور پھر یہ خیال اُس کے دل میں پیدا ہُوا ہو گا کہ اس ڈوبتے جہاز سے وقت پر میں الگ کیوں نہ ہو جاؤں؟ میں اپنی قسمت اس شخص کی قسمت کے ساتھ وابستہ کیوں نہ کر دوں جس کو خدا نے چن لیا ہے؟ بادشاہی تو اس کے گرد ہو رہی ہے۔ اِسی سے میں تعلق پیدا کیوں نہ کروں گو یہ میرے باپ کے خلاف ہی کیوں نہ ہو؟

یہ آزمائش بڑی پُر زور اور کارگر تھی لیکن بے اثر۔ آخر کار وہ اُس کے پاؤں کے نیچے گر گئی۔ فرض ابنیت۔ خدا کے ممسوح بادشاہ کی فرمانبرداری کا رشتہ یہ باتیں انسانی محبت کے رشتہ سے زیادہ مضبوط تھیں۔ اور غور و فکر کے بعد اُس نے اپنے دل کی اپیل سے مُنہ موڑ کر اپنے باپ کا ساتھ دینا مناسب سمجھا۔ اس

پسند سے اُس نے کبھی گریز نہ کیا۔ داؤد کے رخصت ہونے پر یونتن شہر کو چلا آیا۔ اُس کا باپ اُس کے یسّی کے بیٹے کے ساتھ دوستی رکھنے پر خواہ ہنسے یا تمسخر کرے وہ چپکا رہا اور جب ساؤل فلسطیوں سے اپنا آخری جنگ کرنے کو نکلا تو یونتن اُس کی طرف سے اور اس کے ساتھ ہو کر لڑا۔ حالانکہ وہ یہ جانتا تھا کہ کسی نہ کسی صورت میں داؤد ان فلسطیوں کا شریک ہے :

اصول کے جذبہ پر۔ اور فرض کے میلان طبع پر فتح پانے کا یہ ایک بڑا اعلےٰ اظہار ہے جو تواریخ کے صفحوں میں پایا جاتا ہے۔ یونتن ایک بہادر کی موت مرا نہ اسلئے کہ اپنے ملک کے دشمنوں سے وہ ایسی دلیری سے لڑا بلکہ اِس لئے کہ انسانی دل کے بڑے مضبوط جذبہ پر ہاں ایک ایسے مضبوط شخص کی محبت پر جس میں مذہب اور نیک اور راست چیزوں کے لئے سرگرمی مشترک تھی فتح پائی +

ایسی کشمکش ہم سب کو پیش آتی ہے۔ جب خدا کا فرمان تو ایک راہ بتاتا اور دل کی خواہش دوسری۔ جب ایک طرف سے آندھی اُٹھتی اور دوسری طرف سے جوار بھاٹا۔ جب کبھی تجھ پر یہ واقع ہو تو خدا کا فضل تجھے توفیق دے کہ ایسی راہِ راست اختیار کرے اور کانشنس (ضمیر) کے فرمان کی ایسی پیروی کرے جیسے یونتن بن ساؤل نے کی!

آٹھواں باب

ہردلعزیز

(ناور ۹ : ۷ و ۹)

جن عبرانی الفاظ کا ترجمہ اُردو میں "نگاہ رکھنا" اور "بُرج کرنا" کیا گیا ہے اُن میں باہم بہت کم فرق ہے۔ اگر ذیل کی دو نو آئتیں ساتھ ساتھ پڑھی جائیں

تو صاف ظاہر ہوگا کہ یہ کیونکر ہم معنی ہیں +

آیت ۹ - اے میری قوت میں تجھی پر نگاہ رکھونگا - کہ خدا میری پناہ ہے +

آیت ۱۷ - اے میری قوت میں تیری مدح کرونگا کہ خدا میرا محکم قلعہ ہے "

عنوان سے ظاہر ہے کہ یہ زبور کس موقع پر تصنیف کیا گیا " داؤد کا زبور جب ساؤل نے لوگ بھیج کے اس کے گھر کی چوکی دلوائی تاکہ اُسے قتل کرے " نفس مضمون سے عنوان کی تائید ہوتی ہے - خصوصاً آیات ۶ و ۱۴ سے جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں +

وُہ شام کو لوٹتے ہیں - وہ کتے کی مانند بھونکتے ہیں اور شہر میں ہر طرف پھرتے ہیں - دیکھ وہ منہ سے ڈکارتے ہیں " لیکن داؤد اپنے گھر میں بیٹھا خدا پر نگاہ رکھتا - اور صبح کے وقت اُس کی رحمت کے گیت گاتا ہے +

۱- داؤد پر اس حملہ کی وجہ - جب فتحمند لشکر وادی ایلا سے واپس ہوا تو سارا ملک خوش و شادمان تھا - کسانوں نے کھیت میں کام چھوڑ دیا - اور دکانیں بند ہوگئیں - گاؤں سے شہروں تک یہ خوشی کی خبر تار برقی کی طرح پھیل گئی اور شہر کی عورتیں ساز و بربط لئے شاہ ساؤل کے استقبال کو نکلیں - اُن کے اس گیت سے ساؤل کو نہایت چوٹ لگی کہ

ساؤل نے اپنے ہزاروں کو مارا پر داؤد نے اپنے دس ہزاروں کو +

اُس وقت ساؤل کے دل میں اوّل اوّل رشک کا شعلہ افروختہ ہوا جو بڑھتے بڑھتے اُسکی تباہی کا سبب ٹھیرا - اگر وہ اُس دوزخی شعلہ کو پاؤں تلے روند ڈالتا یا دُعا کے سمندر میں بجھا دیتا اُس کے لئے کیا ہی اچھا ہوتا - لیکن وہ تو اُس کو اور بھی روشن کرتا رہا یہاں تک کہ خود اُس سے جل گیا - ؎

دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینہ کے داغ سے
اِس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اور ساؤل سُن کے نہایت خفا ہوا . . . . . کہ وہ بات اُسے بُری معلوم ہوئی

اور ساؤل نے اُس دن سے آگے کو داؤد پر خوب نگاہ رکھی"۔

لیکن ساؤل کے دل میں صرف حسد و رشک ہی نہ تھا۔ بلکہ اُس سے کچھ زیادہ اُس نے خدا کے ارادہ کو توڑنے کی کوشش کی۔ سموئیل نے اُسے صاف صاف بتا دیا تھا کہ خدا نے اسرائیل کی بادشاہت تجھ سے چھین کر تیرے ایک ہمسایہ کو بخش دی ہے اور جب اُس نے اُس جوان کو جولیت کا سر ہاتھ میں لئے آتے دیکھا اور اسرائیلی عورتوں کا نغمہ سُنا تو اُس کے دل میں یہ شک یقین سے بدل گیا کہ خدا کا مقرر کیا ہُوا بادشاہ یہی ہے اور اُس نے اپنے دل میں یوں کہا ہوگا جیسے ہیرودیس نے بعد میں کہا کہ "بادشاہ تو میں ہوں اور دیکھونگا کہ یہ پیشینگوئی کیسے پوری ہوتی ہے۔ مُردے بادشاہی نہیں کیا کرتے اور قتل کے علاوہ جان لینے کے اور کئی ذریعے ہیں۔ ہزا بھی ہے"۔ اُس کا خیال تھا کہ اگر کسی نہ کسی طریق سے داؤد کی جان لے لوں تو خدا کا ارادہ پُورا نہ ہوگا اور سموئیل کی پیشینگوئی جھوٹی ثابت ہوگی۔ ساؤل آخری شخص نہ تھا جس نے اکھاڑے میں اُتر کر خدا کے ساتھ جنگ کی اور پِس گیا۔ کوئی تواریخ دان جو نپین مُردود کے اس اقرار کو بھول نہیں سکتا جو ہزاروں کے تجربے کا اظہار ہے۔ کہ "اے گلیلی! تو نے فتح پائی"۔

ساؤل کے اس خونی ارادے نے کئی طریقوں سے تکمیل پانے کی کوشش کی۔ اگلے ہی دن جب داؤد اُس کو بربط سنانے بیٹھا تو ساؤل نے اُس کو اپنی برچھی کا نشانہ بنایا لیکن وہ خدا کا پیارا بال بال بچ گیا۔

اس کے بعد ساؤل نے اُسکو ایک اعلےٰ فوجی عہدہ دیدیا۔ اِس اُمید سے کہ کہ دنیوی ترقی اور اختیار کی پھسلنی جگہ میں اُس کا سر پھر جائے۔ اور وہ مغرور ہوکر بغاوت کا کوئی فعل کر بیٹھے اور موت کا سزاوار ٹھہرے۔ لیکن داؤد اپنی تمام راہوں میں دانشمند رہا۔ ہر ایک گڑھے اور جال سے بچتا رہا۔ یہانتک کہ ساؤل کو جو موقعہ کی تاک میں بیٹھا تھا اور بھی یقین ہوگیا کہ داؤد خدا کی حفاظت

ببر ہے اور اُس سے ڈرنے لگا +

پھر اُس نے اپنی بڑی بیٹی کو اُس کے نکاح میں دینے کا وعدہ کیا اور شادی کے وقت اپنے وعدہ پر قائم نہ رہا۔ اُس کا منشا یہ تھا۔ کہ اس وعدہ خلافی سے داؤد ناراض ہو کر بغاوت کا مرتکب ٹھہرے لیکن اس کا یہ منصوبہ بھی پُورا نہ ہُوا +

پھر ساؤل نے اپنے حریف داؤد کو یہ طمع دیکر کہ اگر وہ سو فلسطیوں کا چمڑا اُتار کر لائے تو وہ اپنی بیٹی میکائیل کو اُس کے عقد میں دیدیگا۔ داؤد کو ایسی مشکل میں ڈالا جس سے بغیر معجزہ کے وہ سلامت نکل نہ سکتا تھا۔ لیکن داؤد نے دوسو فلسطیوں کو قتل کر کے لوگوں کی اور زیادہ تحسین حاصل کی +

اِس خدا کے رد کئے ہوئے بادشاہ نے ہر طرف سے ناکامی اُٹھا کر آخر کار یونتن اور اپنے خدام سے کہا کہ جس طرح بن پڑے داؤد سے میرا پیچھا چھڑاؤ لیکن اس کا یہ منصوبہ بھی کارگر نہ ہُوا۔ یونتن تو داؤد کو جی سے چاہتا تھا۔ اور تمام اسرائیل اور یہوداہ کے لوگ اُس کو عزیز رکھتے تھے۔ یونتن نے تو اپنے باپ کے غصہ کو دور کرنے کی بہت کوشش کی اور اُس سے وعدہ بھی لیا کہ داؤد مارا نہ جائیگا۔ لیکن اُس کی منت وسماجت کا اثر دیرپا نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہی بربط بجاتے وقت داؤد پھر برچھی کا نشانہ بنایا گیا۔ یہ شام کا وقت تھا اور داؤد اپنے گھر کو بھاگ گیا۔ ساؤل تو اُس کے قتل پر تلا بیٹھا تھا۔ سو اُس نے داؤد کے گھر لوگ بھیجے کہ اُس کے گھر کی چوکی کریں اور صبح کو اُسے مار ڈالیں۔ انہیں لوگوں کا ذکر وہ اس زبور میں کرتا ہے +

میکائیل کی ہوشیاری نے اُس کے خاوند کی جان بچائی۔ اُس نے کھڑکی کی راہ سے اُس کو نیچے اُتار دیا اور اُس کی صورت بنا کر بستر پر لٹادی اور اس طرح داؤد بچ گیا۔ لیکن ساؤل اپنے بُرے ارادے سے باز نہ آیا۔ تاہم خدا نے

کئی دفعہ ساؤل کے منصوبوں کو باطل کیا اور خود ساؤل اپنی بدکرداریوں کا شکار بنا۔ (۱ سموئیل ۱۹: ۲۴) +

داؤد کے لئے یہ تجربہ بیشک عجیب ہوگا۔ انسانی طور پر بادشاہ کے اس کو گرفتار کرنے میں کوئی امر مانع نہ تھا لیکن ایمان سے وہ جانتا تھا کہ میں قادرِ مطلق کے پروں تلے ہونے کے باعث سلامت ہوں۔ خدا کی حضوری سموئیل اور داؤد دونوں پر سایہ فگن تھی +

وہ اُن کو اپنے ڈیرے کے پردہ میں پوشیدہ رکھیگا۔ وہ اُن کو چٹان پر چڑھائیگا +

۲- حملوں کے درمیان بھی داؤد کی حلیم طبعی۔

مصیبت زدہ شخص انسان اور فرشتوں کے لئے نمونہ ہے۔ ساؤل اُس کا جانی دشمن ہے۔ چاروں طرف اُس کے لئے پھندے اور جال لگائے گئے ہیں گاہے گاہے آفتاب اُس کے سنہلے بالوں پر چمکتا تھا۔ لیکن اکثر اُس کو سیاہ بادل اور گھنگور گھٹائیں دیکھنی نصیب ہوتی تھیں۔ ابھی تو اسرائیل کی عورتیں اُس کا استقبال کرتی ہیں۔ لیکن اس کے بعد ہی وہ اپنی بیوی اور بچوں سے جدا کیا جاتا اور جلاوطنی میں دربدر مارا پھرتا ہے۔ تاہم اُس کے دل میں تسلی اور اطمینان ہر وقت قائم رہتا ہے۔ اور وہ اپنی دلی حالت کا اظہار مدح کے گیتوں سے کرتا ہے اس کے دلی اطمینان کا بھید کیا تھا +

(۱) اس امر کا یقین کہ خدا کیا کچھ ہے۔ خدا اُس کی قوت تھا۔ یعنی خدا اُس کے اندر۔ خدا اُس کا محکم برج تھا۔ یعنی خدا اُس کے باہر اور چوگرد۔ وہ خدا رسیدہ تھا اور خدا اُس کے ساتھ تھا۔ وہ خدا میں رہتا تھا اور خدا اُس میں۔ اُس کی کوئی ایسی ضرورت نہ تھی جو خدا پوری نہ کرسکتا۔ کوئی ایسا خطرہ نہ تھا۔ جس سے وہ اُس کو بچا نہ سکتا تھا۔ کیسی مبارک حالت ہے۔ کسی بڑے کام کے لئے جو تمہارے سپرد کیا گیا ہے

تم کافی زور نہیں رکھتے۔ تمہارے خیال میں بڑے سے بڑے لائق اور دانشمند بھی اس کو بخوبی سرانجام دے نہیں سکتے بلکہ وہ تمہارے سپرد کیا گیا ہے تم عذر کر کہتے ہو کہ "اے میرے مالک میں کس طرح اسرائیل کو بچاؤنگا۔ دیکھ میرا گھرانا منسی میں حقیر ہے اور میں اپنے باپ دادوں کے گھرانے میں سب سے چھوٹا ہوں" +

اُس وقت خدا کی رُوح ظاہر کرتی ہے کہ خدا تمہاری قوت ہے۔ اور یہ کہ اُسے دل میں اس طرح قبول کر لینا چاہئے کہ وہ ایک نئی اور آسمانی قوت کی بنیاد ٹھہرے۔ رسُول کی خوشی پر غور کرو کہ جب وہ ایک طرف بڑی جان جوکھوں کے کام دیکھتا اور دوسری طرف بڑی مشکلیں اُس کو نظر آتی ہیں تو وہ بڑے اطمینان اور یقین سے کہتا ہے کہ "میں مسیح کے وسیلے جو مجھے طاقت بخشتا ہے میں سب کچھ کر سکتا ہوں"۔ اے کمزوروں کے کمزور ایماندار۔ یسُوع مسیح کو یاد رکھ اور اُس کو اپنی زندگی کی قوت بنا۔ اور اُس فضل میں خوب دلاور بن جو یسُوع مسیح میں ہے +

ایک اور مثال لو۔ اُن مغلوب سپاہیوں کو دیکھو کہ دشمن کیسے بے طرح اُن کا پیچھا کئے ہیں سامنے پہاڑی پر ایک قلعہ ہے۔ جس کی چاردیواری کے اندر اُن کا بال تک بیکا نہیں ہو سکتا۔ جان توڑ کر یہ بھاگتے اور وہاں جا کر پناہ لیتے ہیں جو جان اس طرح خدا کی پناہ لیتی ہے وہ تمام خطروں سے محفوظ رہتی ہے۔ ہمیں تو خدا کی طرف بھاگنا بھی نہیں پڑتا کیونکہ اس سے تو یہ مفہوم ہوگا کہ ہم اُس سے پرے ہیں ہمیں تو یہی درکار ہے کہ اُس میں قائم رہیں اور جس آزادی سے اُس نے ہم کو آزاد کیا ہے اُس میں مضبوط رہیں اور یہ جان رکھیں کہ جب تک ہم خدا میں قائم ہیں شیطان جو چاہے کرے ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکتا +

جب ہم ان باتوں کو پہچان یا جان لیں اور اُس پر یہ خیال ایزاد کریں کہ خدا رحمت کا چشمہ ہے اور جب ہم یہ ایمان رکھیں کہ ساؤل کی نفرت اور ہماری مشکلات میں بھی خدا کی رحمت کا ہاتھ ہے ہماری راہ پر جو تاریک بادل چھائے ہیں اُن میں بھی رحمت ہے اور بڑے بڑے سخت اور تلخ تجربوں میں بھی رحمت ہے تو پھر ہم داؤد کے ہمزبان ہو کر یہ زمزمہ پردازی کر سکتے ہیں۔ "میں تو تیری قدرت کی ثنا گاؤنگا۔

ہاں میں صبح کو پکار کے تیری رحمت کے گیت گاؤنگا کہ تو میرا محکم قلعہ ہے اور مصیبت کے دن میری پناہ گاہ +

۲ - خُدا کی طرف اُسکا بیلان طبع - "اے میری قوت میں تجھ ہی پر نگاہ رکھونگا"

جس عبرانی لفظ کا ترجمہ نگاہ رکھونگا کیا گیا ہے وہ ان معانی میں استعمال ہوتا ہے کہ چوپان اپنی بھیڑوں پر نگاہ رکھے - یا پاسبان بُرج پر سے پہرہ دے یا سنتری ادھر نیچے ٹہلتا پھرے - کیا ہم بھی عادتاً یُوں ہی کرتے ہیں ؟ اکثر ہم بھی دعا تو کرتے لیکن اُس سیڑھی کی طرف نہیں دیکھتے جس سے فرشتے دعاؤں کا جواب لئے ہوئے نیچے آتے ہیں - رات کے وقت کئی جہاز اُن اسباب سے لدے ہوئے ہمارے کنارے سے گذرتے ہیں جن کے لئے ہم دن بھر دعا کرتے رہے - لیکن وہاں ہم اُن کے لینے کے لئے موجود نہیں ہوتے کئی فوجیں تلواریں چمکاتی ہوئی ہماری مدد کو آئی ہیں - لیکن ہمارے دروازے بند کے بند ہی رہتے ہیں - کئی کبوتریاں ہماری کھڑکیوں پر آبیٹھتی ہیں لیکن اور باتوں میں ہم اتنے مشغول ہیں کہ اُن کی آہٹ نہیں سُنتے - ہم دعا تو کرتے لیکن منتظر نہیں رہتے - ہم مانگتے تو ہیں لیکن اُس کے پانے کی توقع نہیں رکھتے - ہم کھٹکھٹاتے تو ہیں لیکن دروازہ کے کھلنے سے پیشتر وہاں سے چل دیتے ہیں +

ہمیں یہ سبق سیکھنا ضرور ہے - کہ خدا پر بھروسہ رکھیں - رویا پانے کے لئے ٹھہرے رہیں - سموئیل کے آنے کا انتظار کریں - یہ ایمان رکھیں کہ جس نے ہم کو بھروسہ کرنا سکھایا وہ کبھی ہم کو دھوکا نہ دیگا - ہم یہ یقین رکھیں کہ جو اُس پر نگاہ رکھتے وہ کبھی شرمندہ نہ ہونگے - اور جو کچھ ہم مانگتے ہیں ایمان رکھیں کہ وہ ہم نے پا لیا - ہاں اُسے لے کر اپنا بنا لیں جس حال کہ ظاہری طور سے اُسکا کچھ جواب نہیں ملا - یہ ہے خدا پر نگاہ رکھنا - اس سے ہم مطمئن اور شادمان رہینگے گو مصیبتیں ہمیں چاروں طرف سے گھیرے رہیں - یوں ہمارا انتظار مدح سرائی سے بدل جائیگا +

نواں باب

تیروں کا پیغام

یونتن کی بات اُس کا باپ اکثر مان لیتا تھا۔ بڑا یا چھوٹا کوئی ایسا کام نہ تھا جس سے ساؤل اُس کو نہ کرتا تھا۔ اپنے عزیز اور باپ دونو کی خاطر اُس نے کوشش کی کہ اس چوپان۔ مغنّی اور سپاہی اور اپنے باپ اور بادشاہ کے درمیان صلح کرا دے۔ غالباً یونتن داؤد سے بہت بڑا تھا۔ لیکن اُس کی محبت پاک اور شریف تھی۔ ایک سے زیادہ مرتبہ اُس نے داؤد کا ذکر خیر اپنے باپ سے کیا اور اُس سے وعدہ بھی لے لیا۔ کہ داؤد مارا نہ جائیگا۔ جب داؤد نبوت سے ساؤل کو نبوت کرتا چھوڑ کر بعجلت تمام واپس آیا۔ اور یونتن سے اپنا حالِ دل رو رو کر بیان کیا کہ میں نے ایسی کونسی خطا کی ہے۔ کہ جہاں پناہ میری جان کے خواہاں ہیں اور یہ کہ مجھ میں اور موت میں فقط ایک قدم کا فاصلہ ہے تو یونتن نے اُس کو یقین دلایا کہ جو کچھ تیرا جی چاہے میں تیرے لئے وہی کرونگا۔

نئے چاند سے پہلی رات کا ذکر ہے کہ ساؤل نے اپنے امیروں اور وزیروں کی دعوت کی اور ان دوستوں نے باہم مشورہ کیا کہ ساؤل کے دلی خیالات دریافت کرنے کا یہ اچھا موقعہ ہے۔ داؤد نے یہ رائے پیش کی کہ میں کھانے پر حاضر نہ ہوؤں اور اپنے شہر بیت لحم کو چلا جاؤں۔ تیسرے دن تک میں بآسانی واپس آسکونگا۔ اس دوران میں یونتن اپنے باپ کے انداز اور لب و لہجہ سے اس امر کو دریافت کرے کہ داؤد کی نسبت اُس کا خیال کیا ہے۔

یوں تو یہ مشورہ محل ہی میں ہوا۔ لیکن ایک کو دوسرے سے ایسی دوستی کی باتیں کہنی تھیں۔ ایسے ایسے محبت آمیز الفاظ سے کام لینا تھا۔ ایسا رقت انگیز

عہد آپس میں باندھنا تھا باتیں ایسے راز دار طریقہ سے کرنی تھیں کہ مصلحت یہی معلوم ہوئی کہ کسی علیحدگی میں یہ ملاقات ہو جہاں نہ کوئی اُن کو دیکھے۔ نہ اُن کی آہ وگریہ کا شور کسی کے کان میں پڑے۔ لیکن فی الحقیقت اس موقعہ کا ایک احد شاہد تھا۔ چونکہ یونتن بڑا دیندار شخص تھا۔ وہ اسرائیل کے خدا کی حضوری میں رہا کرتا تھا اور جب وہ اپنے دل کا حال اپنے دوست سے کہہ چکا اور اُس کی منت کی کہ میرے او پر کرم کیجیو اور جب خداوند تیرے سارے دشمنوں کو زمین پر سے نیست ونابود کر دے تو میرے اہل بیت پر بھی اپنا کام جاری رکھیو تو اُس نے خدا کو شاہد کیا +

بیشک جلبوعہ کا خون رُلانے والا سماں یونتن کے دل پر پہلے ہی سے اپنا عکس ڈال رہا تھا۔ اور اُس کے دل میں ابھی سے یہ بات کھٹک گئی کہ جب داؤد کو قوت واختیار حاصل ہوگا۔ تو تخت کے دعویداروں کے امکان تک کے مٹانے کے لئے شاہی نسل کو بالکل تباہ کر دیگا۔ اسی فکر سے اُس نے داؤد سے دوبارہ قسم لی اور اپنی جدتِ طبع اور فراست سے ایک انوکھا طریقہ اختیار کیا جس کے ذریعے تار برقی کی طرح داؤد تک یہ راز پہنچ جائے جس میں یا تو اُسکی سلامتی ہے یا مایوسی +

اس واقعہ کو پڑھتے ہی تار گھر کے چپڑاسی یا ڈاک خانہ کے چٹھی رساں یاد آتے ہیں جو لوگوں کو خطوط پہنچاتے ہیں۔ مگر اُن کی بلا جانے کہ وہ مکتوب الیہ کی خوشی کا موجب ہیں یا رنج کا۔ یہ تیر اب بھی ادھر اُدھر اُڑ رہے ہیں اور چٹھی رساں لڑکے اب بھی اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اکثر وہ نشان تک نہیں پہنچتے اور پھر نشان سے آگے جا پڑتے ہیں وہ نشان سے پرے عموماً کیوں جاتے ہیں؟ اے قوی بازو تو اُن کو ایسی تیزی سے کیوں پھینکتا ہے؟ اے ہوا تو اُن کو ایسی سُبکی سے کیوں لے جاتی ہے؟ کمان کے کھینچتے ہی بہتوں کے دل ٹوٹتے ہیں، چند قدموں کی کمی بیشی کے باعث کئی زندگیوں کی حالت بالکل بدل جاتی ہے +

ا۔ تیروں کا یہ مفہوم تھا۔ کہ دراریں ایک شریف اور مضبوط دوست کھڑا ہے۔ یونتن واقعی ایک دُرِ نایاب تھا۔ تیرو کمان کے استعمال ہیں اُس کا کوئی ثانی نہ تھا۔ میدان کارزار ہیں اس سا دلیر ڈھونڈھے سے نہ ملیگا۔ عقاب سے زیادہ تیز رفتار۔ شیر سے بڑھ کر مضبوط لیکن عورتوں سا حلیم مزاج۔ صادق دوست۔ اوروں کا دل ایسے موہ لیتا تھا کہ اُس کے سلاح بردار کو بھی اکیلے لشکر پر حملہ کرنے کی جرأت پیدا ہوجاتی تھی۔ اپنے اصُولوں کا ایسا پکا کہ باپ کے ادبار ہیں بھی اُس نے اُس کا ساتھ نہ چھوڑا۔ حالانکہ اُس کے ہاتھوں سے اُس کی کافی بے عزتی ہو چکی تھی +

دوستی کے مقدس نام کی خاطر اُس نے جس کام کا بیڑا اُٹھایا وہ کوئی بچوں کا کھیل نہ تھا۔ اور اپنے غیر حاضر دوست کی حامی بھرنے ہیں اُس نے جو کچھ طعن وتشنیع سُنی غالباً وہ اُس کے لئے تیار تھا۔ پہلے دن ساؤل نے داؤد کی غیر حاضری کو بلحوظ خاطر تو کیا لیکن کچھ نہ کہا۔ دوسرے دن جب اُس نے پھر داؤد کی جگہ خالی دیکھی تو اُس نے یونتن کو خفگی کی نگاہوں سے دیکھ کر کہا کہ "کیا سبب ہے کہ یسی کا بیٹا کھانے کو نہ کل آیا ہے نہ آج"۔ یونتن نے اس کا پہلے سے گھڑ گھڑایا جواب دیا۔ کہ داؤد بیت لحم اپنے رشتہ داروں سے ملنے کے لئے اور مجھ سے رُخصت لے کر گیا ہے۔ رخصت کے نام سے تو ساؤل نہایت آشفتہ خاطر ہوا اور اُس کے غصہ کی کوئی حد نہ رہی اُس نے یونتن کی ماں یعنی اپنی بیوی کی طرف بھی ایک نہایت بُرا اشارہ کیا اور اُس کو اپنے بیٹے کی کجرفتاری کا موجب ٹھیرایا اور اُس کو ایسے ایسے طعنے دئے جن سے یونتن کے دل ہیں بھی ایسا زہر پیدا کرنا مقصود تھا۔ جو خود ساؤل کے دل ہیں تھا اور نیز اُسے یہ بھی حکم دیا۔ کہ داؤد کو پکڑ کر میرے پاس لا۔ کیونکہ وہ واجب القتل ہے۔ ان سب باتوں کے ذریعہ ساؤل نے اپنا دلی ارادہ صاف صاف ظاہر کیا کہ داؤد کا نام ونشان تک دنیا ہیں نہ رہے۔ یونتن نے ناراض بادشاہ کو

سمجھانے کی عبث کوشش کی۔ لیکن شاہ نے غصہ سے اندھے ہو کر اُس کی طرف بھالا پھینکا۔ اس سے یونتن کو یقین ہو گیا کہ اُس کے باپ نے داؤد کے قتل کا پورا ارادہ کر لیا ہے اور بڑے قہر کے ساتھ دستر خوان پر سے اُٹھ گیا اور اپنے دوست کے لئے نپٹ دلگیر ہُوا کہ اس کے باپ نے اُسے رسوا کیا۔

اپنے دوست کا اعتراف کرنے سے کبھی شرمندہ نہ ہو۔ اُس شخص کو اپنا دوست نہ سمجھو جس کے نام لینے سے تم کو شرم آتی ہو اور جس کا ساتھ دینے سے تم عار کرتے ہو۔ لیکن اگر کسی رُوح کو تم نے اُس مُبارک تعلق میں باندھ لیا ہے اور اُس سے ایسی محبّت رکھتے ہو جیسے یونتن داؤد سے رکھتا تھا تو بلا لحاظ اپنے آرام و تعلقات کے اُس کی حمایت کرو۔ گمنام اور مفلس اور شاہی دربار سے خارج ہونا ہی ایک بڑی وجہ ہے کہ کیوں تم کو اُس کی طرفداری کرنی چاہئے؟ اگر کسی رنگین اور عشرت پسند مجلس میں جہاں نخوت اور غرور مسلط ہوں کوئی شخص کسی ایسے سچے کام کی اعانت کرے جسے عام لوگ پسند نہیں کرتے یا کسی مقدس مردِ خدا کی پاسداری کرے جس کو لوگ حقیر سمجھتے ہیں تو یہ بڑی بہادری اور شرافت کا کام ہے۔ استہزا اور نفرت کی برداشت کرنے کی نسبت قلعہ کا فتح کر لینا آسان ہے۔

کسی قسم کی مجلس میں خداوند یسوع کا اقرار کرنا اور بھی شریف کام ہے۔ داؤد کی طرح اب خداوند گمنام اور بدنام ہے۔ اُس کا نام عزیز عام نہیں۔ اُس کی انجیل ٹھیک طور پر بیان نہیں کی جاتی۔ اُس کے پیرؤوں کا استہزا کیا جاتا ہے اُس زمانہ میں رسمی مذہب کے علاوہ کسی اور صداقت کی اعانت کرنا بڑا خطرناک ہے۔ اسی لئے ہم نہ ڈریں بلکہ جیسا ہمیں یقین ہے کہ وہ باپ اور فرشتوں کے آگے ہمارے نام کا اقرار کریگا ہم بھی اُس سے شرم نہ کھائیں۔ یونتن کے تیروں سے ظاہر تھا کہ وہ داؤد کی تن تنہا اعانت کرنے سے تامّل نہ کرتا تھا۔ ہم اُس کو یقین دلائیں کہ اُس کے پیارے نام کی خاطر ہم استہزا اور گمنامی ہاں موت بھی گوارا کرینگے۔

صداقت کے حق میں گواہی دینے سے کبھی شرمندہ نہ ہو۔ دنیوی مصلحت

اگر ہمارے کانوں میں یہ بات پھونکتی رہتی ہے۔ کہ کھانا ختم ہو لینے دو۔ اپنے آپ کو باعث تمسخر نہ بناؤ۔ خلوت میں تنبیہ دینے کا شاید موقعہ ملے۔ چپکے رہو۔ دیکھو ابھی کیا بنتا ہے"۔ یونتن نے شریف طریق اختیار کیا۔ خوان نعمت اُس کے آگے دھرا تھا۔ لیکن اُس نے اُس کو چھوا تک نہیں۔ پیالہ اُس کے ہاتھوں میں تھا لیکن اُس نے اُس کو لبوں سے نہ لگایا۔ باپ اُس کے سامنے بیٹھا تھا اور اُس کی عزت و ادب کا مستحق تھا۔ وُہ اُس کا بادشاہ تھا۔ جس کو کہ اُس کی زندگی اور موت کا اختیار تھا لیکن وہ خاموش نہ رہ سکا۔ اگر محض اُس کی اپنی پوزیشن یا عزت اخلاق حمیدہ یا بوڑھوں کے ادب کرنے کا سوال ہوتا تو وہ چپکا رہتا۔ لیکن سوال صداقت راستبازی اور عدالت کا تھا اور اگر وہ چپکا رہتا تو دیواروں کے پتھر اُس کے خلاف چلا اُٹھتے اور وہ اپنی ہی ضمیر (کانشنس) کی عزت کھو بیٹھتا +

لیکن اس موقع پر یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اپنے سے بوڑھوں اور زیادہ لائق اصحاب کے سامنے راہزنی کرنا کیا نامناسب نہیں؟ لیکن محض رائوں کے جو ہم اَوروں سے لیں اور صداقت۔ اخلاق اور حق کے اصولوں کے درمیان جن کی شہادت ہماری اپنی تمیز دے۔ بڑا فرق ہے۔ جب تم اُن کی حمایت میں کھڑے ہو تو تم اپنی خوبی پر فخر نہیں کرتے اور اس سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہو۔ بلکہ صرف علم کو پاؤں میں پائمال ہونے سے بچاتے ہو۔ چاہیئے کہ تیرا اس امر کی شہادت دیں کہ ہر ایک عمدہ اور اچھی بات کی تم کیسے پیروی کرتے ہو +

۲۔ تیروں نے ایک بڑے خطرہ کی اطلاع دی۔

یونتن جانتا تھا کہ میرے باپ نے داؤد کے قتل کا پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ جب لڑکا دوڑا تو یونتن نے ایسا تیر لگایا کہ اُس چھوکرے سے بہت دور جا گرا . . . . . اور جب وہ چھوکرا روانہ ہُوا تب داؤد دکھن کی طرف سے نکلا اور زمین پر اوندھا ہو کے گرا اور تین سجدے کیئے اور اُنہوں نے آپس میں ایک دُوسرے کو چوما اور باہم روئے۔ پر داؤد بہت رویا۔ یونتن کو تشریح کرنا ضروری نہ تھا۔ داؤد

جانتا تھا کہ خداوند نے مجھے روانہ کیا ہے۔ (آیت ۲۲)

"کیا تیر تجھ سے اُس طرف نہیں" تم نے اُمید کے خلاف اُمید رکھی۔ تم نے اپنی پوزیشن قائم رکھنے کی کوشش کی۔ تم نے اپنا فرض پُورا کیا۔ اپنے کام کی حمایت میں زور لگایا۔ دوستوں سے مدد طلب کی۔ اور دعا اور گریہ زاری کی۔ لیکن سب بے فائدہ۔ تیر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم جہاں چاہو جلاوطنی میں در بدر مارے پھرو۔ صبح روشن تمہارے پیچھے ہے اور سیاہ بادل تمہارے سامنے۔ دوست۔ بیوی۔ خاندان۔ عزت و ہر دلعزیزی یہ سب تو تمہارے پیچھے ہے لیکن جلاوطنی کی زندگی تمہارے سامنے ہے۔ دل تو اپنے عزیزوں کی طرف جاتا ہے لیکن ان تیروں کے پیغام سے مُنہ موڑنا مشکل ہے۔ سوائے اِس کے کوئی اَور راہ نہیں کہ اپنے عزیزوں سے جدا ہو جاؤ۔ جان کو ہتھیلی پر رکھ لو اور نامعلوم راہ پر چل نکلو۔ لیکن اپنی تسلی کے لئے ان خیالات پر فکر کرو۔

(۱) بعض ایسی چیزیں ہیں جن کو ہم کبھی پیچھے چھوڑ نہیں جاتے۔ اپنے دوست کی محبت ایک ایسی جائداد تھی جو اُس کے قبضہ سے منتقل ہو نہ سکتی تھی۔ لوگ اس پر دلدادہ تھے۔ خدا کی مہربانیوں اور بخششوں کی یاد ہر دم اُس کے دل میں تازہ تھی۔ اُس کی بچانے والی حفاظت کا تجربہ اُس کو حاصل تھا۔ اُس کی الٰہی حضوری ہمیشہ اُس کے ساتھ تھی اور زبور جو اُس نے اپنے اَور دنیا کے لئے تصنیف کئے تھے اُس کے تصرف میں تھے۔ ہماری زندگی کے بعض رگ و ریشے اس قسم کے ہیں کہ کبھی نکالے نہیں جا سکتے۔

(۲)۔ الٰہی ارادہ ہمارے طریق کی ہدایت کرتا ہے۔ چھوکرے کے نزدیک شہزادہ تیروں سے یونہی کھیل رہا تھا۔ اس کو بس یہی معلوم تھا۔ اپنے آقا کے ارادہ سے اُس کو مطلق آگاہی نہ تھی اور اُس کے خیال میں بھی نہ تھا کہ ہر ایک تیر خدا کے ترکش سے نکال کر یونتن پھینک رہا ہے۔ مرد

نیک کی زندگی میں کوئی امر اتفاقیہ واقع نہیں ہوتا۔ چھوٹی سے چھوٹی باتوں میں بھی دستِ قدرت کو دیکھنا چاہیئے۔ ہم ایمان رکھیں کہ تیر کی تیزی میں بھی ہمارے آسمانی باپ کا پُر محبت ارادہ ہے وہ ہمیں بھیج رہا ہے +

(۳) زیادہ خوشی حاصل کرنے کے لئے ہمارا چلا جانا ہی ضرور ہے اگر داؤد محل میں اور ٹھہرتا تو اُس کی جان بھی سلامت نہ رہتی اور جب برکت اور جلال سے اُس کا پیالہ بعد میں چھلکا اُس سے وہ محروم رہتا۔ تخت پانے کا طریقہ یہی تھا۔ مدت ہوئی۔ کہ سموئیل نے اُس کے کانوں میں جو خوشخبری سُنائی تھی وہ یونہی پوری ہو سکتی تھی۔ یہ پہاڑی درہ سرسبز وادی میں پہنچنے کی راہ تھی۔ اس کا آشیانہ توڑا گیا تاکہ وہ پرواز کی قوت حاصل کرے۔ اُس کی زندگی کی قیمتی شراب ایک برتن سے دوسرے برتن میں انڈیلی گئی تاکہ اُس کی بو جاتی رہے +

تیر کی ذرا پیروی کرو۔ دوستوں کے اُس حلقہ سے پرے جہاں تم اتنی دیر پناہ گزیں رہے ہو۔ جنوبی زمین سے پرے گرہ نجمہ میں اور معلوم سے پرے نامعلوم میں۔ اور ابراہیم کی طرح اُس ملک میں جاؤ جو خدا تمہیں دکھائے۔ کولمبس کی طرح جس طرف سورج غروب ہوتا ہے۔ اُسی طرف تم اپنا بھی جہاز لے جاؤ اور داؤد کی اس تسلی کو اپنا بنالو یعنی اُس پر تہ دل سے عمل کرو کہ

"تو میری جان کو قبر میں رہنے نہ دیگا اور تو اپنے قدوس کو سڑنے نہ دیگا تو مجھ کو زندگانی کی راہ دکھائیگا" +

۳۔ تیروں سے یہ مراد تھی کہ انسانی محبت میں جدائی ضرور ہے

۔ مدت تک پھر ان شریف دوستوں میں ملاقات نہ ہوئی۔ یونتن کی موت سے پیشتر اُن کی ایک دفعہ تھوڑی دیر کے لئے ملاقات ہوئی۔ وہ جانتے تھے کہ یہ لابد ہے۔ یونتن کے دل میں خصوصاً یہ خیال جڑ پکڑے ہوئے تھا۔ کہ پھر ہماری ملاقات نہ ہوگی۔ اسی لئے اُس نے داؤد سے یہ رقت انگیز عہد لیا کہ میری نسل سے وفادار رہنا اور جب تمہارے سب دشمن مر گئیں تو ہماری

محبت کو یاد رکھنا۔ آخر کو جب یونتن اس جُدائی کے درد کی زیادہ تاب نہ لاسکا۔ تو اُس نے داؤد سے کہا کہ سلامت چلا جا" کیونکہ ہم نے آپس میں عہد کیا ہے کہ میرے تیرے درمیان اور میری تیری نسل کے درمیان ابد تک خدا ہووے۔ پس داؤد اُٹھ کے چل دیا۔ اس وقت سے وہ جلاوطن اور ملک بدر تھا اور ہر دم اُس کو خطرہ تھا کہ گرفتار ہو کر قتل کیا جاؤں۔ اُدھر یونتن بچارا متفکر و مغموم ہی محل کو لوٹ گیا تاکہ اپنی باقی عمر تک ایسے شخص کے ساتھ بسر کرے جس کو اُس کے شریف خیالات سے بالکل ہمدردی نہ تھی اور جو اُس کی بلند خیالی کی بے عزتی کرتا رہتا تھا +

یہی وہ وقت ہے جو دلوں کو زخمی کر کے چھوڑ جاتا اور بالوں کو سفید کر دیتا ہے۔ دُنیا اپنے دھندوں میں ایسی لگی ہوئی ہے کہ افسوسناک واقعات کی جو اُس کے چاروں طرف واقع ہو رہے ہیں اُس کو بالکل آگاہی نہیں۔ نوجوان دل اتنی مصیبتیں اُٹھاتے ہیں کہ اُن کو پھر مصیبت مصیبت معلوم نہیں دیتی۔ بوڑھے اپنی گذشتہ مصیبتیں بھول نہیں سکتے اور کسی ایسے ہی واقعہ کے مدّت بعد اُس کی یاد میں آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں۔ لیکن ان تاریک ساعتوں میں مسیح ہمارے پاس یُوں آتا ہے جیسے کہ وہ اپنے شاگردوں کے پاس اُس وقت آیا۔ جبکہ اُن کو یہ معلوم ہوا۔ کہ اُن کے آقا کے وداع کا وقت قریب ہے اُس وقت اُس نے اُن سے یہ کہا کہ "تمہارا دل نہ گھبرائے .... مجھ پر ایمان رکھو"۔ ایسی تسلی کہیں اور ملتی نہیں۔ یہ ایمان رکھنا کہ خداوند ہر امر کی تحریک دلاتا ہے۔ یہ کہ اُس کے ہر خیال اور فعل کی تحریک اُس کی محبت کرتی ہے۔ اُس کی گود میں بیٹھ کر اُس پہ پورا تکیہ کرنا۔ جدائی کی خندق پر کسی اور طریق سے پُل بندھ نہیں سکتا۔ جیسے کہ اُس ایمان سے +

دسواں باب

قریباً بے راہ

(۱ سموئیل ۲۱ باب + زبور ۵۶)

خدا کے ساتھ ساتھ چلنا کوئی آسان بات نہیں۔ الٰہی رفاقت کی ہمالیہ کی سی بلندیوں پر ہوا بہت ہلکی ہوتی ہے اور سانس لینا مشکل ہو جاتا ہے۔ تھوڑی دور چل کر انسانی قدم تھک جاتے ہیں۔ اور سخت آزمائش کے بعد ایمان بھی الٰہی قدم کے ساتھ ساتھ چلنے کی کوشش چھوڑ دینا چاہتا ہے۔ داؤد کا بھی یہی حال ہُوا آج ہم اس امر کا ذکر کرینگے۔ کہ کن امور نے اُس کی اس طرف تحریک کی اور اُس کے نتائج کیا ہوئے +

۱۔ داؤد کے تنزّل کے اسباب۔ تنزّل کا پہلا نشان اُس کا یونتن کو یہ کہنا تھا کہ مجھ میں اور موت میں فقط ایک ہی قدم کا فاصلہ ہے۔ (۱ سموئیل ۲۰ : ۳) اُس کا ایمان لغزش کھا رہا تھا۔ کیونکہ اس امر کے الٰہی وعدے کہ وہ بادشاہ ہوگا بڑے صاف اور صریح تھے۔ واقعات کی دھند میں سے وہ خدا کو دیکھتا تھا اور ظاہری آنکھ کے نزدیک وہ واقعات بڑے ڈراونے اور دہشت انگیز تھے حالانکہ اُس کو چاہئیے تھا کہ خدا کی مدد کی تیز روشنی میں سے جو ہر وقت موجود ہوتی ہے۔ ان واقعات پر نظر ڈالتا۔ خدا کے وعدے کے ہمت دلانے کی نسبت آندھی اور موجیں زیادہ دہشتناک تھیں ساؤل کی ایذا رسانیوں سے وہ اُس وقت کو بھولتا گیا۔ جبکہ اُس نے سموئیل کے ہاتھوں سے مسح پایا تھا۔ مقدّس یوحنا کہتا ہے کہ مسح کا ایک بار پالینا ہی کافی نہیں۔ چاہئیے۔ کہ وہ برابر ہم پر ٹھیرا رہے۔ ہمارے خداوند کے حق میں یہ

صادق بھیرتا ہے کہ بپتسمہ پانے سے روح اُس پر نازل ہوئی اور اُس پر ٹھہری رہی۔ داؤد جو کچھ پا چکا تھا شاید اُس نے اُسی پر اکتفا کیا اور آسمانی مسح کے ہر روز پانے میں تساہل کرتا رہا (یوحنا ۱: ۳۲ و ۳۳ + ۱ اور ۲: ۲۷) پھر اُس نے ایسا مکر اور ایسی چالبازی اختیار کی جو نہ اُس کے شایاں تھی اور نہ اُس کے قادر مطلق اور عظیم دوست کے۔ الہٰی رفاقت اور شہادت کی اعلےٰ جگہ سے یہ تنزل کا ایک اور بڑا اقدام تھا۔ خدا نور ہے اور نور صداقت ہے اور جو اُس کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ اُن کو چاہیئے کہ تاریکی کے کاموں کو اتار دیں اور روشنی کے ہتھیار پہنیں اور دن کے فرزندوں کی چال چلیں ✣

سبت سے پہلے دن کی دوپہر کو بادشاہ کا داماد تھوڑے سے رفیق لے کر نوب میں پہنچا۔ یہ جگہ نوب جبعہ کے نزدیک میں قریب پانچ میل کے فاصلہ پر پہاڑیوں میں واقع تھی۔ یہ جگہ دنیا کی دوڑ دھوپ سے الگ ایک ویرانہ میں تھی اور وہاں کے باشندوں کا کام بھی مقدس کی خدمت تھا چھیاسی شخص جو کتانی افود پہنتے تھے وہاں اپنی بیوی بچوں گائے بیل۔ گدھوں اور بھیڑوں سمیت رہتے تھے۔ اُس الگ اور مقدس جگہ میں دنیا کے کاروبار اور شور و غل کی کوئی موج رخنہ انداز نہ ہوتی تھی۔ حریف سے بچاؤ کا وہاں کوئی سامان بھی نہ تھا۔ کیونکہ فلسطی جبّار کے تیغہ کے سوا جو داؤد نے وہاں بطور یادگار فتح کے رکھا تھا کوئی اور ہتھیار نہ تھا۔ غالبًا وہاں مومنین کے سالانہ جلسے فراہم ہوتے تھے اور گاہے ماہے کوئی شخص اس سادہ مقدس میں آتا تھا۔ جیسے وہ ایک جو اپنی منتیں پوری کرنے یا رسمی پلیدگی سے پاک ہونے آتے تھے۔ اس بہت متعدد جاتریوں کی رہائش کا وہاں کوئی بھی سامان نہ تھا۔ کاہنوں کی روکھی سوکھی غذا انہیں کے لئے مشکل بس ہوتی تھی دو تین مہمانوں کے آنے سے انہیں مشکل پڑ جاتی تھی۔ پانچ روٹیاں بھی اُن کے پاس نہ تھیں ✣

کاہن کے شک کو مٹانا اور اُس کے سوالوں کا جواب دینا ضرور تھا اور داؤد نے ظاہر کیا کہ شاہ والا جاہ نے ایک نہایت ضروری کام میرے سپرد کیا ہے اُس نے یہ بھی کہا کہ میں اور میرے رفیق تین دن سے سفر میں ہیں۔ اور یہ کہ بادشاہ نے تاکید کی تھی کہ یہ

امر کسی پر ظاہر ہونے نہ پائے اور یہ کہ میرے رفیقوں کا ایک بڑا گروہ فاصلہ پر بیٹھا ہے۔ لیکن جب وہ اس سیدھے سادھے کاہن کو دھوکہ میں ڈال رہا تھا۔ تو دوایگ نامی اَدومی کو جو ساؤل کے چرواہوں میں سب سے بڑا تھا دیکھ کر اُس کا دل خائف و ترساں سا ہو گیا۔ وہ جانتا تھا کہ کینہ جو بادشاہ کے روبرو ایک ایک بات دُہرائی جائیگی۔ پس اُسے اپنے مہمان اور اپنی سلامتی کا فکر پڑ گیا۔ اور سبت کے گذرتے ہی وہ پہاڑیوں کے جنوب مغربی طرف چل نکلا اور وادی ایلاہ میں جہاں اُس نے اپنی بڑی فتح پائی تھی جا پہنچا۔ وادی کی صورت اب بالکل بدلی ہوئی تھی اور وہاں صرف زمین کے درندوں اور ہوا کے پرندوں کا مکان تھا۔ وہاں سے دس میل پرے فلسطیوں کا شہر گاتھ تھا جہاں سے جاتی جولیت سورما بڑے غرور سے نکلا تھا۔ جو داؤد کا بڑا بھاری اور جانی دشمن تھا۔ گاتھ میں اس سے بڑھ کر اَور کیا مصیبت درپیش ہو سکتی تھی اس لئے اُس نے یہی بہتر سمجھا کہ جو ہو سو ہو آگے ہی کو بڑھا چلا جائے۔ شاید فلسطی اُس کو پہچان نہ سکیں اور شاید ساؤل کے خلاف اُس کی مدد نہ دینا قبول کریں +

لیکن شاید اس وجہ سے کہ جولیت کی تلوار اُس کے کمر بند میں آویزاں تھی وہ فوراً پہچانا گیا اور اکیس کے خادموں نے وہی راگ گانا شروع کر دیا جس سے ساؤل کا شعلۂ رشک افروختہ ہوا تھا۔ لوگ اُسے حقارت کی نظروں سے دیکھتے تھے۔ اُس کے ہاتھ فلسطی خون سے رنگے ہوئے تھے اور فلسطی خاندانوں کی تباہی اور ہلاکت میں سے اُس کی اقبالمندی کی عمارت اُٹھی تھی ان سب باتوں کے بدلہ لینے کا اب اچھا موقعہ تھا۔ داؤد کو ان باتوں سے آگاہی ہو گئی اور وہ جان گیا کہ بس اب زندان ہے یا مقتل۔ اُس نے ایک ایسے مکر سے کام لیا جو ہرگز اُس کے شایاں نہ تھا۔ یعنی اُس نے اپنی وضع بدلی۔ اور اُن کے بیچ میں آپ کو دیوانہ بنایا اور اپنے تھوک کو اپنی داڑھی پر بہنے دیا اُس کی یہ چالبازی کارگر ہوئی اور شاید اکیس نے یہ کہکر اُسے رخصت کیا کہ میرے پاس آگے ہی بہت سڑی ہیں مجھے کسی اَور سڑی کی ضرورت نہیں۔ داؤد کی زندگی

میں بے عزتی کا یہ سب سے بڑا واقعہ ہے جو خدا کے ممسوح کے ہرگز ہرگز شایاں نہیں اور شرم کی بات تو یہ ہے کہ اگر وہ بے ایمانی کے باعث زندہ خدا کی راہوں سے نہ پھرتا تو ایسی تدبیروں کی اُسے ہرگز ضرورت نہ پڑتی +

۲۔ **خاموش کبوتر کا زبور**۔ بادی النظر میں تو ہم ۵۶ زبور کو دیکھ کر چونک سے اُٹھتے ہیں کہ کہاں اُس کا نفس مضمون اور کہاں وہ واقعات کہ جن سے یہ متعلق ہے لیکن اس زبور کے عنوان پر شک لانے کی کوئی وجہ نہیں۔ سلیمان کے وقت میں جب زبوروں کی ترتیب دی گئی تو غالباً اُس وقت کی بہتری داود کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی ہے +

بغور ملاحظہ کرنے سے مغنّی کے واقعات اور اُس کے جگر سوز الفاظ کے مابین بہت کچھ مشابہت نظر آتی ہے اور ہمیں یہ یاد دلایا جاتا ہے کہ ظاہر میں جو نالائق اور نفرتی نظر آتا ہے بعض اوقات اُس کے باطن میں سچّی خداپرستی خدا کو پانے کی آرزو اور مزاج صلح چھپا ہوتا ہے معمولی ناظر کو کبھی یہ خیال نہ گزرتا کہ اس سڑی کے دل میں ایسے ایسے خیال گزر رہے ہیں جو ہزاروں پُشتوں تک بڑے مضبوط ایمان اور صادق توکّل کا اظہار کریںگے +

اس دلکش زبور کا زیادہ حصہ دو بندوں پر مشتمل ہے جو ایک ہی سُر پر ختم ہوتے ہیں۔ باقی حصہ اُمید۔ ستائش اور اُس خوشی کے اظہار سے مملو ہے۔ جس کی زبور نویس کو زندوں کی روشنی میں خدا کے ساتھ چلکر پانے کی توقّع ہے +

پہلا بند۔ (آیات ۱-۴)؛ وہ انسان سے مُڑ کر خدا کی طرف پھرتا ہے اور اپنے دشمنوں کی صفوں سے بھاگ کر جو چاروں طرف سے اُس پر حملہ آور ہو کر اُسے نگلا چاہتے ہیں۔ الٰہی رحمت کی پناہ لیتا ہے وہ اپنے کو ایسی کبوتری سے تشبیہ دیتا ہے جو اپنے آشیانہ سے دور اکیلی اور تن تنہا ہو۔ اُن لوگوں کے بیچ میں جو مغرور ہیں اُس کے خلاف لڑتے اُس کا دل لرزتا اور ترساں ہوتا ہے۔ تاہم وہ خوف کا مقابلہ ایمان سے کرتا اور اپنے خوف کے کمینہ پن کا اعتراف کرتا اور انسان کی قوت کا مقابلہ خدا کی اعلےٰ قوت سے کرتا ہے۔ اُچھلتی لہروں میں سے نکل کر وہ اپنے پاؤں چٹان پر رکھتا ہے اور اُس کے لبوں پر ایک

نیا گیت ہے جس کا کورس یہ ہے کہ "میں ڈرنے کا نہیں"۔ اے رُوح جس نے خدا پر بمنزلہ اپنی چٹان اور قلعہ کے قائم ہونا سیکھا ہے تو مبارک ہے ؂

دوسرا بند۔ (آیات ۵ - ۹) وہ پھر گہرائیوں میں ہے۔ موج نے کنارے سے پھرتے وقت اُسے پھر وسط میں ڈال دیا ہے۔ اُس کا فخر رونے سے اور اُس کا دعوے شکایت سے بدل گیا۔ اُسے اپنے الفاظ کو بدلتے ایک لمحہ بھی نہیں لگا۔ آن کی آن میں اُس کے خیالات بدل گئے۔ جو لوگ اُس کی جان کی گھات میں لگے ہیں وہ اُس کے قدم قدم کی پڑتال کر رہے ہیں وہ ایک پناہ سے دوسری پناہ میں بھاگا بھاگا پھرتا ہے وہ آٹھ آٹھ آنسو رو رہا ہے۔ اُس کے دشمن اُس کے سر کے بالوں سے زیادہ ہیں۔ اوہ دل غم دیدہ کیا یہ تیری آواز ہے جو ابھی ایک لمحہ ہُوا حمد و ثنا میں زمزمہ پرداز تھی؟ ہائے تجھ پر افسوس! تاہم ہمارے تسلی دیتے دیتے ہی ایمان کی آواز یہ یقین دلاتی ہے کہ "مجھے یقین ہے۔ کہ خدا میری طرف ہے"۔ اور پھر وہی گیت سنائی دیتی ہے کہ

"میں خدا پر اُس کے قول پہ فخر کرتا ہوں۔ میں خداوند پر اس کے قول پر فخر کرتا ہوں میرا توکل خدا پر ہے میں ڈرنے کا نہیں۔ انسان میرا کیا کر سکتا ہے" ؂

تیسرا بند۔ (آیات ۱۰ - ۱۳) اُسے پھر عود نہیں ہوتا۔ اُس کا دل مضبوط ہے۔ اُس کا توکل خدا پر ہے۔ اور خدا کی منتیں اُس کے سر پر ہیں۔ وہ پیچھے کو مڑ کر اس اندھیری گہرائی پر نظر ڈالتا ہے جس میں وہ قریباً گر ہی چکا تھا اور جانتا ہے کہ میں اُس سے ہمیشہ کے لئے بچ گیا ہوں۔ صبح ہونے پر وہ چٹان کے دامن پر اپنے نقش قدم دیکھتا اور الٰہی قدرت اور فضل کی پہچان پاتا ہے جنہوں نے اُس کے پاؤں کو گرنے سے بچا لیا اور اب جو وہ پھر اس نورانی مرتفع پر آتا ہے۔ جو اُس نے جبعہ سے نوب۔ نوب سے گاتھ اور گاتھ سے سڑی پن اختیار کرنے کے وقت چھوڑ دیا تھا۔ اُس کو یقین ہے کہ اب سے میں خدا کے آگے زندوں کے نور میں

چپنو نگا۔ صداقت۔ پاکیزگی اور خوشی اُس کی جان کا جامہ ہونگے +

اُس وقت کی تلخی میں جب بمقام گاتھ اُسے ہر دم خطرہ تھا کہ میری زندگی کی شعل فلسطی دشمنی کے تاریک پانیوں سے بجھ نہ جائے یہ منحرف خدا کی جانب واپس آگیا اور اُس نے اُس رسی کو پکڑ لیا تھا۔ جس کے سہارے گہرائی سے اوپر روشنی میں آجائے اور بار دیگر وہ ایک بچہ کی طرح اپنے گھر میں پھر آبیٹھا۔ تیل سے ممسوح اور اُس کے دشمنوں کے روبرو اُس کے آگے دستر خوان بچھا ہوا تھا +

۴۔ داؤد کے فریب کا اثر اخی ملک پر۔ خدا کا فرزند معافی پاکر بحال تو ہو سکتا ہے۔ تاہم اُس کے گناہ کے نتائج سے کئی بے گناہ اور بے قصور جانیں مصیبت میں مبتلا ہو سکتی ہیں۔ اب بھی ایسا ہی ہوا۔ کچھ عرصہ بعد ساؤل راما میں ایک درخت کے سایہ تلے بیٹھا تھا۔ اور اُس کے خادم اُس کی چاروں طرف فراہم تھے۔ وہ اپنے دکھڑے رو رو کر اور یہ بتا بتا کر کہ داؤد نے میرے ساتھ کیا کیا بدسلوکیاں کیں اُن کی ہمدردی کو اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ اُس وقت ادومی دوایگ نے شاہی عنایات پانے کا موقعہ غنیمت سمجھ کر نوب کا واقعہ سُنایا۔ اُس نے کاہن کی بے قصوری اور بھولے پن کا بالکل ذکر نہ کیا۔ اور اس واقعہ کو ایسی رنگت دی جس سے ظاہر ہو کہ وہ اور اُس کا خاندان داؤد کا شریک اور مؤید تھا۔ اخی ملک نے بے سود اپنی بے قصوری۔ داؤد کی خدمات اور مدد کا ذکر اور شاہ جہاں پناہ اور اُس کے داماد کے مابین ناچاقی سے لاعلمی ظاہر کی۔ سورج ڈوبنے سے پیشتر پہلے کاہنوں کے سفید جامے خون سے رنگے گئے اور اُس پہاڑی مقام کی ہر ایک جاندار چیز تہ تیغ کی گئی۔ ایک بے دردی کے فعل سے تمام کاہنی گروہ منہدم ہو گیا +

ان کاہنوں میں سے صرف ایک ہی زندہ بچا کیونکہ ابیاتر اپنے ہاتھ میں افود لے کر بھاگ گیا اور ایک دن داؤد کیا دیکھتا ہے کہ ایک پریشان

صورت - خون آلودہ کاہن وادی ایلا میں دہشت زدہ سا بھاگا جاتا ہے - کہ ملعدولم میں باغی گروہ کے پاس جاکر پناہ لے۔ اس کا ذکر ہم کسی اَور وقت کرینگے +

خدا کے فرزندوں کو احتیاط رکھنی چاہئے۔ گناہ گنہگار کی ضمیر پر اور اپنے نتائج میں اَوروں پر بڑا تلخ اثر رکھتا ہے۔ ہم احتیاط - فکر اور دعا سے چلیں اور اپنی تمیز (کانشنس) کو ہمیشہ پرکھتے رہیں کہ کہیں ہم صداقت کی راہوں سے بھٹک تو نہیں گئے۔ تاکہ کہیں ایسے بیج نہ بکھر جائیں جن کا سمیٹنا بعد میں مشکل ثابت ہو اور ہماری بدکرداریوں کا اثر ہمارے لواحقین اور متعلقین پر پڑے +

گیارھواں باب

عدولام کا مغارہ

(۱ سموئیل ۲۲ باب + زبور ۳۴)

داؤد خدا کی رحمتوں کا دل سے ہزار ہزار شکر کرتا ہُوا گاتھ سے چلا گیا اور سرحد سے پار ہوتے ہی اُس نے اپنے آپ کو پھر ساؤل کی بادشاہت میں پایا۔ اُس کی زندگی سخت خطر میں تھی اور وہ اپنے آپ کو حاسد بادشاہ پر ظاہر کرنا نہ چاہتا تھا شاہی دربار میں آنا تو ناممکن تھا اور بیت لحم میں پناہ لینا اُس نے قرینِ مصلحت نہ سمجھا۔ کیونکہ اس سے اُس کے رشتہ داروں کے لئے خطرہ تھا۔ اور وہ اُن کو کسی قسم کے خطرہ میں ڈالنا نہیں چاہتا تھا۔ اب سوائے اس کے کوئی اور چارہ نہ تھا کہ یہودیہ کی پہاڑیوں میں جہاں وہ پہلے رہا کرتا تھا پریشان اور خانہ بدوش

بنکر رہے ✦

گاتھ سے آتے ہوئے وادئی ایلا کی جانب دو میل تک پہاڑیوں اور ٹیلوں کا سلسلہ ہے اور ان میں جابجا غار ملتے ہیں۔ اُن میں سے ایک غار ہیں جو قدیم کنعانی شہر عدولام کے نزدیک ہے اور اس شہر کے نام ہی سے یاد کیا جاتا ہے۔ داؤد کو دیر تک پناہ ملتی رہی۔ یہ اندر سے تاریک ہے۔ اور ایک نمودی چٹان کی ایک چھوٹی سی کھڑکی میں ہو کر اُس کا راستہ ہے۔ یہ چٹان کچھ ایسے موقع پر واقع تھی کہ ضرورت کے وقت وہ اُس کے ذریعے ایک ملک سے دوسرے ملک میں جا سکتا تھا۔ یہاں اُس کا تمام خاندان ساؤل کی دشمنی سے ڈر کر بھاگ آیا۔ اور اس طرح ہر شخص جو کسی قسم کی تکلیف یا قرض میں مبتلا تھا یا جو کسی وجہ سے ناخوش تھا یہاں چلا آیا۔ اور داؤد اُن کا کپتان بن گیا ✦

اس موقع پر اس امر کو مفصّل بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ داؤد اپنے والدین سے کیسی محبت رکھتا تھا۔ اور یہ کہ اپنے ماں باپ کے لئے پناہ ڈھونڈھنے کے واسطے جو اب اس قدر ضعیف ہوگئے تھے۔ کہ خانہ بدوش زندگی کے خطروں اور تکلیفوں کی برداشت نہیں کر سکتے تھے اُسنے عدولام سے موآب تک کی دراز مسافت طے کی۔ صرف اتنا کہنا کافی ہوگا کہ شاہ موآب نے اس کی درخواست فوراً منظور کر لی۔ شاید اس خیال سے کہ اس جوان عبرانی سپاہی کی رگوں میں موآبی خون بہتا تھا۔ یہ دوہرا سفر۔ اوّل پناہ کی تلاش میں جانا پھر والدین کو ساتھ لے جانا۔ داؤد کی سیرت کے ایک نہایت ہی دلپسند خاصہ کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن اِس باب میں ہم صرف غار اور اُس کے ساکنین کی بابت قلم اُٹھائینگے ✦

۱۔ **غار اور اُس سے ہم کیا سیکھتے ہیں**۔ اس میں کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ داؤد کی زندگی میں ان تجربوں کے وضاحت کے ساتھ بیان کرنے سے رُوح القدس کا مقصد داؤد اور خداوند یسوع کی تواریخ میں مشابہت

ظاہر کرنے کا ہے۔ کہ اب وہ کیونکر رد کیا گیا اور دنیا کے تخت سے جلاوطن ہے۔ یہ مقابلہ نہایت ہی حقیقی اور معنی خیز ہے ✦

ایک مردود بادشاہ تخت نشین تھا۔ حالانکہ وہ سموئیل کے ہاتھوں سے ممسوح ہوچکا تھا۔ نافرمانی کے باعث وہ بادشاہت کا حق کھوچکا تھا اور مسح کا اثر جاتا رہا تھا۔ ہماری حالت بھی ایسی ہی ہوسکتی ہے۔ معزولی کا حکم صادر ہوچکا تھا۔ اور وقت مقررہ پر اُس کا عملدرآمد ہوتا تھا۔ یُوں ہی وہ بدبخت روح شیطان جو مسُوح کروبیم میں سے تھا اور خدا کے مقدس پہاڑ پر متمکن تھا اور اپنے خلق ہونے کے دن سے اُس دن تک کہ جب اُس میں ناراستی پائی گئی اپنی راہوں میں کامل تھا رد کیا گیا ہمارے خداوند نے جو اُسکو اس دنیا کا سردار کہا ہے اُس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اوّل اوّل وہ خدا کا نائب اور وکیل مقرر ہوا تھا۔ لیکن اپنی نافرمانی کے باعث وہ اس جلالی رتبہ سے محروم کیا گیا اور انسان اُس کی جگہ لینے کو پیدا کیا گیا "انسان کیا ہے؟ . . . . . تُو نے اُس کو اپنے ہاتھوں کے کام پر اختیار رکھنے کو پیدا کیا"۔ انسان نے ابھی تک اس قوت و اختیار سے کام نہیں لیا۔ "ابھی تک ساری چیزیں اُس کے تابع نہیں ہوئیں"۔ لیکن ابن آدم جس کے سر پر عزت و شان کا تاج رکھا گیا ہے"۔ یہ اختیار پائیگا ✦

اس اثنا میں شیطان ابھی تک دنیا کے تخت پر متمکن ہے۔ اُس نے کئی دفعہ اپنا بھالا اس بادشاہ پر پھینکا ہے جو خدا کا منظور نظر اور عزیز ہے۔ بیابانی آزمائش میں اور گتسمنی میں اُس نے اُس پر غلبہ پانے کی بہت کوشش کی اُس زمانہ میں بھی اُس نے مسیح کی چھپی ہوئی بادشاہت کے منہدم کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ خدا نے اُس کو میری بادشاہت کی جگہ لینے کو مقرر کیا ہے۔ اُس کی تمام کوششیں بے سود ٹھہرینگی جیسے ساؤل کوہ جلبوعہ پر مارا گیا۔ تاریکی کا سردار بھی آخر کار اتھاہ گڑھے میں ڈالا جائیگا ✦

داؤد کی بادشاہت چھپی تھی۔ اُس کی بادشاہت حقیقی تھی حالانکہ

عدولام کی غار کی تاریکی میں چھپی ہوئی تھی۔ اور وادیوں اور پہاڑیوں کے سلسلہ میں پنہاں تھی۔ وہ زمین پر مرنے کو گرا تھا تاکہ اکیلا نہ رہے بلکہ بہت سا پھل لائے۔ یہ امر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ بیج موسم سرما کیسے گذارتا اور تباہی میں سلامت کیسے رہتا ہے۔ موسم سرما کی سرد ہوائیں اُس پر چلتی ہیں۔ وہ لوگوں کے پاؤں تلے روندا جاتا ہے۔ وہ انسان کی نظروں سے پرے زمین کے نیچے دفن کیا جاتا گویا کہ خدا اور انسان دونو نے اُس کو ترک کر دیا ہے۔ کہ گُڑھ گُڑھ کر مرے۔ پھر بارش اور گرمی سے اُس کی صورت بدل جاتی اور خدا اور انسان دونو کے لئے بے فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ داؤد کا تجربہ بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ اور اس الٰہی بادشاہ کا تجربہ بھی یہی تھا جس نے صلیب پر ترک کئے جانے کا راز پایا اور قبر میں رد ہونے کا اور جس کی صورت اور بادشاہت دونو اب اُس دُنیا سے چھپی ہوئی ہیں +

وہ دن بہت دور نہیں ہے کہ جب خداوند جو تمام چیزوں کے بحال ہونے کے دن تک چھپا ہوا ہے۔ اپنے مقدسوں کے ساتھ ظاہر ہوگا اور اپنی بادشاہت اور اختیار اپنے ہاتھوں میں لیگا۔ جو دُر آبدار اُس نے سمندری غاروں سے لیا وہ اُس کی پیشانی پر لگایا جائیگا اور وہ خزانہ جس سے اُس نے دنیا کا کھیت خرید اظاہر کر دیا جائیگا۔ تاکہ ساری دُنیا اُس کی تحسین کرے۔ اور جو فوج اُس نے ایسے ناپسند اجزا سے انتخاب کی ہے سفید گھوڑوں پر بڑی شان سے اُس کے پیچھے پیچھے آئیگی۔ اس اثناء میں اُس کی بادشاہت پنہاں ہے +

داؤد اپنے رفیقوں سے جدا تھا۔ اسرائیلی کیمپ سے باہر نکلنے پر اُن کے لئے سوائے اس کے کوئی اور چارہ نہ تھا۔ ضیافتوں اور تماشاؤں صلاحوں اور فیصلوں۔ تدابیر ملکی اور ساؤل کی بیرونی جنگوں سے فی الحال اُس کا کوئی تعلق نہ تھا۔ حالانکہ غار عدولام سے ساری بادشاہت پر اثر پڑتا تھا۔ جلاوطنی کی زندگی اور خانہ بدوش اور اجنبی کی راہ داؤد اور اُس کے رفیقوں کے لئے شروع ہی سے مقرر کی گئی تھی۔ وہ قسم قسم کی مصیبتوں اور رنج و غم

ہیں تب گذر کر تخت پانے والا تھا۔ اور اگرچہ وہ آزادی اور کھلی ہوا۔ اور بے دین دربار کی زندگی کی سختی سے رہائی پانے کی قدر کرتا ہوگا۔ لیکن اُس کے دل میں اُداسی اور غم رہتا ہوگا +

انسان کا حقیقی بادشاہ ابھی تک تدابیر ملکی اور رسائی سے باہر ہے۔ جو لوگ چاہتے ہیں کہ اُس کی رعیت ہوں اور اُن دنوں کے جلال اور اجر میں حصہ دار ہوں۔ جب وہ سمندر سے سمندر اور دریا سے انتہائے زمین تک حکومت کریگا۔ تو اُن کو چاہئیے کہ خیمہ سے باہر اُس کے پاس جائیں۔ جو کچھ اُن کے پاس ہے اُس کو ترک کردیں۔ اور سب سے حقیر ٹھہریں +

داؤد راضی تھا کہ خدا کے وقت مقررہ کا منتظر رہے ساؤل

اُس کو بہتیرا اشتعال دلاتا رہا۔ لیکن اُس نے بدلہ نہ لیا۔ اُس کو اپنے دشمن پر غالب آنے کے کئی موقعے ملے۔ لیکن اُس نے کسی موقعہ سے کام نہ لیا۔ وہ تیار تھا۔ کہ خدا کے مقررہ وقت کا انتظار کرے اور اختیار پانے کی جو راہ خدا نے مقرر کی ہے۔ اُسی کے مطابق اختیار پائے۔ اُس نے اپنے آپ کو دودھ سے چھڑائے ہوئے بچہ کی طرح چپ کر لیا۔ بار بار اُس کی زبان پر یہی کلمہ آتا تھا۔ کہ "اے میری جان فقط خدا ہی کا انتظار کر کیونکہ میری اُمید اُسی سے ہے"۔ گویا وہ چپ چاپ بڑے صبر اور تسلیم و رضا سے اُس وقت کا منتظر تھا۔ جبکہ خدا اُس کے دشمنوں کو اُس کے پاؤں کی چوکی بنائیگا اور صیحون کے کوہ مقدس پر اُس کو بطور بادشاہ کے قائم کریگا۔ ہمارا مُنجی بھی اسی طرح انتظار کر رہا ہے۔ یہ وقت یسوع مسیح کی بادشاہت اور صبر کا ہے۔ مقدسوں کا صبر اب ظاہر ہو رہا ہے اور تمام خلقت خدا کے فرزندوں کے ظاہر ہونے کی بڑے اشتیاق سے منتظر ہے۔ ہم بھی جو رُوح کے پہلے پھل ہیں اپنے بدن کی بحالی کیلئے اپنے آپ میں کڑھ رہے ہیں۔ کیونکہ ہم اُمید کے ذریعہ بچ گئے ہیں۔ لیکن اُمید جو دیکھی جائے اُمید نہیں رہتی کیونکہ کون شخص اُس بات کی اُمید رکھتا ہے جسے وہ صاف صاف دیکھے۔ لیکن اگر ہم اُس کی اُمید رکھیں جسے ہم دیکھتے نہیں تو ہم اُس کا انتظار صبر سے کرتے ہیں +

۲- غار اور اُس کے ساکنین - ساری سرزمین میں یہ خبر آن کی آن میں عجیب طور سے پھیل گئی - کہ داؤد یہوداہ میں واپس آ گیا اور غار میں پناہ گزین ہے اور مصیبت کے مارے بیکس و مفلس اُس کے گرد فراہم ہونے لگے ہیں تھوڑے ہی عرصہ میں اُس جوان کے جھنڈے تلے چار سو آدمی اکٹھے ہو گئے اور قسم قسم کے لوگ اُس جماعت میں تھے - بہت تھوڑے مرد ایسے تھے جو اُس پر جان دینے کو تیار ہوں - لیکن اکثر ایسے تھے جو اپنے ہی دُکھڑے روتے تھے اور اپنی ہی مصیبت ہٹانے کی فکر میں تھے - مقدس مورخ لکھتا ہے کہ اُن کے چہرے شیروں کے سے تھے اور وہ ہرنیوں کی مانند سبک پا تھے - لیکن اُن کے مزاج بڑے سخت تھے اور اُن کو تابعداری اور سلیقہ سے رکھنے کے لئے بڑی دانش اور ہنرمندی اور تدبیر درکار تھی اور اس پیشوا میں یہ سب صفات موجود تھیں اور ایسے لوگوں کو یوں تربیت دینا کہ اُن سے ایک بڑی فوج بن گئی کوئی معمولی بات نہ تھی +

داؤد کی نسبت ہم کو کوئی ایسا خیال ہرگز ہرگز کرنا نہیں چاہئے - کہ وہ لٹیروں رہزنوں کا سردار تھا نہیں بلکہ وہ عمالیقیوں اور فلسطیوں سے جو فصل پکنے کے وقت یورش کرتے اور برس بھر کی کمائی کو چھین کر لے جاتے تھے اپنا ملک بچانے کو ایک سرحدی فوج تیار کر رہا تھا - اور گو وہ اپنے لوگوں سے جلاوطن تھا - اصل میں یُوں اُن کا محسن اور حامی بن گیا - اُن دنوں یہ بات زبان زدِ عام تھی - کہ داؤد اور اُس کے رفیق جنوبی یہوداہ کے زمینداروں اور بھیڑ بکری والوں کے لئے رات کو اور دن کو بھی دیوار کی مانند ہیں - (۱ سموئیل ۲۵ : ۱۶) +

داؤد کے اس بیان سے خواہ مخواہ اُس خداوند کی یاد دل میں آتی ہے - جو اگرچہ اس دُنیا کی تجویزوں اور اس کی سوسائٹی سے باہر ہے - لیکن اپنے جھنڈے تلے غریب اور خارج - جزامی اور گنہگار - اندھے - زخمی - شکستہ دل - مصیبت زدہ مقروض اور بیدل لوگوں کو فراہم کر رہا ہے اور اُن کو ایسے بہادر سپاہی بنا رہا ہے کہ وہ دُنیا کو اُس کے لئے فتح کریں +

کیا ان گنوار سخت سپاہیوں کو داؤد میں اپنی زندگی کے لئے ایک نئی دلچسپی

ملی؟ خداوند یسوع میں ہم کو بھی ایک نئی چیز ملی ہے جس کے لئے جینا بیشک زندگی ہے اور جس کے لئے مرنا نفع ہے ۔

کیا اس نئی دلچسپی کے باعث اُن کا جی ساؤل کی ہر دم گھٹتی بادشاہی سے ہٹتا گیا؟ زندہ منجی کے ساتھ تعلق رکھنے سے ہم بھی اس دنیا کے نہیں ہیں ہم نے اُس کے ساتھ اپنی قسمت وابستہ کر دی اور نئے یروشلم کے باشندے ہو گئے اور خوشی سے اقرار کرتے ہیں کہ ہم مسافر اور پردیسی ہیں ۔

کیا اُنہوں نے اپنی زندگی کے پُرانے دستور اور طریق چھوڑ دیئے اور محبت اور بندگی کے تانے بانے سے اپنی نئی سیرت کی قبا بنی؟ ہم نے پُرانے آدم کو اُس کے کاموں سمیت دور کر دیا ہے اور نئے آدم کو قبول کر لیا ہے ۔ جو اپنے خالق کے عرفان میں ہر دم تازہ ہوتا ہے ۔

کیا وہ اپنی بے چینی کے دور ہونے ۔ مصیبتوں سے رہائی اور غم و فکر سے چھٹکارا پانے پر داؤد سے محبت کرتے تھے؟ اس خداوند سے جس نے ہمارے لئے اس سے کہیں بڑھ کر کیا ہے ۔ جو داؤد نے اپنے بیچارے پیروؤں کے لئے کیا ہمیں اور بھی زیادہ محبت رکھنی چاہئے ۔ اپنے قیمتی خون سے اُس نے ہمارا قرض ادا کیا اور ہمارے قرضداروں سے خود ملکر ہمیں چھڑایا ۔ اپنی کامل خوبصورتی سے ہم کو ملبس کیا ۔ ہمارے غموں کو دور کیا ۔ ہماری روحوں کو تسلی اور اطمینان عطا کیا ۔

کیا داؤد اور اُس کے رفیقوں کی باہمی محبت دن بدن بڑھتی گئی یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کی حفاظت کے لئے اپنی جان پر کھیل جاتے تھے؟ ہم کو کیسی تحریک ملتی ہے ۔ کہ اپنے مبارک خداوند سے ایسی شراکت رکھیں جو دن بدن مضبوط ہوتی جائے ۔

۱۳ ۔ غار اور اُس کا گیت ۔ چونتیسویں زبور کا تعلق کئی باتوں سے غار عدولام سے پایا جاتا ہے ۔ یہیں اس چھوٹی سی جماعت کو خدا کے فرشتے کی جو اُن کے چاروں طرف خیمہ کھڑا کرتا ہے ۔ ضرورت تھی ۔ وہیں شیرنی

کے نیچے تلاش معاش میں غراتے تھے۔ وہیں خدا ہڈیوں کی نگہبانی کرتا تھا کہ اُن میں سے ایک بھی ٹوٹنے نہ پائی۔ (آیات ۷ و ۱۰ و ۲۰)

ہم یہ نقشہ اپنی آنکھوں کے سامنے باندھ سکتے ہیں کہ ایک شام کو دن کی تکان اور فکروں کے بعد داؤد اپنے لشکر کو یہ کہہ کر فراہم کرتا ہے کہ "آؤ اے لڑکو اور میری سنو۔ میں تمہیں خدا ترسی سکھلاؤنگا" اور اس کے بعد ہی یہ فقرے سنائی دیتے ہیں۔ کہ "میرے ساتھ خدا کی بڑائی کرو . . . . . ارے آؤ چکھو اور دیکھو خداوند مہربان ہے . . . . . اُس کے مقدس لوگو خداوند سے ڈرو"۔ اور پھر سب کے سب ہم آواز ہو کر چلاتے ہیں کہ "خداوند اپنے بندوں کی جانوں کو مخلصی دیتا ہے اور اُن میں سے جن کا توکل اُس پر ہے کسی پر الزام نہ دیا جائیگا"۔

جس رُوح کے گناہوں کا حساب کیا گیا اور جس کے گناہ معاف اور فراموش کئے گئے وہ ان چاروں باتوں کا یقین رکھ سکتی ہے۔

رہائی۔ اُن تکلیفوں اور مشکلوں کے درمیان بھی جو اُس کی اپنی بدکرداری کا نتیجہ ہیں۔ (آیات ۴ و ۷ و ۱۷ و ۱۹)

روشنی۔ جیسی رات کے نگہبان کے لئے صبح صادق ہے ویسے ہی خدا اُس رُوح کے لئے ہوگا جو اندھیرے میں پڑی ٹھوکریں کھاتی ہے۔ اُس کا مُنہ خدا کی طرف پھرا ہو (آیت ۵)

پُوری معاش۔ اس کو کسی چیز کی کمی نہ ہوگی۔ (آیت ۱۰)

خدا کی قربت کی پہچان۔ عزیز سے عزیز رفیق سے بھی نزدیک تر کسی کی حضوری یا عدم موجودگی سے بھی حقیقی۔

اگر داؤد کو غار میں جہاں اُسے کئی فکر دامنگیر تھے۔ اور ہر وقت اپنے رفیقوں کے سامنے بیٹھے رہنا پڑتا تھا۔ خدا کی حضوری کی پہچان حاصل تھی تو کتنی زیادہ ہمارے لئے ممکن ہے! اور جب یہ پہچان مل جائے تو شریف اور مفید زندگی کی تمام ضروریات پُوری ہو جاتی ہیں۔

موسم سرما کی خزاں اور موسم بہار میں کس بات کا فرق ہے۔ کیا یہی نہیں کہ سورج نزدیک ہوتا ہے۔ اور نیچر کو اُس کا علم ہوتا ہے اور وہ اپنی رنگت اُس سے لیتی ہے +

اے پیچھے کو ہٹنے والے! اے دل شکستہ! اے شکستہ روح! پچھلی ناکامی اور کمزوری پر مُڑ کر نہ دیکھ۔ نہ اس امر کا کچھ خوف کر کہ مجھ سے کہیں گناہ پھر سرزد نہ ہو بلکہ نظر اُٹھا کر مسیح کی طرف دیکھ۔ میں تمہاری منّت کرتا ہوں۔ کہ موت والے پہلو پر نہیں۔ بلکہ زندگی کے پہلو پر نظر ڈالو۔ اپنی زندگی کے تمام دن خداوند کے مسکن میں ٹھہرو۔ قدس الاقداس میں داخل ہو اور وہیں ٹھہرو۔ رُوح القدس سے التماس کرو کہ خدا کی حضوری کی ہر دم پہچان پانے کی توفیق دے۔ دن میں کئی بار۔ ہاں اُس وقت بھی جبکہ تم یہ بات محسوس نہ کرو۔ دُہرایا کرو۔ کہ "اے خدا تو نزدیک ہے۔ تو یہاں ہے۔ خدا کی حضوری میں اپنا مسکن بناؤ۔ اور ایسی زندگی کی شیرینی کا ذائقہ چکھو +

مسیح کا خیال بھی اپنے باپ کی نسبت ایسا ہی تھا اور اُسی طرح تم بھی شُبہوں سے شبہوں اور مضبوط سے مضبوط تجربہ جو مقدسوں کے لئے ممکن ہے پاؤ گے"۔ خداوند اُن کے نزدیک ہے جو شکستہ دل ہیں اور اُن کو جو خستہ جان ہیں بچاتا ہے" +

بارھواں باب

سفید پتھر

(۱سموئیل ۲۳ : ۶ + زبور ۲۷)

یہ صاف معلوم نہیں ہوتا کہ جب ابی یاتر داؤد کے ہاں پناہ گزین ہوا تو

داؤد اُس وقت کہاں تھا۔ بلحاظ وقت تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُس کے گاتھ سے بھاگ جانے کے تھوڑا ہی عرصہ پیچھے کاہن قتل کئے گئے اور اسی صورت میں ابی یاتر داؤد کے پاس اُس وقت آیا ہو گا جب وہ غار عدولام میں پہلی بار پناہ گزیں اور روپوش تھا۔ اسی قیاس پر ہم نے ابی یاتر کی تصویر ایسے کھینچی ہے کہ وہ پریشان صورت بال بکھرے ہوئے داؤد کے پاس آیا۔

لیکن بائبل کے صفحات میں جو جگہ اس واقعہ کو دی گئی ہے اُس سے تو یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ واقعہ حارث کے بن میں ہُوا۔ جو عدولام کے جنوب میں حبرون کے نزدیک ہی ہے۔ جاد نبی نے جو ابھی اس خانہ بدوش کی جلاوطنی میں شریک ہُوا تھا اور جس نے آخر تک اُس کا ساتھ دیا یہاں تک کہ اُس کی ساری تواریخ قلمبند کی اُسے یہ صلاح دی کہ غار عدولام سے نکل کر حارث کے بن میں پناہ گزیں ہو کیونکہ تعاقب کے وقت میں غار کی نسبت جس کا دروازہ بند کر دینا موت کا پیغام تھا۔ کھلے بن میں زیادہ سہولیت ہوگی (۱ سموئیل ۲۲: ۵ + ۱ تواریخ ۲۱: ۹ + ۲۹: ۲۹)۔

برعکس اس کے ۱ سموئیل ۲۳: ۶ سے ظاہر ہے کہ ابی یاتر قعیلہ میں داؤد کے پاس آیا۔ لیکن بعض قدیم نسخوں میں یہ لفظ "قعیلہ میں" نہیں ملتے حالانکہ سپٹواجنٹ میں (یعنی پُرانے عہد نامہ کے اُس یونانی ترجمہ میں جو بمقام اسکندریہ مسیح سے تین سو برس پیشتر ہُوا اور جس میں ستر مترجم شریک تھے یوں لکھا ہُوا ہے۔ کہ "یوں ہُوا۔ کہ جب اخیملک کا بیٹا ابی یاتر بھاگ کر داؤد پاس آیا تو ابی یاتر داؤد کے ہمراہ قعیلہ میں آیا اور اُس کے ہاتھ میں افود تھا۔" اگر یہ بیان درست ہے۔ تو جن باتوں کا ذکر آیات ۱-۵ میں ہے وہ ان لوگوں کے رواج کے موجب اوریم وتمیم کی معرفت پوچھی گئی تھیں۔

خیر یہ امر کہ کس مقام پر یہ واقعہ ہُوا اور کس پر نہ ہُوا چنداں ضروری نہیں اور ہم اُس کی تفتیش میں اور وقت صرف نہ کریں گے۔ ہم اس باب میں یہ امر ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ داؤد ہر روز ہدایت اور رہنمائی پانے کے لئے کیونکر خدا پر تکیہ اور بھروسہ رکھا کرتا تھا۔ اُس کی زندگی میں جو اتنے

نشیب وفراز نظر آتے ہیں۔ اُن کو بھی اُس نے خدا سے دعا اور اُس کی انتظاری کے بعد اختیار کیا۔ زبور میں جو وہ ہم سب کو صلاح دیتا ہے وہ اُس کے اپنے دلی تجربہ اور مشق کا نتیجہ ہے۔ کہ

خداوند کی انتظاری کرو +

مضبوط رہ وہ تیرے دل کو تقویت دیگا +

مَیں پھر کہتا ہوں کہ خداوند کا منتظر رہ +

اب ہم ان باتوں پر غور کرینگے +

ستائیسویں زبور میں زبور نویس کی روحانیت کا نقش۔ خدا پر تکیہ کرنے کی عادت جس کا بیان اُس کے مورّخ نے قلمبند کیا ہے اور جو سبق ہم اُس سے اپنی روزانہ زندگی میں سیکھ سکتے ہیں +

۱۔ زبور نویس کا میلان طبع اور اُس کی آرزو۔

مختلف اندرونی شہادتوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ۲۷ زبور اُس زمانہ میں لکھا گیا۔ اِن دنوں زبور نویس کی قسمت ایسی تاریک تھی جیسے غار عدولام کا اندرونی حصہ۔ اس لئے وہ خدا کو اپنا نور کہتا ہے۔ ہردم وہ خطرہ کی حالت میں تھا۔ اسلئے یہ امر اُس کی تسلی کا موجب تھا۔ کہ خدا اُس کی نجات ہوگا۔ اُس چٹانی قلعہ کی نسبت یہوواہ فی الحقیقت اُس کی جائے پناہ تھا۔ بدخواہ اُس کا گوشت کھانے کو بیشک آئیں لیکن وہ لغزش کھاکر گر پڑینگے جیسے جولیت گرا تھا لشکر اُس کے گرد بیشک خیمہ زن ہوں لیکن اُس کا دل خائف نہ ہوگا اُس کے خلاف جنگ بیشک برپا ہو۔ مگر اُس میں اُسکو اطمینان دل حاصل رہیگا۔ خدا کے خیمہ تلے وہ دشمنوں سے محفوظ رہیگا یا ایسے چٹان پر قائم ہوگا جہاں اُس کے دشمن پہنچ نہ سکتے ہوں۔ اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اُسے اپنے قدیمی گھر واقع بیت لحم میں پناہ نہیں ملتی۔ اس معنی میں تو اُس کے باپ اور ماں نے اُس کو چھوڑ دیا تھا۔ (آیت ۱۰) لیکن خدا اُس کی پرورش کریگا اور اُس کا باپ اور اُس کی ماں دونو ٹھیریگا +

تکلیف اور دُکھ کا بیان۔ سیدھی راہ پر چلنے کے لئے ہدایت پانے کی غرض
اس کے خلاف جھوٹے اور ظلم کی سانس لینے والے گناہوں کا برپا ہونا۔ یہ سب باتیں
اس امر کا نشان ہیں۔ کہ یہ دلاویز اور رقت خیز زبور غار عدولام میں لکھا گیا۔ کیونکہ
ابی یاتر نے بتایا ہوگا۔ کہ دوایگ نے کیسی بے وفائی کی۔ اُن غمدیدہ اور تاریک
دنوں میں اُس کے دل سے ایسی ہی جگرسوز آہیں نکلتی ہونگی۔ آس پاس کے
شکستہ چٹانوں نے اُس کا آہ و نالہ اکثر سُنا ہوگا اور اُس کی رُوح کی غشی کا جو موت نما
تھی اکثر مشاہدہ کیا ہوگا اور اُس وقت جبکہ وہ اُس گہرائی پر نظر ڈالتا ہوگا۔ جس میں
وہ ابھی تک پھنسا تھا ۔ یہ امر تو وہ فراموش کر نہ سکا کہ گاتھ میں میری چالبازی
کے باعث خدا نے بھی مجھ سے مُنہ چھپالیا۔ ہاں مجھے چھوڑ دیا اور غصہ سے مجھے
ترک کر دیا ہے۔ لیکن پھر بھی وہ دعویدار ہے کہ اپنی زندگی کی اُن تمام تاریک راہوں
میں سے بھی میں زندگی کی زمین میں خداوند کی نعمت دیکھونگا اور وہ اس
خیال سے اپنے آپ کو تسلی دیتا ہے کہ جس نے اس مبارک اُمید سے میری
جان کو سنبھالے رکھا وہ اُس رویا کو بھی ضرور پورا کریگا جس سے اُس نے
اُس گمراہ کو اپنی طرف بلایا ہے ✦

اس خیال کے خلاف کہ یہ زبور غار عدولام میں لکھا گیا صرف یہی اعتراض
پیش ہوتا ہے ۔ کہ اُس میں خداوند کے گھر خیمہ اور ہیکل کا ذکر آتا ہے۔
لیکن یہ کوئی کافی وشافی ثبوت نہیں ۔ ۲۳ زبور میں بھی کچھ ایسا ہی
خیال پایا جاتا ہے۔ جہاں چوپان مغنی نے ہمیشہ تک خداوند کے گھر میں
رہنے کی آرزو ظاہر کی۔ یہ اغلب معلوم نہیں ہوتا کہ اپنی جوانی کے دنوں
میں وہ لاویانہ خدمت کے تنگ احاطہ میں باقی عمر آوردوں سے الگ
گذارتا۔ یہ آرزو اُس کی شجاع رُوح کے متضاد معلوم ہوتی ہے۔ خداوند کے گھر
میں ہمیشہ تک رہنے کی آرزو جو چوپانی خدمت کے دنوں میں اُس کے دامنگیر
تھی۔ اور اُس کے غار کے تجربہ اور ابی سلوم سے بھاگ جانے اور جلاوطنی کا
مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ وہ الٰہی شراکت کا خواہاں تھا۔ ہاں خداوند تعالےٰ سے

ایسی رفاقت رکھنے کا اُس کی زندگی کی تمام تاریک اور پُرخطر راہوں میں برابر اُس کی ہدایت اور رہبری ہوتی رہے ۔

اُس کے الفاظ جب اس روشنی میں پڑھے جائیں تو اُن کے معنی اور ہی ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ خدا کے ساتھ شراکت رکھنا اور اُس سے روبرو گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ جیسے کہ نوب میں ہیکل کے احاطہ میں کاہن نے کی تھی۔ وہ چاہتا تھا۔ کہ اس قابل ہو کہ جس وقت ضرورت پڑے الٰہی فرامین سے آگاہی پائے ۔ اُس کی آرزو تھی کہ خدا کی ایسی قربت میں رہے کہ جب کبھی یہ الٰہی فرمان چاہے کتنا ہی دھیما کیوں نہ کہا جائے۔ کہ

"میرے دیدار کے طالب ہو"

تو وہ اس قابل ہو کہ اُس کو سُن سکے اور اُس کا جواب دے سکے کہ

"اے خدا میں تیرے دیدار کا طالب ہوں"

۲- داؤد کی خدا پر تکیہ کرنے کی عادت۔ جب لرزاں و ترساں کاہن نے اپنا ماجرا سُنایا تو داؤد نے اُس سے ایسے ہمت افزا الفاظ سے خطاب کیا۔ جو اگر مسیح کے مُنہ سے کہے جائیں تو بڑا زیب دیتے ہیں۔ ہمارا جلاوطن بادشاہ جو کمپو سے باہر نکالا گیا ہے اُن بیچاری بے مونس و رفیق جانوں کو جو اُس کے پاس پناہ لینے جائیں یوں قبول کرتا ہے کہ "تو میرے ساتھ رہ اور مت ڈر جو تیری جان کا خواہاں ہے۔ سو میری جان کا خواہاں ہے پس تو میرے ساتھ سلامت رہیگا"

ابی یاتر کا ایسی خوشی سے قبول کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے ہمراہ مقدس افود لایا تھا۔ جس میں مقدس اوریم اور تمیم تھے۔ ان الفاظ کے معنی "نور اور کاملیت" کے ہیں۔ لیکن یہ ظاہر نہیں کہ ان کا موضوع کیا ہے۔ غالباً اُس کی تشریح یہ ہے کہ :-

سردار کاہن کے اندر کی قبا ایک سفید جبہ ہوتا تھا اس کے اوپر آسمانی رنگت کا ایک کپڑا اور اُس کے اوپر افود۔ جو بٹے ہوئے سفید سوت کا بنا ہوا تھا۔ اور اُس میں آسمانی ارغوانی قرمزی اور سنہری دھاگے لگے تھے اُس میں ایک سینہ بند لگا تھا جس میں بارہ قیمتی پتھر نصب تھے وہ اسرائیل کے

بارہ فرقوں کے نشان۔ اس سینہ بند ہیں۔ شاید اُس کا ایک جزو یا اُس کے ساتھ نصب کئے ہوئے ایک یا دو نہایت ہی خوبصورت اور روشن ہیرے تھے جن کے ذریعے خدا اپنی مرضی ظاہر کرتا تھا۔ اگر کاہن کے کسی سوال یا استفسار کا جواب نفی میں ہوتا تو اُن کی چمک مدھم پڑ جاتی تھی۔ اور اگر اثبات میں تو وہ روشن ہو جاتے تھے +

ظاہرا داؤد کو یہ ایک بڑی نعمت مل گئی۔ کہ یہوواہ کے ساتھ گفتگو کرنے کا اُس کو ایک وسیلہ مل گیا۔ عُہدۂ نبوت کا وکیل جاد اُس کے ہمراہ تھا اب ابی یاتر اور افود جو کہانت کے سب سے قیمتی استحقاق کے وکیل تھے اِس کو مل گئے۔ ان دونوں ذریعوں میں سے ایک ذریعہ انداً یا افود کے ذریعے سے وہ جس وقت چاہے خدا کی مرضی دریافت کر سکتا تھا +

کیا داؤد کے پاس یہ خبر آئی ہے۔ کہ فلسطی قعیلہ کو لوٹ رہے ہیں تاوقتیکہ وہ خدا کی مرضی دریافت کر نہ لے وہ اُن کا تعاقب کرنے کی جرأت نہیں کرتا کیا شہر کے بزدل لوگ اپنے محسن اور چھڑانے والے کو حوالہ کر دینے کا منصوبہ باندھتے ہیں۔ جب تک کہ وہاں سے رخصت ہونے کی الٰہی ہدایت اُس کو نہیں ہوتی وہ اُس چھوٹے شہر کو نہیں چھوڑتا۔ اُس کی زندگی کے ایک نہایت اندوہناک تجربہ میں جب اُس کے اپنے ہمراہی اُس کو پتھراؤ کرنے کے منصوبے باندھتے تھے۔ اپنا بچاؤ کرنے کی بجائے اُس نے ابی یاتر سے کہا کہ "میں تیری منت کرتا ہوں کہ افود یہاں لا"۔ تب ابی یاتر افود کو اُس کے پاس لایا اور اُس نے خداوند سے دریافت کیا۔ اس ملک کا مسلمہ بادشاہ ہونے کی مدت بعد بھی جب کبھی فلسطیوں سے اُس کی جنگ ہوتی تو وہ طریق حملہ کی بابت بھی خدا سے استفسار کر لیا کرتا تھا (۱سموئیل ۳۰ : ۷ + ۲سموئیل ۵ : ۱۷ - ۲۵) +

اُس کی زندگی کی یہ مقدس عادت تھی کہ خدا کا انتظار کرے۔ اپنی روح کے تپ کو ٹھنڈا کرے اور اپنے خیالات کے طوفان کو قابو میں رکھے

جب تک کہ الٰہی مقصد اور طریق اُس پر بخوبی ظاہر نہ ہو جائے۔ ایک بچہ کی طرح جو اکیلے ایک قدم اُٹھانے کی جرأت نہیں کرتا۔ مسافر کی طرح جو غیر ملک میں بالکل اپنے رہبر کا محتاج ہے داؤد ہر بات میں اعلےٰ ہدایت کے لئے جو صرف خدا ہی دے سکتا ہے اپنی جان کو اوپر اُٹھاتا تھا۔ ہاں اُس خدا کے حضور میں جس کے نزدیک آئندہ ایسا ہی صاف ہے جیسے گذشتہ اور جس سے کوئی بھید چھپا نہیں +

۳۔ ہمارے لئے سبق۔ جب بنی اسرائیل ملک مصر سے باہر نکلے تو اُنھوں نے بیابان میں بادل اور آگ سے ہدایت پائی۔ جب وہ ملک میں آباد ہو گئے۔ تو اوریم اور تمیم نے بادل اور آگ کی جگہ لی۔ اس سے کچھ مدت بعد خدا کی مرضی دریافت کرنے کا یہ طریق استعمال سے رہ گیا اور نبی خدا کی رُوح کی تحریک سے بولتے تھے۔ خدا کے بندوں کو اُس کی راہوں میں تربیت دینے کے لئے کلیسیا کے پہلے دنوں میں یہ باتیں بڑی ضروری ثابت ہوئیں +

لیکن رسولی زمانہ کے ختم ہوئے پر نبیوں کی آوازیں بند ہو گئیں۔ ہم خدا کی مرضی کیسے دریافت کرتے ہیں؟ کیا دیندار روحوں کو مشکل باتوں میں خدا کی مرضی دریافت کرنے اور اُس کی صاف صاف ہدایت پانے کا کوئی ذریعہ حاصل نہیں؟ بیشک ہے۔ کیونکہ اُن آخری پیغاموں میں جو صعود یافتہ خداوند نے یوحنا رسُول کی معرفت اپنی کلیسیا کو دئے یہ بتایا گیا ہے کہ جو غالب آئیگا ایک سفید پتھر پائیگا۔ اور لفظ سفید کے معنی چمکدار یا روشن کے ہیں۔ اس سے شاید ہیرا مراد ہو سکتی ہے اور شاید سردار کاہن کے اُس قیمتی پتھر کی طرف اشارہ ہے جو الٰہی فرمان سے دھیما ہو جاتا یا چمک اُٹھتا تھا۔ اِن پر یہوواہ کا مقدس نام رازدار خط میں کندہ تھا اور یونہی اس سفید پتھر پر بھی جو ہر ایک ایماندار کو جو دُنیا اور گناہ کے برخلاف روحانی جنگ میں غالب آنا ملیگا۔ اور اس پتھر پر ایک نیا نام ہوگا۔ جس کو اُس کے پانے والے کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ (مکاشفات ۲: ۱۷) +

دوسرے لفظوں میں خدا کے ہر ایک فرزند کا اپنا اوریم اور تمیم ہے۔ یعنی
ضمیر جو گناہ کے خلش سے خالی ہو۔ دل جو یسوع کے لہو میں دھلا ہو
ایک رُوحانی سیرت جو خدا کی رُوح القدس سے مملوّ اور شرابور ہو +

جب ہم کسی شک یا مشکل میں ہوں۔ جب مختلف آوازیں مختلف
راہیں بتا رہی ہوں۔ جب مصلحت ایک صلاح دے اور ایمان دوسری
تو چاہیئے کہ ہم چپ چاپ رہیں۔ جو کوئی مخل ہو اُس کو خاموش کرائیں
اور خدا کی حضوری کی مقدس خاموشی میں اطمینان خاطر کے ساتھ رہیں۔ وبدل
توجہ سے اُس کے کلام کا مطالعہ کریں۔ اُس کے چہرے کی صاف و پاک
روشنی میں اپنی سیرت کو اُٹھائیں اور اس امر کے آرزو مند رہیں کہ خداوند
ہمارا خدا کیا فیصلہ کرتا ہے اور کچھ دیر بعد صاف صاف جواب ملیگا اور اُس
کی پوشیدہ مشورت کا نشان ظاہر ہوگا۔ مسیحی زندگی کے پہلے مرحلوں میں
محض اِسی پر تکیہ کرنا مصلحت نہیں بلکہ واقعات اور حالات کی تائید
کا انتظار بھی کرنا چاہیئے۔ لیکن جن مومنین کو خدا کے ساتھ تعلّق حاصل
ہے وہ اُس کی مرضی دریافت کرنے کے لئے اس کے ساتھ شراکت رکھنے
کی قدر کو پہچانتے ہیں۔ جارج فوکس کا روزنامچہ خداوند کے ساتھ ایسی
شراکت رکھنے کے تذکرات سے بھرپور ہے۔ جیسا کہ خدا اُن لوگوں سے
رکھتا ہے۔ جو اُس سے ڈرتے ہیں اور جن پر وہ اپنا عہد ظاہر کرتا ہے +

کیا تم اپنی راہ کی نسبت کسی مشکل میں ہو؟ اپنی مشکل لیکر خدا کے پاس جاؤ۔
اُس کے تمیم کے نور یا اُس کے انکار کے بادل سے ہدایت پاؤ۔ اگر تم صرف ایسی جگہ
کیلیے ہو جہاں اس دُنیا کا نور اور اُس کی تاریکی خلل انداز نہیں جہاں خود رائی
رخنہ نہیں ڈالتی جہاں انسانی رائے نہیں پہنچتی۔ اور اگر تم وہاں خاموشی اور اُمید
کے ساتھ ٹھہرنے کی جرأت کرو۔ گو تمہارے چاروں طرف فیصلہ
کرنے اور جواب دینے کی پکار ہو رہی ہو۔ تو خدا کی مرضی صاف
ظاہر ہو گی۔ اور اُس کے علاوہ تم کو ایک نیا نام ملیگا۔ خدا کا

ایک نیا خیال۔ اُس کی سیرت اور محبت کے دل کی گہری دید۔ جو صرف
تمہارا نصیب ہوگی۔ ہمیشہ کے لئے تم کو ایک مبارک تجربہ حاصل رہیگا۔ اور اس
انتظار کا اچھا صلہ ملیگا +

(۱۔سموئیل ۲۳ باب)

اکثر نہایت ہی عمدہ اور شیریں گیت کلیسیا کے اُن فرزندوں کی تصنیف
سے ہیں جن کے دل رنج و غم سے شکستہ تھے۔ کولھو میں بیج کو چکنا چور ہو جاتے
لیکن اُن کا بیش قیمت عطر نکل آتا ہے۔ یُونہی رنج و غم سے دل کو ٹوٹ
جاتا۔ مگر اُس کا خون لاثانی گیتوں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ جو گیت
زبان زد عام ہونے کا فخر حاصل کرتے ہیں اُن کا غم سے بڑھ کر کوئی اَور
عمدہ مصالح نہیں +

متاخرین میں سے ایک مشہور مصنّف کا قول ہے کہ کائنات کی
رنگارنگی اور گوناگون نقش و نگار کی نسبت علم موسیقی مجھے زیادہ عجیب
اور حسین اور دلرُبا معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہے
کہ ہر شے میں کس طرح سرود پنہاں ہے اور صرف منتظر ہے کہ انسان اُس
کو ظاہر کرے۔ "انسان صرف اُنہی چیزوں کو ظاہر کرتا اور بڑھاتا ہے جو
اشیاء میں پنہاں ہیں۔ جیسے کوئلہ جو زمین کی انتڑیوں سے نکالا جاتا جب

آگ سے شعلہ انگیز ہوتا۔ تو اُس گرمی اور روشنی کو ظاہر کرتا ہے جو جنگل میں اُس نے سُورج سے حاصل کی تھی"۔ کیا یہ بے لفظ راگ۔ جو نیچر میں بند ہے اور سرود یا آواز کی صورت میں انسانی وساطت سے نکلنے کی التجا کرتا ہے۔ خلقت کی اُس اُمید کا جزو نہیں جو خدا کے فرزندوں کے ظاہر ہونے کی منتظر ہے +

داؤد کے اکثر دلکش مزامیر اُن تاریک اور غمگین دنوں سے شروع ہوتے ہیں جبکہ پہاڑوں پر اُس کا تعاقب تیتر کی طرح ہوتا تھا۔ اُس کی صحرا نوردی کی متقدس داستان میں اس کی زندگی کے جو مختلف پہلو نظر آتے ہیں۔ زبوروں میں بھی اُن کا پتہ لگتا ہے۔ قعیلہ۔ زیف۔ معون۔ عین جدی نے ایسے ایسے گیتوں کا ذخیرہ بہم پہنچایا ہے جو ہمیشہ تک زندہ رہینگے۔ اس مغنّی کو یہ نعمت ملی کہ جن جگہوں میں راگ کے ہونے کا خیال بھی نہ ہو وہاں سے راگ نکال دے۔ اسلئے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ان بیابانوں اور جنگلوں کے نام کو بقائے دوام کا افتخار حاصل ہے۔ اور یہ کہ ہر ایک نے ہوت کے کامل راگ کے لئے سُر بہم پہنچائی ہیں۔ ہم تھوڑی دیر کے لئے غور کرینگے۔ کہ داؤد کی تواریخ اور اُس کے گیت کیسے ہمرکاب رہتے ہیں +

۱۔ مزامیر کا مجموعہ۔ قعیلہ جب داؤد حارت کے بن میں پناہ گزین تھا۔ تو اُس کو فلسطیوں کے ایک سرحدی شہر پر حملہ کرنے کی خبر ملی "دیکھ فلسطی قعیلہ سے لڑتے ہیں اور کھلیانوں کو لوٹتے ہیں" سال بھر کی فصل پکنے کے لئے باہر کھیتوں میں پڑی تھی۔ تاخت وتاراج کا یہ اچھا موقعہ تھا۔ سال بھر کی محنت پر پانی پھر رہا تھا۔ اور اسرائیل کے پرانے دشمن اُن کے چوپائے اور مویشی لے جا رہا تھا۔ ایسی حالت میں اُس شہر کی درخواست کی گئی۔ جو جنوبی سرحد پر کئی بار بچاؤ کی دیوار ثابت ہو چکا تھا۔ ساؤل وہاں سے بہت دور تھا اور شاید وہ اپنی خیالی تجینوں میں ایسا پھنسا تھا۔ کہ فوراً مدد کو نہیں پہنچ سکتا تھا۔ داؤد جوشیلا۔ صاحب ہمت اور جری جوان تھا اور تھا بھی نزدیک۔ اُس سے امداد کی التجا عبث نہ گئی خصوصاً جبکہ الٰہی آواز

نے اُس کی تائید کی۔ وہ یہودیہ کے پہاڑی علاقہ سے اُتر کر نیچے میدانوں میں گیا اور دشمنوں کو تاخت و تاراج کا مال ساتھ لئے واپس آتے ملا۔ اُس نے اُن کو مار کر بھگا دیا اور تمام لوٹ کا مال خوش نصیب اہل شہر کو دیدیا جنہوں نے اُس کی خدمات کے صلہ میں بڑی خوشی سے اُس کی اور اُس کے رفیقوں کی خاطر تواضع کی +

تاریک اور بادلوں سے گھرے ہوئے دن میں دھوپ کا تھوڑی دیر کے لئے نکلنا اُس کے تھکے ماندے دستہ کے لئے راحت کا موجب ہُوا ہوگا۔ غاروں اور خندقوں کی بجائے ایک ایسے شہر میں بسنا جس کے پھاٹک اور اڑبنگے ہوں ایسا ہی دلپسند ہے جیسے تاتاری میدانوں کی مصیبتوں کے بعد مہذب ممالک کے راحت و آرام کا پانا۔ اور غالباً اس تسلی اور اطمینان کی جھلک میں اُس مغنیِ خوش نوا نے اکتیسواں زبور لکھا "خداوند مبارک ہے کہ اُس نے محکم شہر میں اپنی عجیب مہربانی مجھ کو دکھلائی" +

زلیف۔ قعیلہ میں بھی وہ دیر تک ٹھیر نہ سکا۔ کیونکہ غالباً یونتن نے اُس کو یہ خبر دی کہ ساؤل اُس کے خلاف بندشیں باندھ رہا تھا۔ تاکہ مرغ قفس کی طرح اُسے پکڑے۔ گو شہر قعیلہ بالکل تباہ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اِن باتوں کی افود کے ذریعے جس سے داؤد نے اسرائیل کے خدا سے عرض کی تھی تصدیق ہوئی۔ اور اُس کو یہ بھی اطلاع ملی کہ شہر کے ناشکر گذار اور بزدل لوگ اپنے بچاؤ کی خاطر اُسے ساؤل کے حوالے کر دینگے۔ اس پر داؤد اپنے چھ سو رفیقوں سمیت قعیلہ سے باہر نکل گیا۔ غالباً وہ چھوٹے چھوٹے دستوں میں تقسیم ہو گئے اور خود داؤد اپنے خاص دلدادہ اور بہادر پیروؤں کو لے کر زلیف کے گرد و نواح میں جو حبرون کے جنوب میں قریب تین میل کے فاصلے پر ہے پناہ گزیں ہُوا +

داؤد کی زندگی میں یہ نہایت ہی پستی کا موقعہ تھا۔ بادشاہ اُس کی جان لینے کے درپے اور شبانہ روز اُس کی تلاش میں تھا۔ ظاہر میں ساؤل کو دین کی پابندی

کرتا تھا۔ (۱سموئیل ۲۳: ۷ و ۱۲) مگر باطن میں وہ الٰہی ارادہ کے توڑنے کی فکر میں تھا۔ وہ جانتا تھا کہ داؤد اسرائیل کا بادشاہ ہوگا۔ اُس کا ذکر یونتن نے داؤد سے اس مختصر ملاقات کے وقت کیا تھا جو ان دو نوجوانوں نے زیف کے بن میں کی تھی۔ لیکن اس سے اُس کے داؤد کی جان لینے کے منصوبہ میں سرِمُو فرق نہ آیا۔ ساؤل کی رُوح کی حالت کیسی خطرناک و تباہ تھی اور یہ اپنی بُری راہ پر پھرنے کا نتیجہ تھا۔ اور داؤد اس دلی نفرت کے اظہار سے جو اپنے غرور میں خدا کی مرضی کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرتی تھی ڈرتا تھا۔ اور اُس کا یہ ڈر بجا تھا +

بادشاہ کی نفرت اور دشمنی کے علاوہ اہل زیف کی بے وفائی کا خیال بھی اُسے ستاتا تھا۔ جو بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اُس کا پتہ دینے کو تیار تھے۔ اُن کی بدنیتی کی داؤد کو مل گئی اور وہ ذرا اور جنوب کو معون کے بن میں چلا گیا۔ یہاں باہر کو نکلی ہوئی ایک پہاڑی سے آس پاس کا ملک دور دور تک نظر آتا تھا۔ لیکن اہل زیف نے اُس جگہ کا پتہ بادشاہ کو ایسا ٹھیک ٹھیک دیا۔ کہ آن کی آن میں وہ پہاڑی شاہی فوج سے بھر گئی اور داؤد کی چھوٹی جماعت کو بھاگ کر جان بچانا محال ہوگیا۔ اس نازک موقع پر ایک دم بجود قاصد نے آکر ساؤل کو اطلاع کی۔ کہ جلدی کر اور چلا آ کہ فلسطیوں نے ملک پر حملہ کیا ہے +

داؤد نے اظہار شکر کے لئے ایک گہری سانس بھری اور کہا۔ "اے خدا اپنے نام سے مجھے بچا اور اپنی قوت سے میرا انصاف کر +

عین جدی۔ فوج کے لوٹ جانے پر داؤد معون سے مشرق کی طرف بحرِ مُردار کے کنارے چلا گیا۔ مغربی کنارے پر شمال اور جنوب کے وسط میں زمین کا ایک ہموار قطعہ ہے۔ جہاں گرم ملکوں کی سبزی بکثرت پیدا ہوتی ہے۔ بڑی بڑی دیو ہیکل چٹانیں جو جھیل کے تاریک پانی میں دور دور تک چلی گئی ہیں اِس ملک کو چاروں طرف سے محصور کئے ہوئے ہیں۔ لیکن اُس

کی اصلی خوبصورتی کا باعث ایک آہستہ خرام دریا ہے جو چار سو فیٹ اونچے چٹان سے نکلتا ہے۔ مؤرخ بیان کرتے ہیں کہ وہاں کے پُرانے پتھر ایک قدیمی شہر کا پتہ دیتے ہیں اور پتھروں میں کھجور کی پتیاں ابھی تک ملتی ہیں لیکن اب وہاں ایک لق ودق بیابان ہے۔ یہ جگہ عین جدی یعنی جنگلی بکریوں کی امن گاہ ہے۔ وہ داؤد کی جائے پناہ تھی۔ یہاں بلند چٹانوں کے نیچے غاریں اور پانی کی کثرت سے اس کے دو مطالب پورے ہوتے تھے۔ یہاں بھی زبور نویس اپنے تجربوں کو دو بیش قیمت گینوں میں ادا کرتا ہے زبور ۵۷ "مجھ پر رحم کر اے خدا مجھ پر رحم کر کیونکہ میری جان تیرا بھروسہ ہے۔" اور زبور ۱۴۲ "میں خداوند کے آگے اپنی آواز بلند کرتا ہوں اپنی آواز ہی سے خداوند سے منت کرتا ہوں"۔ یہ بیابانی تجربے اور بھی کئی مزامیر کی تصنیف کا موجب ٹھیرے جن میں یہی بیابانی استعارات جابجا ملتے ہیں۔ اُن سب میں داؤد کی معصومیت کا اظہار ہے۔ قادر مطلق خدا کے بازوؤں کے سایہ کے لئے التجا ہے۔ اور ساؤل کی طرف مؤدبانہ اشارے ہیں۔ اُن میں سے مزامیر ۱۱۔ ۱۳ و ۱۷ و ۲۲ و ۲۵ و ۶۴ بھی ہیں +

۲۔ ان مزامیر کی خصوصیت ۔ ان مزامیر کا بیان و نعاحت کے ساتھ تو ذکر نہیں ہو سکتا۔ صرف ایک دو خاص باتوں کا جو بادی النظر میں ظاہر ہوتی ہیں ضرور ذکر ہو سکتا ہے +

خیالی تصوّر انسان شیر ہیں "میری جان شیروں کے درمیان ہے۔ اور میں آتش مزاج لوگوں کے درمیان بیٹھا ہوں"۔ اُس کی رُوح خدا میں پناہ لینی اور اُس کے بازوؤں کے سایہ تلے چھپتی ہے۔ اُس نے عقاب کے بچوں کو اپنی ماں کے پروں تلے پناہ لیتے اکثر دیکھا ہوگا۔ خدا اُس کی چٹان ہے۔ وہ اُس میں چھپتا ہے۔ ہاں جیسے اُس کا دستہ غار کے پہلوؤں میں اُس کا الٰہی مددگار اُس کے دشمنوں کو اُس پر غالب آنے نہ دیگا۔ بلکہ اُن کا حال ویسا ہی ہوگا جیسا کہ اُن جنگلوں میں اُن شکاریوں کا ہوتا تھا

کہ جو جانوروں کے پھنسانے کو گڑھے کھودتے تھے۔ مگر اُن میں آپ ہی گر جاتے تھے۔ رات کو وہ خدا کی پناہ لیتا ہے۔ صبح کو وہ اپنے بربط سے لوگوں کو جگاتا ہے۔ یہ سب مزامیر استعارات اور موہومات سے مملو ہیں +

ساؤل کی طرف اشارے۔ جو لوگ ساؤل کی آتش نفرت کو شعلہ زن کرتے ہیں داؤد اپنے مزامیر میں اُن کا ذکر بھی کرتا ہے۔ جو لوگ اُس کے گرنے کے لئے چشم براہ تھے۔ جو پکار کر کہتے تھے۔ کہ "خبر دو۔ خبر دو"۔ جو اُس کی نسبت غلط بیانیاں اور نفرت کا اظہار کرتے تھے۔ اُن کا ذکر وہ کھلے لفظوں میں کرتا ہے۔ لیکن ساؤل کا نام وہ نہیں لیتا۔ صرف صیغہ جمع سے ان ظالموں کا ذکر کرتے ہوئے جو اُس کی جان لینے کے درپے تھے وہ اُس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اُن مبارک دنوں کی طرف۔ جو پھر واپس نہیں آنے کے۔ اور جن میں وہ بادشاہ کی علالت میں اُس کے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کرتا۔ اور ٹاٹ اوڑھتا اور روزہ و فاقہ سے اپنی جان کو عاجز بناتا تھا۔ (۱ سموئیل ۳۵: ۱۳) صاف صاف اشارہ پایا جاتا ہے۔ لیکن لعن طعن اور نفرت کا کوئی اظہار نہیں۔ داؤد کے اِس رویہ میں مسیح کی تعلیم اور مزاج کی پیشخبری ہے +

اُس کے دل کی راستی۔ اُس کا ضمیر خدا اور انسان کے نزدیک بے قصور تھا۔ اگر اُس کی مطلق بے گناہی کا ذکر کیا جاتا تو وہ ہرگز ہرگز اِس کا دعویٰ نہ کرتا بلکہ اپنے گناہوں کا معترف ہوتا اور صاف صاف بتاتا کہ اپنی سپاہیانہ زندگی کے دنوں میں اُس کو کفارہ بخش قربانیوں کی ہر دم احتیاج رہتی تھی۔ یہ کہ اُن کے ذریعے خدا سے معافی پائے اور اُس سے میل رکھے۔ لیکن ساؤل کی نسبت یا اُس کے اور اُس کے خاندان کے خلاف کسی منصوبہ باندھنے وغیرہ کے بارے میں وہ اپنی مطلق معصومیت کا دعوےدار ہوتا اور پاک ہاتھوں اور صاف دل سے خدا کی طرف بڑے توکل سے پھرتا ہے۔ (زبور ۱۷: ۳ و ۴ و ۵ + زبور ۲۴) +

ایذا و مصیبت کا ثبوت۔ کوئی تکلیف ایسی سخت ایسی

ناقابل برداشت۔ ایسی دلشکن نہیں جیسی ہمارے اپنے ہی لوگوں کی بداندیشی یا کینہ داؤد کو بھی سب سے سخت مصیبت اُٹھانی پڑی۔ اُس کی نازک روح کو اُس سے سخت ایذا پہنچتی تھی گو وہ بالکل بے قصور تھا اور گو اُن کے حق میں دعا کرتا اور بھلائی چاہتا تھا۔ لیکن اُس کے بدخواہ سخت دشمنی [illegible] اُن کے دانت برچھیاں ہیں اور تیر اور اُن کی زبان [illegible]

لیکن اُسکی عرض خدا سے تھی:۔

"اپنے نام سے مجھے بچا۔

"اپنی قوت سے میرا انصاف کر"۔

"دیکھ خدا میرا مددگار ہے"۔

"مَیں خدا قادرِ مطلق کے حضور چلاؤنگا خدا کے حضور جو سب باتیں انجام دیتا ہے۔ وہ آسمان سے بھیج کر مجھے بچائیگا۔ خدا اپنی رحمت اور صداقت بھیجیگا۔

میری پناہ جاتی رہی۔ کوئی میری جان کا فکر کرنے والا نہ تھا۔ اے خداوند مَیں نے تیری منت کی۔ مَیں نے کہا تو میری پناہ ہے"۔

یہ عرض کیسی رقت خیز اور جگر سوز ہے۔ وہ بدلہ لینا نہیں چاہتا لیکن وہ اپنے آپ کو اُس کے ہاتھوں میں سونپ دیتا ہے۔ جو راستی سے عدالت کرتا ہے۔ اس یقین سے کہ صادق خدا مصیبت کے وقت مجھے پناہ دیگا اور آخرکار اپنی صداقت کو نور کی طرح اور اپنی عدالت کو دوپہر کی مانند ظاہر کریگا۔

اگر ان سطور کے پڑھنے والوں میں سے کوئی ایسا ہے جس پر جھوٹا الزام لگایا جاتا اور جو بے وجہ ستایا جاتا ہے تو وہ خداوند پر تکیہ رکھے اور صبر سے اُس کا انتظار کرے۔ شاید کچھ دیر میں رہائی کی گھنٹی بجے اور وہ بے گناہی اور پاکیزگی کا سفید جامہ پہنے گا۔ (مکاشفات ۶: ۱۱) ابھی

خدا اُٹھیگا۔ کہ غریب کو خاک میں سے اُٹھا کھڑا کرے اور محتاج کو روڑی میں سے "تاکہ وہ شہزادوں کے ساتھ بیٹھیں اور جلال کے تخت کو ورثہ میں لیں" کیونکہ محتاج ہمیشہ تک فراموش نہ رہینگے اور غریبوں کی اُمید ہمیشہ تک بجھی نہ رہیگی +

چودھواں باب

داؤد کی خود ضبطی

(۱ سموئیل ۲۴ و ۲۶ باب + زبور ۴۰:۱)

داؤد نے جب اپنی گذشتہ زندگی پر غور و فکر کیا اور اپنے تجربے قلمبند کئے تو اُسے خوب معلوم تھا کہ کیسی کیسی بدیاں اُسے چاروں طرف سے گھیرے تھیں۔ وہ کن کن ہولناک گڑھوں اور دلدل کی کیچ سے نکالا گیا تھا اور کتنوں نے بے فائدہ اُس کی جان لینے کے منصوبے باندھے۔ لیکن ان سب سے وہ بچا رہا۔ وہ اپنی رہائی کو اپنی جدتِ طبع یا بہادری سے منسوب نہیں کرتا تھا۔ بلکہ خدا ہاں صرف خدا کی مہربانی سے۔ جب وہ سالوں کے معراج پر کھڑے ہوکر نیچے کو اور پیچھے کو مڑ کر دیکھتا ہے۔ تو ذرا سنو وہ خدا کی خبرگیری کا بیان کن الفاظ میں کرتا ہے +

"وہ میری طرف مائل ہُوا اور اُس نے میری فریاد سُنی +
وہ مجھے ہولناک گڑھے اور دلدل کی کیچ سے باہر نکال لایا +
اُس نے میرے پاؤں چٹان پر رکھے۔ اور میرے قدموں کو ثابت کیا +

اُس نے میرے مُنہ میں ایک نیا گیت ڈالا۔ جس سے ہمارے خدا کی حمد ہو"+

اور اگر ہم اَور زیادہ دریافت کریں کہ ان طویل اور غمناک تجربوں میں اُس کا رویہ کیسا رہا تو وہ جواب دیتا ہے کہ

"میں نے صبر سے خداوند کا انتظار کیا"+

بارھویں باب میں ہم دیکھ چکے ہیں۔ کہ داؤد خدا کا انتظار کیسے کرتا تھا۔ اُس میں اِس امر کا ذکر تھا۔ کہ وہ دعا اور منّت سے منتظر رہتا تھا کہ خدا اپنی مرضی ظاہر کرے۔ اس باب میں یہ بیان ہے کہ وہ صبر اور تابعداری سے انتظار کرتا ہے۔ کہ خدا اپنا ہاتھ بڑھا کر اُس کی بگڑی بات کو سدھارے۔ اِس صبر۔ خاموشی اور تسلیم مطلق کا سبق سیکھنا نہایت ضرور ہے۔ ان دو واقعوں سے ظاہر ہے کہ داؤد نے یہ سبق کیسے کامل طور سے سیکھا تھا۔ اور وہ کیونکر خدا کا انتظار کرتا تھا+

خدا کی مدد کے لئے انتظار کرنے کی بنیاد۔ یہ ضروری ہے

کہ خدا کا کوئی ایسا وعدہ یا فرمان ہو جس پر اُس کے ارادہ کے صاف صاف اظہار کے لئے ہم تکیہ کریں۔ زیف کے بَن میں آخری ملاقات کے وقت یونتن نے داؤد کو یہ پیغام دیا تھا۔ اس موقع پر وہ ایسے گویا ہُوا تھا کہ گویا خدا کا پیغامبر ہے۔ اُس کے الفاظ کو داؤد کے دل نے ایسے قبول کیا تھا جیسے خشک زمین پانی کو جذب کر لیتی ہے اور یہ الفاظ اُس کے تھکے ماندے دل میں بار بار گونجتے تھے۔ "تو مت ڈر میرے باپ ساؤل کا ہاتھ تجھ تک نہ پہنچیگا اور تو ہی اسرائیل کا بادشاہ ہوگا۔ اور میں مرتبہ میں تجھ سے بعد میں ہونگا" اُس نے یہ بھی کہا کہ ساؤل کا خیال بھی یہی ہے۔ اور میرے باپ ساؤل کو بھی اس بات کا یقین ہے+

علاوہ ازیں وہ جانتا تھا کہ خدا نے مجھے کیا کچھ قوت اور قابلیت بخشی ہے کہ اُس بادشاہت کی ٹوٹی کشتی کا ناخدا ہنکر اُس کو سلامتی کی جگہ میں پہنچا دوں۔

جب واقعات سے خدا کے وعدہ کی تائیدیں ہونے لگیں تو اُس کو پورا یقین ہو گیا کہ میری زندگی کے متعلق خدا کا کوئی بڑا ارادہ ہے اور اُس نے اپنے دل میں قطعی فیصلہ کر لیا۔ کہ میں صبر سے خداوند کا انتظار کرونگا۔ تاکہ جو کچھ اُس نے فرمایا ہے اُس کو پورا کرے اور خود بادشاہت حاصل کرنے کے لئے اُنگلی تک نہ اُٹھاؤنگا۔ یہوواہ نے وعدہ فرمایا تھا اور وہ اُس کو پورا بھی کریگا جب کبھی اُس کو تخت پر قوم کا مسلّمہ بادشاہ ہو کر اجلاس کرنا نصیب ہو تو وہ تخت شروع سے آخر تک الٰہی انعام اور الٰہی کام کا ہو۔ کوئی امر خدا کے اس فرمان کا جھٹلانے والا نہ ہو کہ :-

"میں نے اپنے بادشاہ کو وہ مقدّس صیحون پر بٹھلایا ہے"۔

دو عجیب واقعے۔ عین جدی۔ ایک دن دوپہر کو عین جدی کے محکم مکانوں اور بیابان میں ساؤل تین ہزار چُنے ہوئے جوانوں کے ہمراہ داؤد کی تلاش میں پھر رہا تھا۔ وہ ایک عجیب اتفاق سے داؤد کے قابو چڑھ گیا۔ گرمی ایسی سخت تھی کہ دم گھٹتا تھا۔ سورج کی کرنیں تلوار سی تیز تھیں۔ اور شاید سوائے چھپکلیوں کے سارے جاندار سایہ دار جگہوں میں پناہ گزیں ہو گئے تھے۔ شاید اس وجہ سے یا شاید حریف سے بھاگنے کے لئے داؤد اپنے ہمراہیوں سمیت غار کے عین اندر جا گھسا تھا۔ اُسی غار میں ساؤل بھی آ گیا۔ اُس کے ہمراہی جوان آگے پیچھے تھے۔ اندر اور باہر انتہا درجہ کی خاموشی اور تنہائی دیکھ کر اُسے اپنے باڈی گارڈ کی ضرورت بھی محسوس ہوئی وہ غار کے مُنہ پر کچھ دیر ٹھیرا رہا۔

ڈاکٹر ٹامسن کا بیان ہے۔ کہ دن میں دوپہر کے وقت یہ غار میں شب دیجور کی طرح تاریک رہتی ہیں اور تیز سے تیز نظر پانچ قدم اندر کو اچھی طرح دیکھ نہیں سکتی۔ لیکن جو شخص دیر تک اندر رہا ہو اور غار کے منہ کی طرف دیکھتا ہو۔ اُس طرف جو کچھ واقع ہو وہ بخوبی دیکھ سکتا ہے۔ سورج کی سخت شعاع سے جو چونیدار چٹانوں پر پڑتی تھی۔ ساؤل اور بھی چندھیا

گیا۔ اور اُن لوگوں کو جو غار کے اندر کھڑے تھے بالکل دیکھ نہ سکا۔ حالانکہ وہ اندر سے اُس کی ایک ایک حرکت کو بخوبی دیکھتے تھے۔ شاہ اسرائیل کو خیال تک نہ آیا ہوگا کہ چھ سو بہادروں کی آنکھیں کس دلچسپی سے مجھ پر لگی ہیں۔ اور میں کس خطرہ میں ہوں! لیکن داؤد کے رفیق جذبہ سے مغلوب ہو رہے تھے +

داؤد کے لئے یہ کیسا سُنہلا (اور ظاہر میں خداداد) موقع تھا کہ برچھی کی ایک ضرب سے اپنی مصیبتوں اور صحرا نوردی کا خاتمہ کرے۔ اُس کے رفیقوں نے اُس کے کان میں کہا کہ موقع ہاتھ سے جانے نہ دو کیا اس سے اچھا کوئی اَور موقعہ ہو سکتا ہے؟ جو شخص تمہاری جان لینے کے درپے رہا ہے اور جو یہاں اسی مطلب سے آیا ہے۔ اب تمہارے قابو میں ہے۔" جو لوگ ہماری جان لینے کے درپے ہوں اُن کی جان لینا خدا کی شرع بھی جائز ٹھہراتی ہے۔ خدا اُس کو یہاں اسی لئے لایا ہے کہ تم اپنی ایذا رسانیوں کی تلافی کرو اور اُس کو ایذا پہنچانے نہ دو۔"

داؤد نے بڑی مشکل سے اُن کو اُس منصوبے سے باز رکھا۔ حالانکہ یہ کام سہل نہ تھا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ داؤد کو اُن پر کیسی قدرت حاصل تھی۔ داؤد نے اپنے جذبہ کو بھی جو آگ کی طرح اُس کے رگ و ریشہ میں شعلہ زن تھا دبائے رکھا اور صرف ساؤل کی چادر کا کرنہ کاٹ لیا۔ تاکہ بعد میں اُس کو یقین دلا سکے کہ وہ کس طرح اُس کے قابو میں ایک تھا۔ اس اس پر بھی۔ جب ساؤل وہاں سے چلا گیا اور داؤد کے رفیق اُس کے گرد فراہم ہو کر اُس کی کمزوری پر طعن اور تشنیع کرنے لگے تو اُس کا دل بے چین ہُوا اور اُس نے اُن سے کہا۔ "خداوند یہ نہ ہونے دے کہ میں اپنے صاحب پر جو خداوند کا مسیح ہے ایسا کام کر کے اپنا ہاتھ بڑھاؤں جس حال کہ وہ خداوند کا مسیح ہے" +

حکمیلہ۔ اس جگہ پہلے ایک موقع پر داؤد قریباً پھندے میں آ گیا تھا۔

اب کے صورت دگرگوں تھی۔ پھر ساؤل ایک بڑی تاشیر سے تحریک پاکر جس کا ذکر اگلے باب میں ہوگا "تین ہزار چنے ہوئے اسرائیلی جوان اپنے ساتھ لے کے" داؤد کی تلاش میں نکلا۔ شاہی لشکر کی جگہ ٹھیک ٹھیک دریافت کرکے داؤد ایک پاس والی پہاڑی پر گیا تاکہ اُس کا خود ملاحظہ کرے۔ اُس نے دیکھا کہ باہر کی طرف گاڑیوں کا ایک حلقہ بندھا ہُوا تھا۔ اُس کے اندر سپاہیوں کا ڈیرا تھا۔ اور وسط میں ساؤل اور ابنیر قیام پذیر تھے۔ لیکن پہرہ کا انتظام ٹھیک نہ تھا۔ اور حریف کے اچانک حملہ کے لئے کسی قسم کی پیشبندی نہ تھی +

داؤد کے دل میں دفعۃً خیال آیا اور اُس نے ابشئی اور اخی ملک حتی سے صلاح کی کہ رات کو لشکرگاہ میں چلیں۔ ابشئی خوشی سے اُس کے ساتھ ہولیا اور چاند کی روشنی میں پہاڑی سے اُتر کر اور نالہ سے پار ہوکر گاڑیوں اور سپاہیوں کی صفوں میں سے گذرتے ہوئے دونو بادشاہ کے پاس جا پہنچے اُس کے سرہانے دم کی دم ٹھہر کر چپکے چپکے کچھ باتیں کیں اور ساؤل کا نیزہ اور پانی کی صراحی اُٹھاکر چلتے بنے۔ "اور کسی آدمی نے نہ دیکھا اور نہ جانا اور نہ کوئی جاگا۔ کیونکہ وہ سب کے سب سو رہے تھے۔ خداوند کی طرف سے بھاری نیند اُن پر آئی تھی" +

ساؤل پھر اُس کے قابو میں آیا۔ لیکن داؤد نے ضبط کیا۔ ابشئی اس کا مطلب سمجھ نہ سکا۔ اُس کے نزدیک تو یہ بالکل معمولی اور قدرتی بات تھی کہ جو شخص اُس کی جان لینے کے درپے ہو اُس کو مار ڈالے۔ ہاں اگر داؤد کو خود قتل کرنے میں کوئی تامل ہو تو ہو۔ لیکن اگر ابشئی اُس کے دشمن جان کو قتل کردے۔ تو اُس کو تامل نہ چاہئے۔ جب بادشاہ پڑا سو رہا تھا۔ تو اُس کے سرہانے کھڑے ہوکر ابشئی نے داؤد کو چپکے چپکے بہت سمجھایا اور اُسے کہا کہ خدا نے آج کے دن تیرے دشمن کو تیرے قابو میں کردیا۔ اب حکم ہو تو میں اُسے نیزے میں چھید لوں اور ایک ہی ضرب میں اُس کا کام ایسے تمام کرونگا

کہ اُس کے لبوں سے فغاں تک نہ نکلے اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ لیکن داؤد نے اُس کی ایک نہ مانی ۔

اُس وقت داؤد نے یہ جواب دیا کہ "نہیں میں اس کام میں شریک ہوؤنگا کون ہے جو خداوند کے مسیح پر ہاتھ اُٹھائے اور بے گناہ ٹھیرے۔ خداوند آپ اُس کو ماریگا یا اُس کا دن آئیگا کہ وہ اپنی موت سے مریگا۔ یا وہ جنگ پر چڑھیگا اور مارا جائیگا۔ لیکن میرے ہاتھ اُس کی زندگی کو کوتاہ کرینگے میں خدا کے وقت کا منتظر رہونگا" ۔

ان دو موقعوں پر داؤد نے ایسی بہادری اور شرافت کا اظہار کیا جو ہیرو (سورما) اور سینٹ (مردِ مقدس) کے شایاں ہے۔ وہ اپنے دشمن کے مقابلہ میں کسی قسم کا کمینہ فائدہ نہیں اُٹھانا چاہتا تھا۔ وہ بدی کا بدلہ لینا بھی نہیں چاہتا تھا ... زبردست دلیل اور منطق کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ کہ موقعہ سے مراد اجازت اور اجازت سے مراد آزادی ہے۔ اُس نے اپنی رُوح کے جوش کو فرو کیا۔ شیطان کی آزمائش پر غالب رہا۔ الٰہی ارادے کے آپ ہی آپ ظاہر ہونے کا منتظر رہا گو اُس میں کتنی ہی دیر کیوں نہ لگے ۔

خدا کا انتظار کرنے سے مزاج میں کیا اثر ہوتا ہے۔ ارتکاب جرائم میں اُس سے طبیعت رُکتی ہے۔

اگر داؤد اپنے رفیقوں کی بات مان کر ساؤل کی جان پہ دست درازی کرتا۔ تو اُس کے دل میں سخت تاسف اور بے چینی ہوتی۔ اُس کی بربط سے خوش آہنگی بالکل جاتی رہتی۔ بعد میں اُس کی زندگی کے ایک تاریک دن میں شمعی کی لعنت کے لئے کوئی معقول وجہ ہوتی۔ لیکن گو اُس کی لعنت سے اُس کا دل چھد گیا۔ مگر اُس کا کانشنس بے خلش رہا۔ خدا کے حضور میں جب اُس نے اپنے دل کو پرکھا تو وہ جانتا تھا کہ ابی سلوم کی بغاوت اور اُس تخت لینے کا منصوبہ میرے ساؤل کے ساتھ بدسلوکی کرنے کا بدلہ نہیں جیسا کہ شمعی

نے اشارہ کیا۔ یہ تو سچ ہے کہ حبرون کے بازاروں میں تاجپوشی کے نعرے بلند ہونے سے پیشتر اُسے ہراس وفکر کے کئی مہینے گذارنے پڑے لیکن وہ ایسی جلدی فراموش ہو گئے جیسے برف دریا میں گھل جاتی ہے اور پھر کسی امر کا تاسّف نہ تھا۔ کانشنس میں کوئی خلش نہ رہی۔ اُس کے خوشی کے پیالہ کی تہ میں موت کی صورت نظر نہ آتی تھی۔ اے دل مطمئن رہ۔ خدا کا انتظار کر۔ یہ تجھے ایسے افعال واقوال سے باز رکھیگا کہ جو اگر عمل میں آئیں تو تیری باقی زندگی پر سایہ ڈالینگے +

اس سے جُراَت پیدا ہوتی ہے۔ یہ رُوح کیسی دلیر تھی جس نے بادشاہ کے پیچھے چلانے اور اُس کی چادر کا کونہ کاٹنے کی جراَت کی۔ جس نے اُس کی فوج کے سب سے بہادر مردوں سے مُنہ چیتے کی مانند جس سے ایک خائف ہوگیا۔ آہ جو شخص الٰہی ارادہ کے مطابق زندگی بسر کرے اُسے کیسی کامل ہمت کا بھید حاصل ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کوئی ہتھیار اُس کے خلاف کارگر نہ ہوگا۔ اور ہر ایک زبان جو عدالت میں اُس کے خلاف اُٹھے مطعون وملعون ٹھہریگی۔ وہ سوائے بدی کرنے اور خدا کو رنجیدہ کرنے کے اَور کسی بات سے نہیں ڈرتا۔ اگر مقررہ راہ پر چلتے چلتے وہ دفعتہً کسی ٹیلے پر آپہنچے جس سے نیچے اُترنا ضرور ہے تو وہ اُس میں تامل نہیں کرتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ فرشتے نیچے پھر رہے ہیں۔ اور یہ کہ اُسے اپنے ہاتھوں سے سنبھال لیں۔ تاکہ اُسکے پاؤں کو کسی پتھر سے ٹھیس نہ لگے +

اِس سے تسلی اور آرام ملتا ہے۔ ایسے تجربوں میں داؤد نے سینتیسواں زبور تصنیف کیا اور یہ زبور اگرچہ لکھا بعد میں گیا تاہم اس سے ہمیشہ کچھ ایسے تجربوں کے نتائج مستخرج ہوتے ہیں۔ بڑھاپے کی پختہ دانش ان اقوال کو جمع کرتی ہے۔ جو جوانی کی آگ میں پرکھے اور صادق پائے گئے ہیں :-

"بدکاروں کے سبب تُو مت کُڑھ +

بُرے کام کرنے والوں سے حسد نہ کر +

کیونکہ وہ جلدی گھاس کی مانند کاٹ ڈالے جائینگے اور ہرے سبزے کی طرح مرجھا جائینگے" +

اس زبور کی نصیحتیں کہ خدا پر بھروسہ رکھو۔ خداوند میں شادمانی کرو۔ اپنی زندگی کی راہ خدا پر چھوڑ دو۔ خداوند میں آرام کرو اور صبر سے اُس کا انتظار کرو۔ اور بالخصوص یہ تاکیدی فرمان کہ مت کُڑھ۔ اگر داؤد کی زندگی کے اِن عجیب واقعات کی جو بیان ہوچکے) روشنی میں پڑھے جائیں تو اُن کے معنی اَور ہی نئے اور مؤثر معلوم ہوتے ہیں۔ الٰہی ارادہ کے مطابق زندگی بسر کرو۔ اپنے لئے فکر مند نہ ہو۔ بلکہ اسی لئے کہ خدا کا کام سرانجام پائے۔ یہ امر یقینی ہے کہ اگر تجھے خدا کے کاموں کی فکر ہو تو وہ تیرے تمام کاموں کی فکر رکھیگا دودھ سے چھڑائے ہوئے بچہ کی طرح مطمئن رہ۔ اس کے ساتھ رہ۔ چپکا رہ۔ اور بھروسہ رکھ۔ خدا تیری زندگی کے مقصد کو پورا کر رہا ہے۔ تو اُس سے عجلت کرا نہیں سکتا اگر تو جوش کو آپ پر غالب آنے دے۔ تو بے فائدہ اپنی رُوح کی قوت کو ضائع کریگا۔ خدا اپنے وقت میں۔ مناسب وقت میں۔ تجھے تیرے دل کی تمنا دیگا +

اس سے اَور لوگ توبہ کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ جب داؤد نے ایسی خود ضبطی کامل وفاداری اور سچی محبت کا اظہار کیا۔ جب اُس نے اپنی بے قصوری ایسے صاف طور سے ثابت کی۔ جب اُس نے اُن الزاموں کی بطالت ظاہر کی جو اُس پر لگائے گئے تھے۔ جب اُس نے ایسی صدق دلی اور ادب سے دُنیا کی غلط بیانیوں اور عیب جوئیوں سے پھر کر الٰہی منصف کے فیصلہ کیطرف رجوع کیا۔ تو بدبخت بادشاہ چلّا چلّا کر رویا اور اُس نے اقرار کیا کہ مَیں بے وقوف ٹھہرا اور میں نے سخت غلطی کی۔ ساؤل نے داؤد کی شرافت کو پہچان لیا۔ وہ پُرانی بہادر خصلت جس نے جوانی کے دنوں میں ساری قوم کو گرویدہ کر لیا تھا ایسے زور سے ظاہر ہوئی جیسے بجھنے سے پیشتر بتّی شعلہ زن ہوتی ہے۔ یہانتک کہ اُس نے اعتراف کیا کہ میرے بعد داؤد بادشاہ ہوگا۔ داؤد کی ایسی برداشت اور تحمل ہی کے باعث نہ کہ کسی اَور چیز سے ساؤل توبہ کے اتنا نزدیک پہنچ سکتا تھا +

اب بھی ہم لوگوں کو اپنی طرف اسی طرح کھینچتے ہیں۔ ہم حقیقت میں تبھی فتحمند

ہوتے ہیں۔ جبکہ ظاہر میں اَوروں کے پاس خاطر سے اپنی بات چھوڑ دیں۔ اور تبھی ہم اصلی فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ جبکہ اُسے ناجائز طریق سے اُٹھانے سے انکار کر دیں۔ جو شخص خدا کا انتظار کر سکتا ہے وہ صاحب قوت ہے اور اَور لوگ اُس کی قوت کے معترف ہو کر اُسکے آگے سر تسلیم خم کرینگے۔ خدا کے بلند و شریف اصولوں کے تابع ہونا اپنے تحت میں ایسے سپاہی رکھنا ہے جو ہمارے فرمان پر اندر باہر آتے جاتے اور ہمارے احکام بجا لاتے ہیں +

پندرھواں باب

کوش بینامینی

(۱سموئیل ۲۶ : ۱ + زبور ۷)

پچھلے باب میں جن واقعات کا ذکر ہُوا اُن کے بعد ہی ساؤل کا پھر داؤد کی تلاش میں نکل کھڑا ہونا ہمیں کچھ کچھ حیرت میں ڈالتا ہے۔ بمقام عین جدی تو اُن کی باہم پوری مصالحت ہو گئی۔ ساؤل نے خود اقرار کیا کہ میری نسبت داؤد زیادہ راستباز ہے۔ ہاں تسلیم کیا کہ داؤد نے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے۔ اُس نے دعا بھی کی کہ خدا داؤد کو اُس کا اجر دے اور داؤد کو یقین دلایا کہ تو بیشک بادشاہ ہو گا یہاں تک کہ اُس نے داؤد سے کہا کہ تو مجھ سے خداوند کی قسم کھا کے یوں کہہ کہ میں بعد تیرے تیری نسل کو ہلاک نہ کرونگا اور تیرے باپ کے گھرانے میں سے تیرے نام کو نہ مٹا دونگا۔ (۱سموئیل ۲۴ : ۲۱) تاہم تھوڑے ہی عرصہ بعد وہ میدان کارزار کی راہ لیتا ہے +

اس تلوّن مزاجی کی وجہ شاید مرض تھا جس کا اُسے گاہے گاہے دورہ ہوتا تھا۔ لیکن اس کی تشریح ایک مفسر نے اَور ہی طرح کی ہے۔ جو زیادہ صحیح

معلوم ہوتی ہے اور جب سے ساتویں زبور کے نئے اور زیادہ صاف معنی روشن ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر مکلارن جن کی تفسیر مزامیر ایک مستند تصنیف مانی گئی ہے۔ ساتویں زبور کو داؤد کی تواریخ کے اسی حصہ سے منسوب کرتے ہیں۔ اور ساؤل کا تلوّن اُس سے صاف ظاہر ہوتا ہے +

اس زبور کا عنوان اس طرح پر ہے کہ داؤد کا شجایون جو اُس نے خداوند کے حضور گایا یہ گیت بالکل بے وزن ہے۔ اور کوہستانی نالہ کی طرح۔

پہاڑوں پہ سر کو پٹکتا ہُوا چٹانوں پہ دامن جھٹکتا ہُوا
بلندی سے گرتا گراتا ہُوا نشیبوں میں پھرتا پھراتا ہُوا

وہ مصنّف کے جذبۂ دل کا اظہار کرتا ہے۔ ہمیں بھی یہ شجایون سُر میں اکثر الابنی پڑتی ہیں۔ گاتے گاتے اکثر آہ و فغاں ہمارے مُنہ سے نکل جاتا ہے۔ لیکن ہم اچھا کرتے ہیں کہ اگرچہ بے وزن اور بے سُر ہی سہی۔ تاہم گاتے تو جاتے ہیں۔ خوش ہیں وہ لوگ جو ہر قسم کے غمناک اور تلخ تجربہ میں بھی خداوند کے حضور گا سکتے ہیں +

اس زبور کا عنوان یہ ہے کہ کوش بنیامینی کی باتوں کی بابت۔ یہ کوش کون تھا؟ اس لفظ کے اصلی معنی سیاہ کے ہیں۔ شاید اُس کا اشارہ بدن اور بالوں کے رنگ کی طرف ہے اور کسی سیاہ فام بنیامینی کو حقارت سے یہ نام دیا گیا ہو۔ بعض کا خیال ہے کہ داؤد نے یہ نام ساؤل کو دیا تھا۔ لیکن یہ خیال سراسر غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ داؤد خداوند کے ممسوح کا نام ہمیشہ عزّت اور ادب سے لیتا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ اشارہ شمعی کی طرف ہے۔ شمعی وہ بنیامینی ہے جس نے بادشاہ کی مصیبت کے وقت میں اُس کو سخت گالیاں دیں اور جس کی گالیاں سُن کر داؤد نے تو صبر کیا اور اپنے آپ کو بالکل الٰہی مرضی پہ چھوڑ دیا لیکن ابیشی سخت طیش میں آگیا۔ لیکن اس زبور کا طرزِ بیان اور الفاظ ایسے صاف طور سے داؤد کی زندگی کے اس حصہ سے متعلق معلوم ہوتے ہیں کہ یہ خیال بھی کچھ وزن نہیں رکھتا +

اس زبور پر بخوبی غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے الفاظ اُس وقت کی گفتگو سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں جو غار عین جدی سے باہر اور پھر کوہ حکیلہ پر داؤد اور ساؤل کے مابین ہوئی +

بلا ریب اُن میں ایسی مشابہت اور مطابقت پائی جاتی ہے کہ ہم بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ یہ زبور اُس وقت لکھا گیا جب گذشتہ باب کے مندرجہ واقعات وقوع میں آئے۔ ان واقعات اور زبور کا مقابلہ کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوش ساؤل کا ہمراز دوست اور رفیق و ہمدم تھا۔ اور وہ ہمیشہ بادشاہ کو داؤد کی طرف سے بدظن کرتا رہتا تھا۔ جب کبھی ساؤل اس کے اثر سے الگ ہوتا اور داؤد کے شریف اثر میں آتا تو وہ اپنی کینہ جوئی کا خیال چھوڑ دیتا اور پہلی دوستی اور بہادری کا اعتراف کرتا تھا۔ لیکن جونہی وہ اپنے محل کو واپس آتا اور کوش کی صحبت میں پڑتا تو اُس کی سیرت کا کمزور حصہ اُس پر غالب آجاتا اور وہ الہٰی ارادہ کے توڑنے کی کوشش کرتا تھا۔ یوں وہ گیند کی طرح کبھی داؤد کی طرف آتا تھا۔ اور کبھی کوش کی طرف۔ ابھی تو داؤد کی تاثیر سے وہ مائل بہ رحمت ہے اور ابھی کوش کے اثر سے مائل بہ کینہ +

ان سطور کے بعض ناظرین اپنے تلخ تجربہ سے سمجھ سکینگے کہ اِس سے داؤد کے دل کی حالت کیا تھی اور اُس کی جان کیسی غمناک تھی۔ تمہاری زندگی کے حلقہ میں بھی ایک کوش ہے۔ جو تمہاری نسبت بے بنیاد اور جھوٹی باتیں مشہور کرتا پھرتا ہے۔ وہ اُن لوگوں کے دل تمہاری طرف سے زہریلے کر رہا ہے جو تمہارے خیر خواہ اور مہربان ہیں اور تمہارے پاک سے پاک اور بے عیب سے بے عیب افعال و اقوال پر بھی رنگ آمیزیاں کرتا اور اُن کے اُلٹے معنی نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسے لوگ آجکل بھی سوسائٹی میں پائے جاتے ہیں اور خدا کے بندوں کو ویسی ہی تکلیف پہنچاتے ہیں۔ جیسے عین جدی کے بن میں داؤد کو۔ ہمیں سیکھنا چاہئے کہ ایسوں سے کیسے پیش آئیں +

۱۔ اپنے دلوں کو جانچو کہ کہیں ان عیب جوؤں کے الزام کی کوئی وجہ تو نہیں۔ یہ ممکن ہے کہ ان دل دکھانے والے الفاظ میں بہت کچھ صداقت ہو جس کو بادی النظر میں تم تسلیم نہیں کرتے۔ ایسے الفاظ کو بھول جانے یا اُن کی پرواہ نہ کرنے سے پیشتر کیا یہ بہتر نہیں کہ تم اُن کی نسبت اپنی تسلی کر لو۔ شاید اِن حاسد آنکھوں نے تمہاری سیرت کی

کوئی کمزوری دیکھ لی ہے جس کی آگاہی تمہارے عزیز احباب کو ہے لیکن وہ تمہیں بتانے سے تامل کرتے رہے ہیں۔ کیونکہ محبت محبوب کی کمزوریوں کو فوراً پہچان لیتی ہے لیکن اُس کا اظہار یا زجر و توبیخ نہیں کرتی۔ صرف الٰہی محبت ہی اپنے دوستوں کے پاؤں دھونے کے لئے کمر باندھ لیتی ہے۔ کسی گمنام خط کے پھاڑنے یا کسی الزام و تہمت کی طرف سے جو سوسائٹی میں مشہور ہو رہا ہے بالکل بے پروائی دکھانے سے پیشتر بہتر ہے کہ تم مسیح کی مسند عدالت کے آگے حاضر ہوؤ اور اُس کی روشنی میں اپنے آپ سے دریافت کرو کہ کیا تم داؤد کے ہمزبان ہو کر کہہ سکتے ہو کہ

میری سپر خدا کے ساتھ ہے ۔

وہ اُن کو جن کے دل سیدھے ہیں رہائی دیتا ہے ۔

۲۔ اگر اُن کا الزام بے وجہ اور بے بنیاد ہے تو خوش ہوؤ! ۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ جب لوگ تمہیں بُرا بھلا کہیں۔ تمہیں ستائیں اور ہر طرح کی بُری اور جھوٹی باتیں تمہارے حق میں کہیں تو اولاً۔ ہر زمانے کے نبیوں اور مقدسوں کے تم جانشین ہو اور یقین رکھو کہ تم راہِ راست پر ہو۔ اور ثانیاً۔ اِس سے مسیح کے صریح فرمان کے بموجب تم ایسی برکتیں حاصل کرو گے جو دُنیا کی تمام خوشیوں سے عمدہ اور گراں بہا ہیں ۔

خدا کا ہمیں کیسے شکرگذار ہونا چاہئے کہ جس بات کا ہم پر الزام لگایا جاتا ہے اُس نے اُس کا سچ مچ قصوروار ہونے سے ہم کو بچائے رکھا۔ ہو سکتا ہے کہ ہم ایسا فعل کر بیٹھتے اور شاید کچھ اُس سے بھی بدتر۔ اُس کے فضل ہی سے ہم اس گناہ کے کرنے سے بچ رہے یہ دعائیں ہمیشہ ہماری خوشی کا باعث ہونی چاہئیں۔ ضمیر صالح اور ہمارے دلوں میں اُس کی رُوح کی شہادت ۔

۳۔ خدا کی راست عدالت کی پناہ لو ۔ ہم اُس کے خادم ہیں۔ اور اگر وہ ہم سے خوش ہو تو پھر ہم خدمتوں کی عیب جوئی سے ہم شکستہ دل کیوں ہوں؟ جن جن جگہوں میں ہم ہیں وہاں اُسی نے ہمیں رکھا ہے اور اگر وہ ہمیں وہیں رکھنا چاہتا ہے تو لوگ جو چاہیں کہیں اور جو چاہیں کریں ہم وہاں سے بال بھر نہیں ہلنے کے آخر کار ہمیں پرواہ ہی کیا ہے کہ انسان ہماری عدالت کرے۔ کیونکہ ہم آپ اپنی عدالت

نہیں کرتے بلکہ جو ہماری عدالت کرتا ہے وہ خداوند ہے۔ ٹھیک ٹھیک فیصلہ وہی دے سکتا اور وہی ہماری زندگی کی قدر بتا سکتا ہے۔ کیونکہ ہمارے دل کی چھپی باتیں جن سے راستی یا ناراستی کا پتا ملتا ہے صرف اُسی پر ظاہر ہیں +

۴۔ جسمانی زندگی کو بالکل چھوڑ دو۔ ہم ان نامہربان اور تہمت وہ الفاظ سے جو بالکل بے بنیاد اور بے مجت ہیں۔ کیوں غم کھاتے ہیں؟ کیا اِسی لئے نہیں کہ ہم انسان کی تعریف وتحسین کی بہت قدر کرتے ہیں؟ کیا رد ہونے اور مطعون ٹھیرنے سے ہم نہایت ڈرتے نہیں؟ کیا دنیا ابھی تک ہم میں نہیں رہتی اور ہمارے اس طرح پر شرم اور طعن سے ڈرنے سے ہم پر اپنی گرفت کا اظہار نہیں کرتی؟ کیا یہ ہمارا دنیا کے لئے مصلوب ہونا اور دنیا کا ہمارے لئے مصلوب ہونا ہے؟

اگر سچ مچ ہم کچھ نہ ہوں اور خدا سب میں سب کچھ ہو۔ اگر ہماری اندرونی زندگی میں رُوح اور خدا کا نرہ حکمران ہوں۔ اگر ہم جسم اور اُس کی حبت اور شہوت کے نزدیک مُردہ لیکن صرف خدا کے نزدیک زندہ ہوں تو پھر یقیناً ہمیں اس امر کی چنداں پروا نہ ہوگی کہ بے وقوف اور گنہگار لوگ ہمارا نیک نام کس طرح سے لیتے ہیں۔ یہاں ایک گہری موت کا اظہار ہے۔ جس کے سمجھنے کی ہم کوشش کریں۔ ہمیں واجب ہے کہ ہم خاک میں بیٹھنا سیکھیں۔ اور یسُوع کی طرح جس نے اپنے خلاف گنہگاروں کی تردید گوارا کی اور جس کی نسبت اُنہوں نے کہا کہ وہ دیوؤں کے سردار بعل زبول کا شریک ہے اپنی نیک نامی کے نزدیک مر جائیں +

ہمیں چاہئے کہ ہم موت کو اُن تمام صورتوں میں اختیار کریں جن سے ہمارا خداوند واقف تھا۔ تاکہ موت میں اُس کے شریک ہو کر قیامت (جی اُٹھنے) میں بھی ہم اُس کے شریک ہوں +

۵۔ صبر و انتظار کرو کہ خدا تمہارے نیک نام کو ظاہر کرے۔ جو جھوٹا الزام یا عیب ہم پر لگایا جائے وہ دنیا کی بُرائی کا ایک حصّہ ہے اور اس امر کا اظہار کہ دنیا میں بدی ہے۔ اس سے خدا کو غم اور فکر ہوتی ہے۔ یہ اُس بوجھ کا حصّہ ہے جو خداوند برابر اُٹھائے ہے۔ ہمارے لئے اُس کا مقابلہ کرنا یا اُسے دور کرنا ناممکن

ہے۔ بدلہ لینا رائگاں ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم یسوع کی طرح بڑی حلیمی سے چھوٹے الزام دینے والے کو کہیں کہ اپنے بے بنیاد الزام کو ثابت کرو۔ یا ثابت قدمی سے ہم الزام سے انکار کریں۔ لیکن جب ہم ایسا کر چکیں اور اُس سے کچھ فائدہ معلوم نہ ہو تو ہم صبر سے انتظار کریں کہ خدا خود ہمارا بدلہ لے اور ہماری اصلی سیرت کو ظاہر کرے +

اُن نیم روشن دنوں میں بھی داؤد نے ایسا ہی کیا۔ اُس نے اپنی اپیل اُس راست خدا کے حضور کی جو دلوں اور گردوں کا جانچنے والا ہے۔ داؤد کو یقین تھا کہ خدا اپنے ہتھیار لگائے گا اور جو لوگ اُس کے مقدسوں کے خلاف نفرت کا اظہار کرنے سے تائب نہیں ہوتے اُن پر وہ اپنی تیز تلوار چلائیگا اور تیروں سے کام لیگا۔ زبور نویس کو اس اٹل قانون کی پوری پوری فہمید تھی کہ بدوں کی بدی ختم ہوگی۔ کہ اُن کی شرارت اُن کے اپنے سر پر آ پڑیگی۔ کہ مقدسوں کو پھنسانے والے خود اپنے گڑھے میں گرینگے۔ حالانکہ مقدس ثابت قدم ہونگے۔ اور اُن کی نیک سیرت ظاہر ہوگی۔ یسوع نے ایسا ہی کیا۔ "نہ وہ بُرا بھلا سُن کر بُرا کہتا تھا اور نہ دُکھ پا کر کسی کو دھمکاتا تھا بلکہ اپنے آپ کو سچے انصاف کرنے والے کے سپرد کرتا تھا" +

سچی اور مصلحتانہ حکمت عملی (پالیسی) یہی ہے۔ چُپکارہ۔ غصہ کو جگہ نہ دے۔ اُس رُوح کی ہلاکت پر فکر کر جس سے یہ الفاظ نکلتے ہیں۔ اپنے نقصان کی اتنی فکر نہ کر جتنی اُس کی ہلاکت کی۔ وہ تو قابل رحم ہے۔ تیرے دل میں اُس کی طرف سے ہمدردی اور محبت پیدا ہو۔ اگر وہ بھوکا ہے اُسے کھانے کو دے۔ اگر وہ پیاسا ہے اُسے پینے کو دے۔ اپنی نیکی سے اُس کے دل کی بدی پر غالب آنے کی کوشش کر۔ اور بدلہ اور سزا خدا پر چھوڑ دے۔ جو بیگناہوں اور بیکسوں کے لئے لڑتا پر بدن کو اُن کی بدی کی سزا وقت پر دیتا ہے +

سولھواں باب

گرم سر پر ٹھنڈا ہاتھ

(۱ سموئیل ۲۵ باب)

آگ کی طرح یہ خبر چاروں طرف پھیل گئی کہ سموئیل مر گیا اور تمام اسرائیل اُس نبی اور مقدس کے لئے ماتم کرنے اور اُس کو آخری عزت دینے کے لئے فراہم ہوئے۔ اُس کی خدمت اور زندگی کی قدردانی کے اعتراف میں اُس کو غیر معمولی عزت دی گئی۔ اور وہ رامہ میں بنیامین کی پہاڑی پر اپنے مکان کے صحن میں دفنایا گیا۔ غالباً کچھ دیر کے لئے جنگ ملتوی کر دی گئی اور داؤد بھی اپنے آقا اور دوست کے جنازہ میں شریک ہونے کو آیا۔ تاہم اُس نے مناسب نہ سمجھا کہ ضرورت سے ایک لمحہ بھی زیادہ ساؤل کے نزدیک رہے اور وہ بہت جلد فاران کی طرف جو یہودیہ کے جنوب میں واقع ہے چلا گیا۔ ان سرحدی مقاموں میں جو بیشتر فلستیوں اور عمالیقیوں کی یورش سے میدان کارزار بن رہے تھے اب اُس کے آنے سے اطمینان اور سلامتی قائم ہو گئی تھی۔ بھیڑوں کے بال کترنے والے ہر طرح سے اُس کی حفاظت کے لئے احسانمند اور شکرگذار تھے۔ اس کا اظہار ان میں سے ایک نے یوں کیا کہ "اُن لوگوں نے ہم سے نہایت نیکی کی ہے کہ ہم نے نقصان نہ پایا اور جب تک ہم ان میں ملے رہے اور میدانوں میں تھے تب تک ہماری کوئی چیز گم نہ ہوئی بلکہ جب تک ہم اُن کے ساتھ بھیڑ بکری چراتے رہے تو رات کو اور دن کو بھی دیوار کی طرح ہم اُن کی پناہ میں تھے"۔

جب ان بال کترنے والوں کی ایسی خدمت کی گئی اور انہوں نے قبول بھی کی تو اُن لوگوں کے رواج کے بموجب یہ بالکل جائز اور درست تھا کہ اُس خدمت کا کچھ صلہ بھی ملے اور داؤد نے بالکل بجا کیا کہ دس جوان دولتمند نابال کی طرف اُس کی اقبالمندی کے

دلوں میں بھیجے کہ اُس کو یاد دلائیں کہ اُس دولت کے جمع کرنے میں داؤد اور اُس کے رفیقوں نے کیا حصہ لیا تھا اور اُس کی منت کریں کہ "جو کچھ تیرے ہاتھ آئے اپنے خادموں کو اور اپنے بیٹے داؤد کو عطا کر" نابال کے انکار کرنے پر داؤد کے دل کو سخت چوٹ لگی اور اس سے جو واقعہ ہُوا وہ نہایت دلچسپ ہے۔ نابال داؤد اور ابی خیل اس واقع کے موضوع لہٰ ہیں +

۱۔ نابال۔ نابال کی سیرت ان چار سطروں میں ظاہر کی گئی ہے۔ ہر سوسائٹی میں اس قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں جو اپنے ماتحتوں سے بہ غرور و تکبر پیش آتے۔ اقبالمندی میں اپنے آپ کو بھول جاتے۔ محفلوں میں متوالے رہتے اور ادبار میں ہمت ہار بیٹھتے ہیں۔ اُس کے ایک خادم نے جب اُس کی بیوی سے چپکے چپکے کہا کہ "وہ بلعال کا ایسا ہی بیٹا ہے کہ کوئی اُس کے آگے بات نہیں کر سکتا" تو اُس نے اُس کی سیرت کا کیسا ٹھیک خاکہ کھینچا +

مورخ لکھتا ہے کہ وہ بڑا آدمی تھا۔ اُس کی بڑائی اور عظمت کمینہ پن کی تھی وہ سیرت کی خوبیوں اور صفات حمیدہ یا شجاعت و بہادری کے اعتبار سے بڑا نہ تھا بلکہ بھیڑ بکریوں اور چراگاہوں کی وسعت کے سبب سے بڑائی اور عظمت چار قسم کی ہوتی ہے اے نوجوانو ان میں سے جو سب سے بہتر ہے اُس کو اپنی زندگی کے لئے چن لو۔ جائداد اور دولت میں بڑا ہونا اصلی بڑائی نہیں۔ کام میں بڑا ہونا اس سے بہتر ہے اس سے بھی بہتر عمدہ عمدہ خیالات پیدا کرنا اور اُن کو پھیلانا۔ لیکن سب سے بہتر سیرت میں بڑا ہونا ہے۔ ایسی بڑائی پانے کی کوشش کرو جس کی قدر آسمان بھی کرتا ہے۔ جب خود ضبطی رُوح القدس کی بھرپوری اور انسان کی خدمت باہم پیوستہ ہوں تو فرشتہ نے کہا کہ وہ خداوند کی نظر میں بڑا ہوگا" +

وہ احمق ہے۔ اُس کی بیوی نے اُس کی نسبت کہا کہ "وہ احمق ہے۔ جیسا اُس کا نام ہے ویسا ہی وہ ہے۔ اُس کا نام نابال ہے اور حماقت اُس کے ساتھ ہے" بیچاری عورت اُس کا افسوس بلاوجہ اور بلا سبب نہ تھا۔ وہ بڑی شیریں مزاج اور سمجھدار عورت تھی اور اگر نابال اپنی شیخی اور ترش گوئی سے زور بانہ عزت اور محبت کے آخری رشتہ کو نہ توڑ ڈالتا تو وہ اپنے خاوند کی نسبت ایسے الفاظ میں کبھی گلہ نہ کرتی۔ ٹھیک وہ اُس نادان کی

مثل تھا جس کا بیان خداوند نے ایک تمثیل میں سُنایا۔ کہ وہ اپنے کھلیانوں کی کثرت کے باعث آرام سے زندگی بسر کرنے کی توقع رکھتا تھا۔ رُوح کی ایسی ایسی خواہشیں اور آرزوئیں ہیں جو اچھے سے اچھے کھانے سے پوری نہیں ہوتیں۔ بعض ایسی تمنائیں ہیں جو اس یقین سے کبھی نہ مٹینگی کہ عمر بھر دن میں تین دفعہ کھانے کو ہمارے پاس کافی ذخیرہ ہے +

اس کے خادم نے کہا کہ "وہ مرد بلعال ہے"۔ اور داؤد کی درخواست کے انکار سے یہ بات بخوبی ثابت ہے۔ اُس کا جواب بڑا نامہربان اور گستاخانہ تھا۔ وہ ان امور سے تو بے خبر نہ تھا جو داؤد کی وحشت نوردی کا باعث تھے۔ اور اس کے اُس نے غلط اور اُلٹے معنی نکالے۔ اُس نے اشارتاً کہا کہ داؤد ساؤل کے خلاف بغاوت پیدا کر رہا ہے اور انکار کی وجہ ساؤل کی خیرخواہی اور وفاداری ظاہر کی اور یہ بھی کہا کہ میں اپنی روٹی اُن لوگوں کو دونگا جو میری خدمت کریں اور نہ اُن سُست مزاج اور آوارہ گرد مردوں کو جو بیکار پڑے پھرتے ہیں کہ جو کچھ مفت ہاتھ لگے اُس پر اوقات بسری کریں +

اپنی اس نامناسب اور نفلانہ تقریر پر اُسے ذرا بھی تاسف نہ ہُوا اور اُس کے نتائج کا بھی اُسے کوئی خیال نہ تھا۔ الفاظ کو مُنہ سے نکالتے ہی وہ اُن کو بھول گیا اور اُسی دن شام کو اُس نے اپنے گھر میں ایک شاہانہ ضیافت کی۔ مَے سے اُس کا دل مسرور تھا اور وہ ایسا دیوانہ سا بنا رہا کہ صبح تک اُس کی بیوی نے اُس کو بُرا بھلا کچھ نہ کہا +

۲۔ پُرجوش اور جلد باز داؤد۔ اس دل دُکھانے والے اور تکان وہ عرصہ میں داؤد کے مزاج کا خاصہ اُس کی خودضبطی تھی۔ وہ صبر سے خداوند کا انتظار کرتا تھا۔ سال بسال وہ خدا کے وعدہ پر قائم اور منتظر رہا کہ جس بات کی اُس نے اُمید لائی تھی اُس کو آپ پُورا کرے۔ جب اُسے صقلاج کو چھوڑنے یا اُسے چھوڑنے کا اشارہ ملا تب بھی اور دوسرے موقعوں پر بھی اُس نے بڑی غور و فکر سے کام لیا۔ نبی یا کاہن کو وہ ہمیشہ بلاتا اور خدا کی مرضی دریافت کرنے کی کوشش کرتا تھا اور اُس کے بغیر ایک بھی قدم آگے بڑھاتا نہ تھا اور دو موقعوں پر جب ساؤل بالکل اُس کے قابو میں آگیا تھا اُس نے اپنے آپ کو قابو میں رکھا۔ لیکن نابال کے اہانت آمیز الفاظ سُنتے ہی اُس کا

اپنے آپ پر قابو اور اُس کی خود ضبطی جاتی رہی۔ بڑے طیش اور جوش ہیں اُس نے اپنے ہمراہیوں کو حکم کیا کہ ہر ایک اپنی اپنی تلوار باندھے اور ایک ایک نے اپنی اپنی تلوار باندھی اور داؤد نے بھی اپنی تلوار حمائل کی اور قریب چار سو جوان داؤد کے ساتھ چلے۔ سنسان خاموش بیابان میں سے کوچ کرتے وقت غالباً وہ اپنے دل ہی دل میں اس طرح پر بحث کرتا ہوگا کہ ایسا کرنے میں میں راستی پر ہوں۔ کوئی وجہ نہیں کہ یہ شخص مجھ سے ایسے سلوک کرے اُس نے میرا نیکی کا بدلہ بدی دیا ہے۔ اور اب میری بے عزتی اور اہانت کرتا ہے۔ یہ نہیں ہونے کا۔ ضرور ہے کہ میں اپنی عزت قائم رکھوں اور سارے گرد و نواح پر ظاہر کروں کہ میں ایسی بے عزتی نہیں اُٹھانے کا۔ جو تکلیف میں اپنے بادشاہ کے ہاتھوں سے اُٹھا رہا ہوں وہ کسی اَور انسان سے گوارا نہیں کرنے کا +

اس وقت داؤد ایک ایسے ارتکابِ جرم کا اقدام کرنے پر تھا جو اُس کی ساری بعد کی زندگی پر سایہ ڈال دیتا۔ جوش و غصہ کے جلتے رہنے اور طبیعت کے جادۂ اعتدال پر آنے پر وہ اپنی غلطی پر متاسف ہوتا اور اُس کا دل آٹھ آٹھ آنسو روتا کہ ہائے میں نے کیوں بے فائدہ خون کیا اور اس کا بدلہ خداوند پر ہی کیوں چھوڑ نہ دیا۔ اس شرم۔ غم اور بے عزتی سے ایک خیریں مزاج اور شریف عورت ابی جیل نے اُس کو بچایا +

۳۔ ابی جیل۔ خوبصورت شفیع۔ ابی جیل بڑی دانا اور خوبصورت عورت تھی۔ اُس کی خوش سیرتی اُس کے بشرہ سے ہویدا تھی۔ یہ دونو صفتیں اکثر باہم نہیں ہوتیں۔ اکثر خوبصورت عورتیں دانش سے بے بہرہ ہوتی ہیں۔ جیسے کہ خوبصورت پرند خوش الحان نہیں ہوتے۔ لیکن دانش اور زیرکی جو بہ نسبت ذہنی خوبصورتی کے خالق خوبصورتی ہے۔ سادہ سے سادہ خط و خال پر خوبصورتی کا پرتو ڈال دیتی ہے +

یہ امر تعجب انگیز ہے کہ اکثر ابی جیلیں نابالوں کے پلہ پڑتی ہیں۔ خدا ترس۔ شریف۔ عالی خیال۔ پاکیزہ صفات خاتونیں ایسے شخصوں کے عقد ازدواج میں آتی ہیں جن سے اگر اُن کو دلی نفرت پیدا نہ بھی ہو تو بھی اُن سے کسی قسم کا خوشگوار تعلق پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہ رشتہ غالباً ابی جیل کی اپنی پسند کا نہ تھا۔ کیونکہ مشرق میں والدین اپنی بیٹیوں کے خاوند آپ پسند اور انتخاب کرتے ہیں۔ چھوٹی عمر میں ہی وہ نابال کے ہاں آئی اور

ناگوار رشتوں سے جکڑی گئی - اور طریق سے بھی - جبکہ کچھ کچھ اپنی پسند بھی ہو - واقعات کے دباؤ میں آکر - خوشامد سے دھوکے میں پڑ کر - اور دوستوں کی صلاح و تاکید سے کئی عورتیں ابی جیل کی حالت میں آپڑتی ہیں - ایسیوں کے لئے صرف ایک ہی نصیحت ہے - جہاں ہیں وہیں رہو - مزاج اور مذاق کا ایکساں نہ ہونا کوئی ایسی وجہ نہیں کہ تم اپنے خاوند کو اکیلے چھوڑ کر اُس سے علیحدہ ہو جاؤ - یقین رکھو کہ خدا نے تم کو ایسی حالت میں پڑنے کی اجازت دی ہے کچھ تو اسلئے کہ تمہاری سیرت کو اس آتشی پرکھ اور امتحان کی ضرورت تھی اور کچھ اسلئے کہ تم اپنا اثر ڈال کر اُس بندۂ خدا کی زندگی سدھارو - جہاں اور جس حالت میں ہو وہیں رہو - یہ ہو سکتا ہے کہ تمہیں ایک دن موقع ملے جیسے کہ ابی جیل کو ملا - اس اثناء میں اپنی پاک اور صاف ذات پر کسی قسم کا دھبہ لگنے نہ دو - تم اپنی جان کو ہمیشہ پاک اور صاف رکھ سکتے ہو - اپنے وقت کے منتظر رہو +

اگر یہ سطور کسی ایسی سمجھدار اور دیندار لڑکی کی نظروں سے گذریں جس کے دل میں یہ خواہش ہے کہ مجھے موقع ملے تو کسی ایسے شخص سے شادی کروں جس کے پاس گاڑی گھوڑے - شہر کے باہر کوٹھی ہو - ہر طرح سے آسودہ حال ہو - اُس کی سیرت اور چال چلن خواہ کیسا ہی ہو تو اُسے یاد رہے کہ اس غرض سے شادی کرنا الٰہی نمونہ اور فرمان کی بے حرمتی کرنا ہے - اور اس کا نتیجہ ایک ہی ہوگا - وہ اپنے خاوند کو اپنے پایہ تک اُٹھا نہ سکیگی - بلکہ اُس کی پستی تک جا گریگی +

نابال کے خادم اپنی بیگم کی عمدہ صفات سے واقف تھے اور اُن کو پورا بھروسہ تھا کہ ایسے نازک وقت میں وہ کمال دانش سے کام لیگی اور بلا کو سر سے ٹال دیگی - پس اُنہوں نے اُس سے سارا ماجرا بیان کر دیا وہ فوراً تاڑ گئی کہ موقعہ کیسا نازک ہے - اُسی وقت ہدیہ دیکر نوکروں کو اُس راہ پر روانہ کیا جس پر داؤد آرہا تھا اور آپ بھی گدھے پر سوار ہو کر روانہ ہوئی - دامانِ کوہ میں وہ اُن غاصبوں سے ملاقی ہوئی اور داؤد سے جو اُس کی ملاقات ہوئی وہ اُس کی دل کی پاکیزگی اور عقل کی درستی کی دلیل ہے - اس خوبصورت عورت کا داؤد کے پاؤں پر گرنا - اپنے خاوند کی غلطی کا اعتراف کرنا - داؤد کی حفاظت اور نیکی کے لئے شکر گذاری کا اظہار کرنا - اپنے ہدیہ کو ہلکا اور صرف

اُس کے خادموں کے لائق ٹھیرانا۔ اُس کے ارادہ کی قدر کرنا کہ وہ صرف خداوند کے لئے لڑائی کرے اور اپنے نام کو بے داغ بچائے رکھے۔ اُس وقت کی توقع کی طرف اشارہ کرنا کہ جب اُس کے دشمن پسپا ہونگے اور اُس کو کامیابی ملیگی۔ اس امر کا اشارہ ہے کہ اُس وقت وہ پسند نہ کریگا کہ اُس کی زندگی کی روشن پہاڑی پر کسی قسم کا سایہ چھا جائے اور کوئی بُری یاد اُس کو ستائے۔ یہ سب باتیں ایسی دانش اور خوبصورتی سے کہی گئیں اور ایک خاتون کے مناسب حال بھی تھیں کہ داؤد اپنے آپے میں آگیا داؤد کا یہ خاصہ تھا کہ وہ شریف اور کشادہ دل تھا اور اُس نے اس خاتون سے اپنی دلی شکرگذاری کا اعتراف کیا اور اُس کی شفاعت میں خدا کی مہربان گرفت دیکھی اور داؤد نے ابی جیل سے کہا کہ خداوند اسرائیل کا خدا مبارک ہے جس نے تجھے بھیجا کہ میرا استقبال کرے اور تیری صلاح مبارک اور تو مبارک ہے کہ تُو نے مجھ کو آج کے دن خون ریزی سے اور اپنے ہاتھ کے انتقام لینے سے باز رکھا۔

ہم کو بُری راہوں سے بچانے کے لئے خدا کن کن طریقوں اور خدمتوں سے کام لیتا ہے۔ یہ وسیلے بعض اوقات بڑے ہلکے اور چھوٹے اور خاموش ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ایک حلیم خاتون کے ہاتھ کی مس۔ ماں اپنی مادریت کی ہم کو یاد دلاتی۔ بیوی ہمارے پہلے وعدوں کی۔ بچہ اپنی حسرت بھری نگاہ سے ہمارے دل میں ہمدردی ڈالتا۔ بعض اوقات ایک خیال ہی ہمارے دل میں پاکیزگی ڈالتا ہمیں سمجھاتا اور تنبیہ کرتا ہے۔ کئی دفعہ اگر ہم ذرا احتیاط کرتے اور دوست کی بات سُن لیتے تو ایسے ایسے افعال سے بچے رہتے جن سے زندگی بھر کے لئے تاسف ہمارا دامنگیر ہوگیا ہے۔ ان آوازوں اور تاثیروں کے اوپر رُوح القدس کی مبارک تاثیر اپنا کام کر رہی ہے اور وہ ہماری بدخواہشوں اور خودغرضی سے جنگ کرتی اور ایک شریف زندگی بسر کرنے کی ترغیب دلاتی ہے۔ اے مبارک رُوح تو ہم پر اثر کر ہمیں نیز ہمیں ٹھیرا کر ہمیں توفیق دے کہ ہم تجھے چھوڑ کر اپنی راہ پر نہ چلیں بلکہ تیری ہدایت پر کاربند ہیں اور ہم ہمیشہ تک تیرے شکرگزار رہینگے۔

اس واقعہ کا انجام اچھا ہُوا نابال بیہوشی میں عدم کو سدھارا۔ اُس کی بیہوشی

کی وجہ یا تو اُس کی اوباشی تھی یا اس بات کا غصہ کہ اُس کی بیوی نے داؤد اور اُس کے رفیقوں سے ایسا خوش سلوک کیوں کیا۔ داؤد نے اس خاتون سے جس کا وہ اس قدر مشکور تھا شادی کی درخواست کی اور اُس نے بھی عاجزی اور شکر گذاری سے یہ درخواست منظور کر لی۔ حالانکہ وہ اپنے آپ کو اس عزت کے لائق نہ سمجھتی تھی اُس نے کہا کہ "دیکھ تیری خادمہ میرے خداوند کے نوکروں کے پاؤں دھونے کے قابل ہے"۔ میرے خیال میں اس زندگی میں یا آنے والی زندگی میں خدا کے تمام واقعات اسی طرح بہ خوشی انجام پاتے ہیں۔ یہ میرا مبارک اور اطمینان دہ عقیدہ ہے +

(اسموئیل ۲۷ باب)

جو مزامیر داؤد کی زندگی کے اس حصہ سے منسوب کئے جاتے ہیں۔ اُن سے غم اور اضمحلال پایا جاتا ہے۔ ان میں دسواں ۔ تیرھواں ۔ سترھواں ۔ پانچواں ۔ پچیسواں چوںتھواں اور شاید جالیسواں اور اُنتر ھواں زبور شمار ہو سکتے ہیں۔ ان مزامیر اکثر عام باتیں پائی جاتی ہیں۔ بیابان کا منظر زبور نویس کا مرغ شکاری کی طرح صیادوں کے آگے سے بھاگتے پھرنا۔ اُس کا اپنی بے قصوری پر زور دینا اور یہوواہ کی مدد کے لئے درخواست کرنا۔ اُس کا اپنے غم و رنج کا تلخی سے بیان کرنا۔ یہ باتیں ان زبوروں میں عام ہیں علاوہ ازیں ان میں مایوسی کا لہجہ پایا جاتا ہے +

"اے خداوند تو کیوں دُور کھڑا رہتا ہے؟ دکھ کے ایام میں تو کیوں آپ کو چھپاتا ہے؟" (۱۰: ۱) +

"اے خداوند کب تک تو مجھے بھولتا رہیگا؟ کیا ہمیشہ تک؟ کب تک تو اپنا

مُنہ مجھ سے چھپائیگا؟" (۱۳: ۱) +

"اے میرے خدا اے میرے خدا تُو نے مجھے کیوں چھوڑا ہے؟ تو میری رہائی سے اور میرے کراہنے کی باتوں سے کیوں دُور رہا؟" (۲۲: ۱) +

"اے خدا تُو مجھ کو بچا کہ پانی میری جان تک پہنچے ہیں۔ میں گہری کیچ میں دھنس چلا جہاں کھڑا ہونے کی جگہ نہیں۔ میں گہرے پانی میں پڑا ڈھیر میرے اوپر سے گذرتے ہیں۔" (۶۹: ۱) +

یہ الفاظ بڑے غمناک۔ رقت خیز اور دل توڑنے والے ہیں اور اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے دل غمناک کو برداشت کی اور تاب نہ رہی جبتک کہ کوش۔ دوایک اور امیر جو بادشاہ کو ہروقت داؤد کی طرف سے بدظن کرتے رہتے تھے۔ ساؤل کی صحبت میں رہیں ساؤل کے خیالات اور رویہ میں کسی قسم کی دائمی تبدیلی کی اُمید نہ تھی پھر شاہی لشکر کے تعاقب سے چھپنا اور پناہ لینا بھی بہت مشکل ہو گیا تھا کیونکہ اتنی مدت کی مشق سے حریف کا لشکر اُس کے چھپنے کے تمام مقاموں سے آگاہ ہو گیا تھا۔ اُسے اپنے کثیر التعداد پیروؤں کے لئے روزی کا سامان بہم پہنچانا بھی مشکل تھا۔ عورتوں اور بچوں کے سوا اُس کو ہر روز چھ سو مردوں کی خورش کا انتظام کرنا پڑتا تھا اور بچوں اور عورتوں کے سبب دشت نوردی اور جنگ بھی آسان نہ تھی۔ اس وقت اُس کی دو بیویاں تھیں اور شہر صقلاج کی لوٹ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے اکثر پیروؤں کی بیویاں بیٹے بیٹیاں اور جائداد تھی (۱-۳۰: ۳ و ۶ و ۱۹ و ۲۲) +

کسی اور وقت ان واقعات سے اس کی دکھیا جان ایسے ہمت ہار نہ بیٹھتی۔ وہ اپنے خداوند پر نکیہ اعد بھروسہ رکھتا اور صبر و برداشت کی قوت پاتا لیکن کچھ دنوں سے اُس کا ایمان کمزور ہو گیا تھا اور اس کی دلیرانہ ہمت کی کمر ڈھیلی ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ اُس نے اپنے دل میں کہا کہ اب میں کسی دن ساؤل کے ہاتھ میں پڑ کے ہلاک ہوؤنگا پس میرے لئے اس سے بہتر اور کوئی بات نہیں کہ میں فوراً بھاگ کے فلسطیوں کی سرزمین میں جا رہوں اور ساؤل مجھ سے نااُمید ہو کے بنی اسرائیل کی سرحدوں میں پھر مجھے نہ ڈھونڈیگا۔ سو اُس کے ہاتھ سے میرا چھٹکارا ہو گا +

۱- ہم ذرا فکر ہیں کہ اس ارادہ کی جو دفعتہً اُس کے دل میں پیدا ہُوا کیا بنیاد اور وجہ تھی اس کی تحریک دُنیوی مصلحت اور حکمت عملی نے کی۔ داؤد نے اپنے عمل میں کہا۔" دوسرے موقعوں پر تو وہ کاہن اور اُس کے مقدس افود کو بلاتا یا جاد کی معرفت خدا کی مرضی دریافت کرتا لیکن اب اُس نے کاہن کو بلایا نہ جاد سے خدا کی مرضی دریافت کی۔ نابال کے معاملہ میں اُس نے جوش وغضب سے مغلوب ہو کر ارادہ کیا تھا۔ اس وقت خوف اور ڈر کی تحریک سے اُس نے واقعات پر نظر ڈالی اور لوگوں کی صلاح مانی جو اس کی شجاعت و بہادری اور فراخدلی سے گرویدہ ہو کر اُس کے حلقہ بگوش اور پیرو ہو گئے تھے لیکن جن کو اس کی دینداری- خدا پر توکل- ایمان اور دعا کے ساتھ کسی قسم کی ہمدردی نہ تھی خوف ودہشت کے وقت کسی قسم کے ارادے نہ باندھو نہ کسی کو اجازت دو کہ وہ اپنی صلاح تم کو لکھتا جائے مطمئن رہ اور سلیم مزاجی اختیار کر خلوت میں جا اور چپکا رہ- یہاں تک کہ نبض اپنی اصلی حالت پر آجائے اور خوف تیرے دل کی سلامتی میں رخنہ انداز نہ ہو- جس وقت تو کسی کام کے کرنے کا از حد شائق ہوگا اُسی وقت تو بڑی بڑی غلطیاں کریگا- اپنے دل میں نہ کہے کہ تُو کیا کریگا اور کیا نہ کریگا- بلکہ خدا کا منتظر رہ کہ وہ اپنی راہ تجھ پر ظاہر کرے- جب تک وہ راہ تجھ سے چھپی ہے ظاہر ہے کہ قدم اُٹھانے کی ضرورت نہیں۔ اور کہ جہاں تو ہے وہیں ٹھیرے رہنے سے جو جو نتائج لاحق ہوں اُن کا ذمہ وار وہ آپ ہے +

یہ خُدا کی بے عزتی کرنا ہے- کیا اس نے قسم نہ کھائی تھی کہ داؤد کو بادشاہ بنائیگا اور اُس کے دشمنوں کو ایسے دور پھینکدیگا جیسے فلاخن میں سے پتھر ہاں اُس کو ایک یقینی مکان دیگا؟ کیا سموئیل- یونتن- ابی جیل اور خود ساؤل نے ان وعدوں کی تائید اور تصدیق نہیں کی تھی؟ کیا سنہری تیل نے اُس کو خدا کا برگزیدہ نہیں ٹھیرایا تھا؟ یہ ناممکن تھا کہ خدا جھوٹ بولے یا اپنا عہد فراموش کردے- اُس کے الٰہی دوست نے اُس سے مضبوط عہد باندھا تھا اور اُس کو کمال تسلی دی تھی- شرط صرف اتنی تھی کہ وہ اس پناہ گاہ کی چار دیواری میں جوان وعدوں سے بنی تھی ٹھیرا

رہے۔ اور آسمان اور زمین کا ٹل جانا سہل تھا بہ نسبت اس کے کہ الٰہی وعدہ یا تقررات میں سے ایک شوشہ بھی ٹلے ✦

یقیناً داؤد کے لئے اپنے دل میں یہ سوچنا واجب تھا کہ "مجھے ڈر ہے کہ جو کچھ خدا دراصل کرنے کے قابل ہے اُس سے زیادہ کا اُس نے وعدہ کیا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ اُس نے اب تک مجھے بچائے رکھا لیکن مجھے شک ہے کہ میری روز افزوں مشکلات پر مجھے غلبہ دلانے کی طاقت رکھتا ہے یا نہیں۔ ایک نہ ایک دن ساؤل میرے خلاف اپنے منصوبوں میں کامیاب ہو گا۔ جو بات ناممکن ہو اُس کی کوشش کرنا ہی غلطی ہے۔ میں نے بہت انتظار کیا۔ بس اب زیادہ ہمت نہیں رہی۔ اب وقت ہے کہ میں اپنی چالاکی اور دانش سے کام لوں اور جو جال میری راہ میں بچھائے جا رہے ہیں اُن سے اپنے آپ کو نکالوں" ✦

اُس کا یہ ارادہ اُس کے اکثر رفیقوں کی خوشی کا موجب ٹھیرا ہو گا۔ لیکن دنیادار رُوحوں نے یہ جان لیا ہو گا کہ ہمارے پیشوا کا یہ ارادہ اُس کی اُس وعظ و تلقین کے جس میں اُس نے بار بار یہ کہا تھا کہ خدا کا منتظر رہ۔ کے نقیض ہے" ✦

"اُن میں سے بھی جو تجھ سے اُمید رکھتے ہیں کوئی شرمندہ نہ ہو گا بلکہ وہ جو ناحق تجھ سے سرکشی کرتے ہیں شرمندہ ہونگے" ✦

سلامتی کے دنوں میں آدمیوں کو راہِ راست دکھایا کیسا آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ طوفان میں آپ اُس راہ پر کھڑے رہیں۔ ڈاکٹر ٹابیر کی دوسری اور گہری دلی تبدیلی سے پیشتر کوئی شخص اُس زمانہ میں جتنا وہ اس کے برابر فروتنی اور خود انکاری کی توضیح کر سکتا تاہم جب مقام اوربینڈ کے ایک غریب سلوکر نے اس کو کہا کہ وہ اپنے آپ کو خدا سے زیادہ پیار کرتا تھا تو اُس نے سخت بُرا مانا اور اس کا مغرور دل جوش میں آگیا۔ اس تجربہ میں ہو کر ہم میں سے بہتوں کو گذرنا ہے۔ تقریر اور قبضہ میں پانے اور پالیا کے خیال میں۔ دوسروں کو ہدایت دینے اور ہمارے اپنے رویہ میں جب تاریک پانی ہماری جان پر سے گذر رہے ہوں۔ جب ہم پر مصیبت کی بھرمار ہو۔ بڑا فرق ہے ✦

یہ بات سخت مضر اور نقصان دہ تھی۔ فلسطیہ بتوں۔ مندروں اور کاہنوں سے

بھرا ہُوا تھا - (۲ سموئیل ۵ : ۲۱) خداوند کی میراث ہاں پیلسٹائن کی مقدّس سرزمین سے جو دیندار اسرائیلیوں کے نزدیک قادرِ مطلق کے خاص رہنے کا مکان تھا اور جس کی مقدس سرحدوں سے خارج ہونا گویا غریب الوطنی - بیابان اور خدا کی ترک کی ہوئی سرزمین میں جانا تھا - یہ مقام باہر تھا - رُوح الٰہی سے جس نے اسرائیل کو اپنے لوگ اور یعقوب کو اپنی میراث چن لیا تھا داؤد رفاقت کی کیا اُمید رکھ سکتا تھا - غیر ملک میں وہ خدا کے گیت کیسے گا سکتا تھا ؟ اُن قربانیوں میں جو نوب یا کیر جات جریم پر چڑھائی جاتی تھیں وہ کس حصّہ کا دعوے دار ہو سکتا تھا ؟ علاوہ ازیں بُت پرستی کی رسومات سے اُس کے اُن پیروؤں پر اچّھا اثر نہ پڑتا تھا جو اپنی راہوں میں مضبوط نہ تھے - کئی دل زہر آلودہ ہو گئے ہونگے اور اس کا بدنتیجہ بعد میں ظاہر ہُوا ہوگا - جو باتیں داؤد کے نزدیک بے خطر تھیں کیونکہ وہ جانتا تھا کہ بُت کچھ چیز نہیں اس کے پیروؤں کے حق میں زہر قاتل تھیں ۔

یہ ایسی راہ میں قدم دھرتا تھا کہ جس میں قائم رہنے کے لئے مکر و فریب ہر دم لازم تھا - گاتھ میں اُس کا استقبال بڑے شوق سے کیا گیا - اس سے پیشتر جب اُس نے شاہ اکیش کی پناہ لی تو اس کے ہمراہ معدودے چند شخص تھے - اب وہ ایک بڑے خطرناک گروہ کا پیشوا تھا جو اسرائیل اور فلسطیوں کے مابین جنگ میں جدھر چاہیں ترازو اٹ دیں - داؤد اور اُسکے مرد ہر ایک اپنے گھرانے سمیت اکیس کا طرح ہر وقت شاہی دربار کی نظر میں رہنا اُن عبرانیوں کو ناگوار گذرا - اُن کی یک یک بات پر نظر رکھی جاتی تھی اور اُن کے لئے اپنی آزادی کا قائم رکھنا مشکل ہو گیا - اسلئے داؤد نے درخواست کی کہ کوئی چھوٹا سا شہر اُن کو دیا جائے اسلئے اس کو اجازت ملی کہ صقلاج میں آباد ہو - جو جنوبی علاقہ میں ایک قصبہ ہے وہ پہلے پہل یہوداہ کو دیا گیا تھا - پھر سمعون کو اور پھر فلسطیوں نے اس کو فتح کر لیا گو اُس میں مکین نہ تھے -

(یشوعہ ۱۵ : ۳۱ + ۱۹ : ۱ + ۱ تواریخ ۴ : ۳۰) +

اس شہر کی چار دیواری کے اندر رہنے سے اُن خانہ بدوش لوگوں کو بڑی تسلی اور خوشی ہوئی ہوگی - مدّت سے وہ خانہ بدوش تھے - اُن کی زندگی ہر دم خطرے میں رہتی تھی -

اُن کے اسلحۂ جنگ ہر دم اُن کی کمر میں آویزاں رہتے تھے۔ پتّے کی کھٹک سے وہ چونک اُٹھتے تھے۔ اب ان سب باتوں سے چھٹکارا مِلا۔ قریب سولہ مہینے کے وہ آرام اور حفاظت کی حالت میں رہے۔ بوڑھے مرد اور عورتیں بازاروں میں بیٹھتے تھے اور بچّوں کا کھیل کود بایں خیال بند کیا جاتا تھا۔ کہ لشکر شاہی کے کانوں تک یہ شور نہ پہنچے۔ جب ساؤل کو خبر پہنچی کہ داؤد جات کو بھاگ گیا سو وہ پھر اُس کے ڈھونڈنے کے لئے نہ نکلا۔

لیکن داؤد مکر و فریب اور ظلم و ستم کے منصوبوں میں برابر لگا رہا۔ اکیش کے لئے اُس کو کوئی اُلفت نہ تھی اور اُس کی حکومت کے قائم رکھنے سے اُس کو کوئی شوق نہ تھا۔ اور گو وہ ساؤل کے ڈر سے بھاگ آیا تھا۔ مگر اس نے برگزیدہ لوگوں کو چھوڑ نہیں دیا تھا۔ اپنے دل میں وہ عبرانیوں کا عبرانی تھا۔ اُسے اپنی اور اپنے پیروؤں کی خورش کا انتظام ضرور کرنا تھا اور عام سرحدی جنگ کے دنوں میں ظاہری یہی ایک طریق تھا کہ جس ملک سے کوئی بھاگ آیا ہے اُس کو تاخت و تاراج کرے اور یہ بات وہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ پس اُس نے جنوبی علاقوں کے چھوٹے چھوٹے فرقوں پر تلوار چلائی یہ فرقے فلسطیوں کے رفیق لیکن اُس کے لوگوں کے کئی پُشت سے جانی دشمن تھے اُن میں جسوری۔ جزری اور عمالیقی شامل تھے ان کا پیشہ قزاقی تھا۔ اس خیال سے کہ اس ماجرا کی خبر اکیش کے کانوں تک نہ پہنچے۔ داؤد نے یہ ظالمانہ طریق اختیار کیا کہ مرد و عورت سب کو تہ تیغ کر دیا اور جب اکیش نے سرپرست اور حاکم اعلےٰ ہونے کے اعتبار سے اُس سے دریافت کیا کہ وہ کہاں کہاں یورش کرتا رہا ہے تو اُس نے جھوٹ بول دیا کہ یہودا کے جنوب میں اور ایسے فرقوں کے نام لئے جو بنی اسرائیل کی زیر حفاظت تھے۔ اُس کے اپنے ہمراہ قیدی نہ لانے کی وجہ فلسطیوں نے اُس کی اُس نفرت کو قرار دیا جس سے وہ اپنی قوم کو دیکھتا تھا۔

اور اکیش نے کہا کہ "اُس نے اپنے گروہ اسرائیل سے ایسا کام کیا کہ وہ اس سے کمال نفرت کرتے ہونگے سو اب ہمیشہ کو یہ میرا خادم رہیگا۔"

داؤد کا یہ تمام رویہ اُس اعتبار سے ناواجب تھا کہ وہ خدا کا ممسوح اور خادم تھا۔ اُس کے دینی تجربہ میں بھی یہ وقت بالکل بے فیض تھا۔ اس زمانہ میں اُس

نے کوئی زبور تصنیف نہیں کیا۔ یہ مغنّی خوش الحان بالکل خاموش رہا۔ شاید اُس نے جات میں چند سُر سیکھیں اور نئے آلۂ موسیقی کا بجانا سیکھا۔ کیونکہ بعض زبوروں پر جو بعد میں تصنیف ہوئے جتّیت کا لفظ پایا جاتا ہے لیکن کون شخص گیت کے لئے محض ایک سُر اور زبور کے لئے ستار پسند کریگا؟ یہ تبادلہ نقصان دہ تھا اُن نشیبی وادیوں میں کچھ ایسی بات تھی جس نے اُس خوش الحان مغنّی کی آواز رجس نے کوہ یہودیہ اور عین جدی کے غاروں میں خدا کی حمد و تعریف کے گیت گائے تھے بند کر دیا +

تنزّل اور پیچھے کو ہٹنے کے یہ نشان آج کے دن بھی ہم میں اور اَوروں میں کیسے نظر آتے ہیں؟ ایمان کی راہ شاید جسم کے لئے تکلیف دہ ہو۔ لیکن رُوح کے لئے وہ خوشی اور آزادی کا موجب ہے۔ پہاڑی راہوں میں اُس کے لئے قدم اُٹھانا شاید مشکل ہو لیکن حمد اور شکرگذاری کا ایک نیا گیت اُس کے مُنہ میں ہے۔ لیکن جب ہم مصلحت اور حکمتِ عملی کے نشیب میں اُتر آئیں تو ہماری جان پر تاریکی چھا جاتی اور ہمارے دل کا سرود بند ہو جاتا ہے +

اُس وقت سے ہم اپنی حالت اور حیثیت اپنے منصوبوں اور کوششوں سے قائم رکھتے ہیں۔ ہم مدد کے لئے خدا سے درخواست کرتے لیکن اس پر کلّیتہً اعتماد نہیں رکھ سکتے۔ ہم ایسی ایسی دشوار گذار جگہوں میں آ پہنچتے ہیں جہاں سے ہم مکر و فریب کے ذریعہ بچنے ہیں چاہئے ہمارے دل کو ایسے مکر و فریب سے سخت نفرت کیوں نہ ہو۔ پھر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مشکلات سے بچنے کے لئے ہم کو بڑی قیمت دینی پڑی اور خدا کی خوشنودگی کو ہم نے اکیش کی خوشنودگی سے تبادلہ کر لیا اور وہ بھی دیر تک ہمیں میسّر نہ رہیگی۔ اور الٰہی حفاظت کے بدلہ میں ہم نے صقلاج کی دیواریں لے لیں جس کے کھنڈرات پر تھوڑی دیر بعد کھڑے ہو کر ہم آہ و زاری کرینگے +

اٹھارھواں باب

خدا کی رحمت جس نے توبہ کی تحریک کی

(۱ سموئیل ۲۹ و ۳۰ باب)

ان تنزّل اور پستی کے دنوں میں جن کا پچھلے باب میں ذکر ہو چکا خدا کی محبت آمیز رحمت داؤد کی زندگی پر سایہ افگن رہی۔ ہم کم اعتقاد ہو جائیں تو ہو جائیں۔ مگر وہ اپنا انکار نہیں کر سکتا۔ اور جب اُس کے خادم دور میدانوں میں اپنے لئے کانٹے اور اونٹ کٹارے بوتے ہوں اور غم و رنج سے اپنا سینہ چاک کر رہے ہوں وہ اُن کی راہ اور اُن کے بیٹھنے کی جگہ پر احاطہ ڈالتا اور نہایت رحمی اور شفقت کا اظہار کرتا ہے گویا اُن کو اپنی طرف پھیر لانا چاہتا ہے +

یہ امر داؤد کی تواریخ کے اُس حصے سے بخوبی عیاں ہے۔ الٰہی رحمت اور خوبی نے خاص طور سے اُس کو اپنے ارادہ سے بچائے رکھا اور اُس کی جان کو گڑھے سے اور اُسکی زندگی کو تلوار سے تباہ ہونے سے محفوظ رکھا۔ اس الٰہی بحالی کے پر محبت طریق پر ہم غور کرینگے۔ اور غور کرتے وقت ہم یاد رکھیں کہ یہ سب باتیں خدا اب بھی ہماری روح کو گڑھے سے بچانے کے لئے عمل میں لاتا ہے۔ تاکہ ہم زندگی کے نور سے منوّر ہوں۔ ہماری نسبت بھی داؤد کے وہ الفاظ سچ ٹھہرینگے۔ جو اُس نے اقبالمندی اور جلال کی بلندی پر سے جہاں خدا کی مہربانی نے اُسے سرفراز کیا تھا کہے تھے۔ "تیری ہی مہربانی نے مجھے بزرگ کیا" (۲ سموئیل ۲۲: ۳۶) خدا کی بحال کرنیوالی رحمت مفصلہ ذیل واقعات سے ظاہر ہے۔

۱۔ اُس نے شریف اور دلاور مردوں کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ داؤد کا ساتھ دیں۔ مورخ لکھتا ہے کہ "یہ وہ لوگ ہیں جو صقلاج میں داؤد پاس آئے جبکہ وہ ہنوز قیس کے بیٹے ساؤل کے سبب آپ کو چھپائے رکھتا

تھا۔ اور وہ اُن بہادروں میں سے تھے جو لڑائی میں مدد کرتے تھے"۔ (۱ تواریخ ۱۲: ۱) اور وہ اُن کا مفصل ذکر کرتا ہے۔ بعض ساؤل کی برادری میں سے تھے اور کمانڈ ہوکے دہنے بائیں ہاتھ سے پتھروں کو مارتے تھے اور کمان سے تیروں کو چلاتے تھے۔ بعض یرؔدن کے مشرقی کنارے سے طوفان کے وقت آئے تھے۔ وہ مرد جری پہلوان اور اہل جنگ تھے جن کے مُنہ شیر کے سے تھے۔ پہاڑیوں پر کی ہرنیوں کی مانند تیز قدم تھے۔ بنیامین اور یہوداہ میں سے بعض لوگ داؤد پاس آئے۔ اور داؤد کو یقین دلایا کہ وہ ابھی تک اُس کے وفادار دوست ہیں۔ اپنے بینوا عماسی کے ان الفاظ سے وہ سب کے سب بالکل متفق اللفظ تھے کہ ہم تیرے ہیں اے داؤد اور تیری طرف ہیں اے ابن یسّی سلام ہاں سلام تجھ پر اور سلام تیرے مددگاروں پر۔ کیونکہ تیرا خدا تیری مدد کرتا ہے"۔ (۱ تواریخ ۱۲: ۱۸) سارے ملک میں ناراضگی سی پیدا ہو رہی تھی۔ ساؤل کے ظلم و ستم اور بدعنوانی سے تنگ آکر لوگ محسوس کر رہے تھے۔ کہ اسرائیل کی اُمید ابن یسّی میں ہے۔ اسلئے کمپو کے باہر وہ اُس کے پاس گئے اس کے ساتھ سختیاں اُٹھاتے اور اس اُمید میں اپنا مال و متاع خوشی سے چھوڑتے تھے۔ کہ ایک دن ہم سوگنا پائینگے یہاں تک کہ روز بروز لوگ مدد کے لئے داؤد سے ملنے جاتے تھے یہاں تک کہ وہ فوج اللہ کی سی بڑی فوج بنے (۱ تواریخ ۱۲: ۲۲) +

یوں خاموشی اور پوشیدگی میں صادق اور وفادار دل ہمارے خداوند کے گرد جس کی بادشاہت زمینی نہیں بلکہ آسمانی ہے جمع ہو رہے ہیں۔ وہ بادشاہی لینے کو چلا گیا ہے لیکن واپس آئیگا۔ اور جب وہ اپنے شاہانہ جلال میں ظاہر ہوگا تو وہ بھی اُس کے ساتھ ظاہر ہونگے۔ کون چاہتا ہے کہ اس دنیا کے سردار کی ٹوٹتی ہوئی بادشاہت کو جو وقت کے آخری جنگ گاہ میں بالکل شکست ہو جائیگی چھوڑ کر ابن داؤد کی بادشاہت کا ساتھ دیں جو سُورج کے قائم رہنے تک برپا رہیگی؟

۲۔ اُس نے اپنے خادم کو اُس خطرناک جگہ سے جہاں وہ خود

جا پڑا تھا نکالا۔ فلسطیوں نے آگے بڑھنے اور حریف پر یورش کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ جانتے تھے کہ اندرونی نفاق کے باعث ساؤل کی بادشاہت کمزور اور پیچیدہ ہو رہی ہے۔ اور دل ہی دل میں خوش ہوتے تھے کہ بڑے بڑے پہلوان اور اہل جنگ ساؤل کو چھوڑ کر داؤد کے شریک ہو رہے ہیں۔ اور اس لئے ایک طرح سے وہ فلسطیوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ سرحدی لڑائیوں سے جن میں وہ عرصہ سے شریک تھے تنگ آگئے اور ارادہ کیا کہ اندرون ملک میں اور بحر روم کے کنارے پر۔ جنگ جاری کریں۔ اور وسط ملک ہاں سرسبز میدان اسڈریئوں میں تہلکہ مچادیں۔ یہ مقام دنیا کا ایک بڑا جنگ گاہ رہا ہے اور وہاں بڑے بڑے سرداروں مثلاً سیسرا۔ ساؤل اور جوسی اور بڑے بڑے لشکروں۔ فلسطیوں اور عبرانیوں۔ مصریوں اور اسیریوں۔ رومیوں اور سکابیوں۔ عربیوں اور انیگلو سکزنوں کا خون بہا ہے۔ سو فلسطیوں کے سب لشکر افیق میں اکٹھے ہوئے اور اسرائیلی ایک چشمہ کے نزدیک جو یزرعیل میں ہے خیمہ زن ہوئے +

جب اس جنگ کا انتظام ہو رہا تھا تو بے ریا بادشاہ نے داؤد کو یقین دلایا کہ اُسے بھی جنگ میں اُس کے ہمراہ جانا ہوگا۔ یہ بڑے اعتبار اور اعتماد کا اظہار تھا۔ اگر اکیش کو داؤد کی راستکاری پر پورا پورا بھروسہ نہ ہوتا تو اُس کو اپنے ہمراہ جنگ میں لے جانا پرلے درجہ کی بیوقوفی ہوتی۔ داؤد کے دربار میں آنے کے دن سے اُس نے اس میں کوئی عیب دیکھا نہ تھا۔ بلکہ وہ اس کو خدا کا فرشتہ سمجھتا تھا۔ اسلئے بادشاہ کو اس میں ذرا بھی تامل نہ ہوا کہ اس کو اپنے ساتھ چلنے کا حکم دے اور اپنے باڈی گارڈ کا کپتان مقرر کرے۔ اور اُس سے یہ کہے۔ کہ "بس میں اپنے سر کی نگہبانی ہمیشہ کے لئے تجھے دونگا"۔ اس حلیم اور رفیق دل بادشاہ کو بڑی تسلی ہوتی ہوگی جبکہ وہ اپنے مغرور اور غاصب سرداروں سے پھر کر اس مہربان اور کشادہ دل رُوح کی طرف متوجہ ہوتا اور اپنے آپ کو اُس کی حفاظت کے سپرد کرتا تھا +

داؤد کی حالت بڑی نازک اور خطرناک تھی۔ سوائے اس کے کوئی اور چارہ نہ تھا

کہ وہ بادشاہ کے ہمراہ میدان جنگ کو جائے۔ لیکن اُس کا دل اندر ہی اندر گھٹتا جاتا ہوگا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ساؤل کے ساتھ جس سے وہ مدتوں بھاگتا رہا اُس کو مزید لڑنا ہوگا۔ اور نیز یونتن اپنے یار عزیز اور اُس برگزیدہ قوم سے جس پر ایک دن وہ حکمرانی کرنے کی اُمید رکھتا تھا۔ پس اُس نے گول مول سا جواب دیا کہ یقیناً تجھے دریافت ہو جائیگا۔ کہ کتنا کام تیرے بندے سے ہو سکیگا۔" لیکن اُس پچاس ساٹھ میل مسافت کا ہر ایک میل اُس نے رنجیدہ دلی سے طے کیا۔ انسان کی ذات سے اُس کو کوئی اُمید نہ تھی۔ ہو سکتا ہے کہ ابھی تک اُس کا دل دعا میں خدا کی طرف لگ رہا ہو۔ کہ وہ اُس کو اس جال سے بچائے جو اُس کے گناہوں نے اُس کے پاؤں کے لئے بنایا تھا اور اس گول مول جواب میں جو اُس نے اکیش کو دیا اِس اُمید کی جھلک پائی جاتی ہے کہ اس خطرناک حالت سے خدا اُس کو نکلنے کی راہ بتائیگا +

اگر اپنی غلطیوں اور گناہوں سے تم خطرناک حالت میں پڑ گئے ہو تو نااُمید نہ ہوؤ۔ خدا پر تکیہ رکھو۔ اقرار کر کے اپنے گناہ کو ترک کرو اور اُس کے حضور میں اپنے آپ کو فروتن بناؤ اور وہ تمہاری مدد کو اُٹھیگا۔ اگرچہ تم نے آپ کو تباہ کر دیا ہو۔ لیکن وہ تمہاری مدد کریگا۔ اگر تیرے جلاوطن جو اپنی نافرمانی اور بدعت کے باعث جلاوطن ہوئے ہیں زمین کے کونوں میں ہوں تو خداوند تیرا خدا اُن کو وہاں سے جمع کریگا اور خداوند تیرا خدا تجھے تیرے باپ دادوں کی سرزمین میں لائیگا اور تو اُس زمین پر قابض ہوگا۔ اور وہ تیرے ساتھ بھلائی کریگا۔ اور تیرے باپ دادوں سے بڑھ کر تجھے برومند کریگا" +

اس وادیٔ عکور میں ایک غیر متوقع اُمید کا دروازہ کھلا۔ جب اکیش نے بمقام افیق اپنے لشکر کا معاینہ کیا اور فلسطیوں کے اُمرا سینکڑوں اور ہزاروں کی جماعت کے ساتھ آگے آگے جاتے تھے جو داؤد اپنے لوگوں سمیت اکیش کے ساتھ پیچھے پیچھے گذرتا تھا۔ اس سے فلسطی امراء کے دل میں شک و حسد پیدا ہوا اور انہوں نے اکیش کے پاس آ کر سخت کلامی اور دھمکی سے کہا کہ اُن

عبرانیوں کا یہاں کیا کام ہے ؟ اس شخص کو یہاں سے پھیر دے کہ وہ اپنی جگہ پر جو تو نے اُس کے لئے ٹھیرائی ہے پھر چلا جائے اور ہمارے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کو نہ چلے" اکیش نے اپنے عزیزوں کے لئے بہت کوشش کی لیکن بے فائدہ تھی فلسطیوں نے ایک ٹھانی ۔ اُنہوں نے یاد دلایا کہ داؤد اُن کا کیسا بڑا دشمن رہا تھا اور اُس کے لئے کیسی بڑی آزمائش ہوگی کہ نمک حرامی کر کے ساؤل کے ساتھ مصالحت کرے ۔ آخرکار بادشاہ کو ان کی بات ماننی پڑی اُس نے نہایت درد دل سے داؤد سے یہ کہا ۔ مگر اُس کو خیال تک نہ تھا کہ یہ اعلان داؤد کے لئے کیسی بڑی تسلی کا موجب ہوگا ۔ ہم خیال کر سکتے ہیں کہ جب داؤد اکیش کے حضور سے رخصت ہوا تو دل ہی دل میں خوش و شادمان کہتا ہوگا کہ "میری جان ایسے چھوٹی ہے جیسے صیاد کے پھندے سے پرندہ جال ٹوٹ گیا اور میں بچ گیا ہوں +

لیکن ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اُس کے دل کو چوٹ آئی ہے ۔ مجھ سے کیا ہوا اور تو نے اس مدت میں کہ میں تیرے ساتھ رہا آج کے دن تک مجھ سے کیا پایا ۔ کہ میں اپنے خداوند بادشاہ کے دشمنوں سے جنگ کرنے کو نہ جاؤں لیکن یہ الفاظ اُس کے دل سے نہ نکلے تھے اور اُس کو اس حکم سے بڑی تسلی ہوئی کہ صبح سویرے ہی روشنی ہوتے ہوتے وہاں سے روانہ ہو جائے اور جب اگلی صبح کو اُس نے اپنے لوگ جمع کئے تو جہاں تک اس کی نظر کام کر سکی اُس نے دور تک اسرائیلی کیمپ پر نظر ڈالی ۔ جہاں اُس کے عزیز یونتن کا شیر دل جنگ کی تیاری کر رہا تھا ؟ اور اُس کا نصیب تو یہ ہوتا کہ اُس کی زندگی کے سب سے بڑے معرکہ میں اُس کے ساتھ ہوتا +

۳۔ صقلاج کی آتشزدگی میں الٰہی ہدایت

خدا کی یہ بڑی رحمت تھی کہ فلسطی امرا نے داؤد کو اپنے ہمراہ جنگ میں نہ لے جانا چاہا وہ اپنے خیال میں تو معمولی حکمت عملی اور دانشمندی اور عاقبت اندیشی سے کام لے رہے تھے اور اُن کو خیال تک نہ تھا کہ وہ محض آلہ تھے کہ جن سے خدا

داؤد کے پاؤں کا پھندا کاٹ رہا تھا۔ اُنہوں نے عین وقت پر اپنا عذر کیا۔ اگر وہ کچھ گھنٹے اور توقف کرتے تو داؤد یا تو جنگ میں شریک ہو جاتا اور یا صقلاج میں دیر سے پہنچتا اور عمالیقیوں کو پکڑ نہ سکتا ٭

جب داؤد میدانِ جنگ سے رخصت ہو رہا تھا۔ تو اہلِ منسی بھی جو اکیش کے ہاں پناہ گزین تھے داؤد کے ہمراہ واپس گئے کہ کہیں وہ بھی باغی نہ ہو جائیں یوں اُس کی تعداد اور بھی بڑھ گئی۔ یہ بھی خدا کی رحمت تھی۔ کیونکہ اُس کو کبھی بھی اتنی مدد کی ضرورت نہ تھی جتنی کہ اُس وقت۔ خدا ہماری مصیبتوں کو پہلے سے دیکھ لینا اور اُن کے لئے ہم کو پہلے سے تیار کرتا ہے۔ ہمیں وادیٔ جنگ میں اپولین کے ساتھ لڑنے کے لئے جانے سے پیشتر محلِ خوبصورت میں مسلح ہونے کے لئے جانا پڑتا ہے ٭

مشیت ایزدی کی یہ بھی بڑی رحمت تھی کہ داؤد نے اپنی عادت کے خلاف صقلاج میں کسی مرد کو نہ چھوڑا کہ اس کی غیر حاضری میں شہر کی حفاظت کرے ان خطرناک وقتوں میں صقلاج کی حفاظت کا نامعلوم کیوں کوئی انتظام نہ کیا گیا لیکن یہ تو صاف عیاں ہے کہ بچوں اور عورتوں کی حفاظت کے لئے ایک سپاہی بھی وہاں نہ تھا۔ کیونکہ جب عمالیقیوں نے اُس بھوٹے سے شہر پر حملہ کیا تو وہاں کوئی نہ تھا جو اُن کی مزاحمت کر کے اُن کو اشتعال دلاتا یا اُن کی مرضی کی بجا آوری میں سدِ راہ ہوتا یا اُن کو بھاگنے یا بدلہ لینے کی تحریک دلاتا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ داؤد اور اُس کے ساتھی ہفتوں یا مہینوں تک جنگ سے واپس نہ آئینگے اسلئے بلاخوف وفکر وہ میدانوں میں کھیلنے پھرنے اور کھانے پینے اور ضیافتیں اُڑاتے تھے ٭

اس صدمہ اور رنج کے اوّل اظہار پر صرف خدا کی رحمت نے داؤد کی زندگی کو بچایا۔ تین دن کے تکان دہ سفر کے بعد جب وہ اپنے گھر پہنچے تو بیوی بچوں کی خوش آمدید کے بجائے اُس کو ویران اور سنسان پایا۔ تب داؤد اور اُن لوگوں نے جو اُس کے ساتھ تھے آوازیں بلند کیں اور روئے یہاں تک

کہ اُن میں رونے کی طاقت نہ رہی"۔ لیکن داؤد کی حالت اور بھی ناگفتہ بہ تھی۔ جو لوگ کہ ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہتے تھے کہ "سلام۔ سلام اے ابن یسّی کیونکہ تیرا خدا تیری مدد کرتا ہے"۔ اب اُس کو پتھراؤ کرنے کے منصوبے باندھ رہے تھے۔ جو جان نثاری اور وفاداری اُس کو اپنے پیروؤں کی طرف سے ہمیشہ حاصل تھی وہ اب دفعتہً تلخی اور بے مہری سے بدل گئی۔ انسانی مہربانی کا دودھ اس طوفان میں بگڑ گیا تھا۔

لیکن یہ وقت اُس کے خُدا کی طرف پھرنے کا تھا۔ اس خوفناک وقت میں جبکہ جلے ہوئے مکانوں کی راکھ اُس کے پاؤں تلے پڑی تھی۔ اپنی بیویوں کی موت کی فکر کا ٹھنڈا ہاتھ اُس کے دل پر دھرا تھا۔ اپنے مکروفریب کا خیال جس نے اُس کو خدا سے جُدا کر دیا تھا اس کی تمیز کو ستا رہا تھا۔ پتھراؤ کئے جانے کی دھمکیاں اُسکے کانوں میں آرہی تھیں اُس کا دل اپنی پہلی آرامگاہ یاں اپنے خدا کی گود میں پھر آ پہنچا۔ داؤد بڑے شکنجہ میں تھا۔ کیونکہ لوگ اُس کا چرچا کرتے تھے کہ اس پر پتھراؤ کریں اسلئے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے لئے نپٹ دلگیر تھا۔ پر داؤد نے اپنے خدا کی طرف سے اپنے دل کی خاطر جمعی کی۔

اس وقت سے داؤد اپنے آپے میں آگیا۔ وہ وہی دلاور۔ خوش و شادمان شریف شخص ہوگیا۔ کئی مہینوں کے بعد اُس نے ابی آتھر کی منّت کی کہ افود اُس کے پاس لائے اور اُس نے خدا سے صلاح پوچھی اور فوراً اُن غارتگروں کے تعاقب میں چل نکلا۔ اور اُن کو جالیا۔ صبح تک اس نے اپنے لوگوں کی بے صبری کو قابو رکھا اور ایسی ہوشیاری سے اُن کو قابو کیا کہ اُن میں ایک آدمی بھی بھاگ نہ سکا۔ سوائے چارسو جوانوں کے جو اونٹوں پر چڑھ کے بھاگ نکلے۔ اور جب اُس کے پیروؤں نے چاہا کہ غارت کے مال کا حصّہ اُن مردوں کو نہ دیں جو بسبب کمزوری کے نالہ بسور سے پار نہ ہو سکے تو اُس نے اکیلے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ جو لڑائی میں ساتھ تھا ویسا وہ حصّہ پائیگا جو بیٹا

ہی وہ جو پڑاؤ پر ٹھیرا رہا۔ سب برابر برابر حصہ پائینگے۔ پس جس کو خدا کے ساتھ زور حاصل تھا اُس نے انسان پر بھی غلبہ پایا +

اس کے تھوڑی دیر بعد جب ایک ہانپتا ہُوا قاصد جلبوعہ کے افسوسناک واقعہ کی خبر لایا جو یہ اُس کی دیرینہ اُمیدوں کی بربادی تھی تو اُس نے اس غم کو بڑی فروتنی سے برداشت کیا اور اپنے غم کا اظہار ایک نہایت درد انگیز مرثیہ میں کیا۔ اور عمالیقی کو اُس کے کئے کا پھل دیا وہ جیسا دلاور تھا ویسا شیریں مزاج بھی تھا۔ جیسا بہادر ویسا ادیب بھی۔ جب وہ صقلاج میں واپس آیا تو جو لوٹ کا مال اُس نے عمالیقیوں سے لیا تھا وہ جنوبی سرحد کے بزرگوں کے پاس بھیج دیا یہ اُس کی شکر گذاری کا اظہار اور اُن کے نقصان کی تلافی کا نشان تھا +

یُوں خدا کی مہربانی کی روشنی پھر اُس کی رُوح پر پرتو انداز ہوئی۔ شک کے قلعہ اور نا اُمیدی کے چنگل سے نکل کر وہ فرماں برداری اور سلامتی کی راہ پر پھر آ گیا تھا۔ خدا نے اُس کو خوفناک گڑھے اور دلدل کی کیچ سے باہر نکال دیا اس کے پاؤں کو چٹان پر قائم کیا۔ اور اُس کے مُنہ سے حمد کا ایک نیا گیت نکلوایا جو لوگ خدا کی راہوں سے پھر گئے ہیں وہ اس سے تنبیہ اور تسلی پائیں۔ یہ باتیں ہماری تعلیم اور نصیحت کے لئے پہلے سے لکھی گئی تھیں تاکہ ہم نوشتوں کی تعلیم اور تسلی سے اُمید پائیں +

اُنیسواں باب

سہار تاجپوشی

(۲ سموئیل ابواب ۱ تا ۴)

عمالیق کو قتل کرکے تباہ شدہ شہر صقلاج کو واپس آنے کے بعد تھوڑے دن گذر گئے

اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آئندہ روش اختیار کرنے کے لئے داؤد کسی نشان کا منتظر ہے۔ اب اُسے کیا کرنا چاہئے؟ کیا مناسب ہے کہ اس تباہ شدہ شہر کو پھر از سر نو تعمیر کرے؟ یا کیا اُس کی زندگی کے الہٰی پروگرام میں کوئی اَور بات بھی تھی؟ وہ اُس کی دریافت میں لگا اور منتظر تھا۔ وہ اس واقعہ کو فراموش کر نہ سکا۔ کہ جب تھوڑے دن ہوئے وہ اکیش کے لشکر گاہ سے رخصت ہُوا۔ تو فلسطیوں اور بنی اسرائیل کے درمیان جنگ ہونے والی تھی۔ اگر وہ جنگ واقع ہوئی تو اُس کا نتیجہ کیا ہُوا؟ شاہ ساؤل۔ اُس کے عزیز یونتن اور اُس کے رفیقوں کا حال چال کیا تھا؟ اس کے دل میں جس بات کی فکر تھی اس کے متعلق افواہیں فوراً پھیل جائینگی۔

تیسرے دن ایک جوان پیراہن چاک کئے اور سر پر خاک ڈالے ہوئے ہانپتا ہُوا لشکر میں آیا۔ وہ سیدھا داؤد کی خدمت میں حاضر ہُوا اور اُس کے حضور زمین پر گر کر اُس کو سجدہ کیا۔ ایک دم بھر میں اُس نے جنگ گاہ کی خبر داؤد کو سنائی اور اس کے ایک ایک نقطے نے داؤد کے دل کو نشتر کی سی ضرب لگائی بنی اسرائیل دشمن کے سامنے سے بھاگ گئے بہت سے گر گئے اور مر گئے۔ اور ساؤل اور اُس کا بیٹا یونتن بھی جان بحق ہوئے۔ اس وقت داؤد نے جانا کہ جو بادل اس کے سر پہ مدتوں سے گرج رہا تھا وہ اب پھٹ گیا ہے اور برسوں کی اُمیدیں اب پُوری ہونے والی ہیں۔ لیکن اُس وقت اس کو اپنی فکر نہ تھی اور نہ اُس نے یہ محسُوس کیا کہ اُس کی حالت میں اب کیسی تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔ اُس کے سخی اور پُر محبت دل نے خود فراموشی میں ساؤل۔ یونتن اور خداوند کے بندوں اور اسرائیل کے گھرانے کے لئے جو تلوار سے مارے پڑے تھے مرثیہ کہہ کے نوحہ کیا۔

۱۔ ساؤل کی یادگیری۔ اس میں کوئی شک نہ تھا کہ ساؤل اب راہی ملک عدم ہو گیا تھا۔ اُس کا تاج جو اقتدار شاہی کا نشان تھا اور کنگن جو اُس کے بازو پر بندھا رہتا تھا۔ داؤد کے قبضہ میں تھے۔ عمالیقی نے داؤد کو اپنی کارگذاری دکھانے کی غرض سے یہ ظاہر کیا کہ میں نے خود بادشاہ کی درخواست پر اُس کی جان

لی۔ اُس نے یوں بیان کیا کہ "ساؤل نے مجھے یوں کہا کہ میرے پاس کھڑا ہو کے مجھے قتل کر کیونکہ میں بڑے عذاب میں ہوں۔ اور اب تک میرا دم نہیں نکلا" تب میں اُس کے پاس کھڑا ہوا اور اُسے قتل کیا کیونکہ باوجودیکہ مجھے یقین تھا کہ اب جو وہ گرا ہے تو بچیگا نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شام تک داؤد بے حس و حرکت سا رہا۔ اور پھر ساؤل کی یادگاری کو عزت دکھلانے کے لئے گویا بیدار سا ہو گیا +

اس نے عمالیقی کو توبہ کے لئے بھی وقت نہ دیا۔ قاصد

اُسی وقت سے زیر حراست رکھا گیا تھا۔ کیونکہ اُس نے خود اقبال کیا تھا کہ میں نے خداوند کے مسیح کو جان سے مارا ہے۔ اور شام کے وقت یہ کمبخت شخص پھر داؤد کے حضور میں لایا گیا۔ داؤد کو اُس کے بیان پر کچھ شک تھا اور بعد میں یہ بیان بالکل غلط ثابت ہوا۔ تاہم یہ ضرور معلوم ہوا کہ جس جرم کا اس بدبخت نے خود اقبال کیا تھا اُس کی پوری سزا اُٹھائے +

خداوند کے مسیح کی اُس کی نگاہ میں ابھی تک ویسی ہی عزت تھی۔ جیسی کہ اُس وقت جبکہ اُس نے ساؤل کے پیراہن کا دامن کاٹا اور اُس کے دل کو ایک سخت چوٹ لگی تھی اور اُس نے خوف اور نفرت کے لہجہ میں کہا کہ "تو خداوند کے مسیح پر ہاتھ بڑھانے سے اُس کو ہلاک کرے نہ ڈرا" پھر داؤد نے ایک جوان کو بلایا اور کہا "نزدیک جا اور اُس پر حملہ کر" سو اُس نے اُسے ایسا مارا کہ وہ مر گیا +

اُس نے پھر کمان کے سوز سے اپنے دل کے غم کا اظہار

کیا۔ جونہی بیوہ نے سیکھ کر گایا اور تب سے دنیا کے علم ادب میں اُس کو با اعتبار جنازہ کے گیت ہونے کے ایک خاص جگہ حاصل رہی ہے۔ اس نظم میں کمان کی طرف اشارہ ہونے کے باعث اس کا اصلی نام کمان کا سوز رکھا گیا۔ دیکھئے (۱۸ +

بنی اسرائیل کے نقصان کی عظمت اس اشارہ سے ظاہر ہے کہ کہیں فلسطیوں

کی بیٹیاں خوش نہ ہوں اور نامختونوں کی بیٹیاں سنادیانہ نہ بجائیں - اور اس دائمی لعنت سے بھی جوان پہاڑوں کو کی گئی جہاں بہادروں کی سپر مٹی اور خون سے آلودہ ہوئی - اور ان کارونا سُنے جو انمردی سے بھی جو بہادروں نے قتل ہونے سے پیشتر اپنی تلوار اور کمان سے سرانجام دئیے اور پھر مزمور نویس بڑے مؤثر لہجے میں اس محبت اور دوستی کا ذکر کرتا ہے جس سے وہ باہم پیوستہ تھے جو جوانیاں اُس نے ساؤل کے ہاتھوں اُٹھائی تھیں وہ اُن کو بھول جاتا ہے - وہ صرف اُس کی جوانی کی خوبیوں کا خیال کرتا ہے - اُس کی بے غرض اور شجاعانہ محبّت ساؤل کی سیرت کی صرف شجاعت - شرافت اور انصاف پسندی کی صفات ہی کو دیکھتی تھی جو پیشتر ازیں کہ خودرائی نے اُس کی رُوح کو کیچڑ کی انتہا میں گرایا تھا اور جہاں وہ گذشتہ چند برس سے زندہ درگور تھا پائی جاتی تھیں اُس کی قبر کی لوح پر وہ یہ کتبہ کندہ کرتا ہے - عزیز اور دلپسند +

بیَن یونتن کے لئے نوحہ میں ایک خاص بند چاہئے - وہ ساؤل سا تناہر نہ تھا - کیا اُس نے تن تنہا ایک لشکر پر حملہ نہ کیا اور فتح نہ پائی تھی - لیکن باوجود اپنی شجاعت اور طاقت کے وہ شیریں مزاج تھا - یہ دونو بالکل ہمخیال اور ہم مزاج تھے - اس کی ہر یاد راگ کے شیریں سُر یا موسم بہار کے پھولوں کی خوشبو کی مانند بڑی دلپسند تھی - وہ عورت سا لطیف - حلیم اور پرمحبت تھا وہ ایک قوی تن بہادر تھا - جس سے دشمن خوف کھاتے اور جس کو دوست عزیز رکھتے تھے - جنگ میں باد سا تیز لیکن عورت کی محبت کا سا جادو ڈال سکتا تھا بلکہ کچھ اُس سے بھی بڑھ کر "تیری محبت عجیب تھی بلکہ عورتوں کی محبت سے بھی سبقت رکھتی تھی" +

علاوہ ازیں اُس نے جبیش جلعاد کے لوگوں کو شکر گذاری اور مُبارکبادی کا پیغام بھیجا - شاہی نعشوں کی جو بے حُرمتی فلسطیوں نے کی اُس کی تلافی جبیش جلعاد کے لوگوں نے اپنی دلدادگی اور عزت کے اظہار سے کر دی - اُنہوں نے یہ امر فراموش نہیں کیا تھا کہ ساؤل نے

بادشاہ ہوکر پہلا کام جو کیا وہ اُن کو ایک سخت آفت سے چھڑانا تھا وہ ایک بہت سے جاکر وہ ساؤل اور اُس کے تینوں بیٹوں کی نعشیں بیت شان کی دیواروں سے جہاں اُن کے سر تن سے جدا کئے جانے کے بعد رکھی گئی تھیں اُٹھا لائے اور راتوں رات اُن کو اپنے شہر میں لے آئے اور اُن کو اور بے عزتی سے بچانے کے لئے جلا دیا اور اُن کی راکھ کو جلعاد میں بڑی عزت سے دفنا دیا +

داؤد نے اس امر کی خبر پاتے ہی جبیش جلعاد کے لوگوں کے پاس اپنے آدمی بھیجے۔ اور جو عزت اُنہوں نے مقتول بادشاہ کی کی تھی اس کے لئے اُن کا شکریہ ادا کیا اور وعدہ کیا کہ اس مہربانی کا اُنکو ایسا صلہ دیا جائیگا جیسے کہ یہ مہربانی ساری قوم ہاں خود اُس کے ساتھ کی گئی ہو +

ان سب باتوں میں داؤد نے بڑی عالی حوصلگی ظاہر کی۔ اپنا یا اپنے فوائد کا اُس کو مطلق خیال نہ تھا۔ دوسرے کی دلدادگی اور فکر میں اُس نے خود فراموشی کا بھید معلوم کر لیا تھا۔ ساری خود نسیانی کا بھید یہی ہے۔ دوسروں خصوصًا اپنے مالک یسوع کی بہبودی میں اپنی زندگی بسر کرو تو تم خودی کے ظلم اور خلل اندازی سے بالکل رہائی پاؤ گے +

۲۔ بادشاہت کے متعلق داؤد کا رویہ۔ اس موقعہ پر اُس کا رویہ نہایت اچھا ہے اور اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کیونکر اُس کی رُوح کو خدا میں پُورا اطمینان حاصل ہو گیا تھا۔ اُس نے خدا کا انتظار کرنے کا پُرانا طریق پھر اختیار کر لیا تھا اور ہر بات میں اُس کی مرضی دریافت کرتا تھا۔ خدا اُسے بادشاہت عطا کرنی چاہتا تھا اور اس لئے صاف صاف الٰہی تحریک کے سوا اس نے تخت کی طرف قدم تک اُٹھانے سے انکار کیا +

یہ بات نہایت ہی عجیب تھی جس حال میں کہ فوراً قدم اُٹھانے کی بہت سی وجوہات پیش کی گئی تھیں بادشاہت پر فلسطی حملہ آور ہو رہے تھے بلکہ اغلب ہے کہ پانچ برس تک شمالی فرقوں کے درمیان کوئی با امن و امان حکومت

نہ تھی۔ اس کے سبب وطن دل کے لئے اسرائیل کی تتر بتر طاقتوں کو جمع کر کے دشمن پر حملہ آور نہ ہونا ایک بڑی مشکل تھی۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ میں خدا کی طرف سے بادشاہ نامزد ہو گیا ہوں۔ اور یہ قدرتی بات تھی کہ عصا کو اپنا حق سمجھ کر خالی تخت پر جا بیٹھے۔ اور شاید کوئی شخص بھی اس قسم کی پالیسی پر اعتراض نہ کرتا۔ شاہ اِس سے اخیر پر کچھ دباؤ پڑتا اور وہ حبرون کے اشبوشت میں اپنی جُدا سلطنت قائم نہ کر بیٹھتا۔ انسانی عقل تو یہی تقاضا کرتی۔ لیکن داؤد نے بڑی دانشمندی کی۔ اپنی آنکھوں کے فیصلہ کو نہ مان کر اُس نے خدا سے دریافت کیا کہ کیا میں یہوداہ کے کسی شہر میں چڑھ جاؤں؟ اور جب الٰہی فرمان نے اُس کو یردن جانے کا حکم دیا تو وہ وہاں بادشاہ یا پیشوا بن کر نہ گیا۔ بلکہ اس کے گرد و نواح کے دیہاتوں اور قصبوں میں اپنے رفیقوں کے ہمراہ چپ چاپ جا کر مقیم ہوا اور منتظر رہا کہ یہوداہ کے لوگ آکر بالاتفاق اُس کو اپنا بادشاہ تسلیم کریں۔ پھر وہ بار ثانی مسح کیا گیا +

پہلی بار تو اپنے باپ کے ہاں تخلیہ میں اس نے سموئیل کے ہاتھوں مسح پایا تھا۔ اب وہ اپنے لوگوں پر بادشاہ مقرر یعنی مسح کیا گیا۔ ٹھیک اُسی طرح جیسے کہ خداوند یسوع جس کا وہ نمونہ تھا پہلے یردن کے کناروں پر مسح کیا گیا اور پھر اپنے لوگوں کا وکیل ہو کر اُن کے لئے اپنے باپ کے حضور میں چڑھا اور زیتون کے کوہ مقدس پر بادشاہ مُقرر ہوا +

اس دوسرے مسح سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اپنی زندگی کے ہر ایک خاص موقعہ پر خصوصاً جب ہم خدمت کے کسی نئے اور وسیع احاطہ کی دہلیز پر کھڑے ہوں تو ہر نئے مطالبہ اور کام کے لائق بننے کے لئے ہم کو نیا مسح درکار ہے جُوں جُوں ہمارے موقعے وسیع ہوتے جائیں ہماری زندگی کی تواریخ میں متواتر مسح ہونے چاہئیں۔ یہ بڑی غلطی ہے کہ ہم ہمیشہ پیچھے کو نگاہ کر کے ایک ہی مسح کی طرف دیکھتے رہیں جو ہم نے ایک دفعہ پایا۔ ہم کو تازہ تیل سے مسح پانا ضرور ہے۔ کالج کے لئے سکول چھوڑنے اور پھر رُوحوں کو شفا دینے کے لئے کالج سے چلے جانے۔ آلٹر پر بیوی بننے کے لئے کھڑے ہونے اور پھر پہلے بچہ

کے ہنڈولہ پر کھڑے ہوں۔ چرچ یا ملک میں کسی نئے عہدہ کے پانے۔ ہاں ہر ایک نیا قدم اُٹھانے پر ہمیں خاص طور پر خدا کا انتظار کرنا چاہیئے تاکہ نئی طاقت اور نئی رُوح ہمیں عطا ہو +

۳۔ حبرون میں داؤد کے عہد سلطنت کی خاصیت۔

حبرون میں داؤد سات برس اور چھ مہینے یہوداہ کے خاندان پر حاکم و بادشاہ رہا۔ اس وقت اُس کی چڑھتی ہوئی جوانی تھی۔ عمر ۳۰ برس کی تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ خاندان کی اطمینان بخش خوشیوں سے اُس نے از حد لطف اُٹھایا۔ اس لمبی لڑائی کی طرف جو اُس کے گھرانے اور ساؤل کے مابین ہوتی رہی دو اشاروں سے اُس کی بیویوں اور بچوں کے نام اور حالات ظاہر ہوتے ہیں۔ (۳: ۲ و ۵) +

اس عرصہ بھر وہ اپنے خدا پر تکیہ و بھروسہ رکھنے کی عادت پر قائم رہا۔ یہ رویّہ اُس کی رُوح کی عادت ہو گئی تھی اور اس میں گاہے گاہے ہی خلل آتا تھا۔ اس سے ہمیں خداوند کی یاد آتی ہے جو اپنے باپ کے پہلو میں بیٹھا ہے۔ جب تک کہ اُس کے دشمن اُس کے پاؤں تلے کی چوکی نہ بن جائیں۔ ایسے ہی داؤد شہر حبرون میں (جس کے لفظی معنی رفاقت کے ہیں) یہوداہ کے تخت پر بیٹھا ہے۔ جب تک کہ خدا نے تمام مشکلات اور تمام رکاوٹیں دور نہ کر دیں اور اُس اعلیٰ منزلت کے لئے جس کا اُس نے وعدہ کیا تھا راستہ صاف نہ کر دیا اس کی اس پالیسی میں صرف یہی ایک استثنا تھا۔ کہ اُس نے درخواست کی۔ کہ میکائیل اُس کو واپس کی جائے۔ شاید ان دونو کے لئے یہ بہتر ہوتا اگر وہ اُس خاوند کے پاس ہی رہتی جو اُس کو واقعی عزیز رکھتا تھا۔ لیکن شاید داؤد نے مناسب سمجھا کہ شاہ مرحوم کے ساتھ دامادی کے رشتہ کو ظاہر کرے اور یوں شاہی خاندان کے ساتھ اپنا تعلق جتلائے +

سا اس بات کے وہ اپنی پالیسی پر قائم رہا اور جنگ کی جب کبھی ضرورت ہوئی تو اُسے اُس نے یوآب پر چھوڑ دیا۔ اسرائیل کی بادشاہت کے انتقال کی

تدابیر ابنیر نے خود کیں۔ برسوں سے ابنیر جانتا تھا کہ میں خدا کے خلاف جنگ کر رہا ہوں اور آخر کار اُس نے اس بادشاہ کو جس کی اُس نے مدد کی تھی اور تخت پر بٹھایا تھا صاف صاف کہہ دیا کہ جس بات کی خدا نے داؤد سے قسم کھائی ہے وہ اُس کو پورا کریگا یعنی بادشاہت کو وان سے بیرسبع میں اور ساؤل کے گھرانے سے داؤد کے گھرانے میں قائم کردے۔ ابنیر نے داؤد کی لاعلمی میں اسرائیل اور بنیمین کے ساتھ عہد پیمان کئے۔ اسی نے اسرائیل کے بزرگوں کے ساتھ بات چیت کی۔ اور بنیمین کے کانوں میں بات کہی اور پھر جو کچھ بنی اسرائیل اور بنیمین کے خاندان کو پسند آیا وہ داؤد کے کانوں میں کہہ سنایا۔ ابنیر ہی نے داؤد کو کہا کہ جا کر سارے اسرائیل کو اپنے جھنڈے تلے فراہم کرے اور اُس کو بادشاہ اور خداوند کے نام سے پکارا اور کہا کہ جس جس پر حکومت کرنے کو تیری جان خواہاں ہے اُس کے لئے تیاری کر (۳: ۱۷ و ۲۱)۔

وہ نظارہ جب داؤد ابنیر کے جنازہ کے پیچھے پیچھے رونا ہُوا گیا۔ بڑا ہی دل سوز تھا۔ وہ بالکل بھول گیا کہ یہ شخص اُس کا کیسا بڑا دشمن رہا تھا اور صرف اسی امر کا خیال رکھا کہ وہ ایک شہزادہ اور بڑا آدمی ہے اور اُس کی قبر پر پھول چڑھائے جیسے کہ اُس نے ساؤل کے لئے کیا تھا۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں کہ سب لوگوں نے اس بات کو پسند کیا کیونکہ بادشاہ کی بات اُن کو پسند آتی تھی۔

اس کے بعد شاہ اشبوست کے قتل کا کینہ واقعہ ہُوا۔ اس کا عہد سلطنت بڑا کمزور رہا تھا۔ وہ یردن کی شرقی طرف مہنایم میں رہتا تھا اور نام کو بادشاہ تھا۔ اُس کی ساری طاقت ابنیر کا طفیل تھی اور ابنیر کے جدا ہوتے پردہ کاغذ کا مکان ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور بیچارہ بادشاہ باغیوں کی تلوار کا شکار بنا۔ جوں ہی کہ اُس واقعہ کی خبر داؤد کو پہنچی اور شہادت اور اُس کی صداقت میں اُس کا سر پیش ہُوا تو داؤد خداوند کی طرف پھرا جس نے اُس کو تمام ادبار اور مصیبتوں سے بچایا تھا اور اس نے قسم کھائی کہ اس مقتول کے خون کا بدلہ اُن سے لیگا جس عمالیقی نے

اقبال کیا تھا کہ میں نے ساؤل کو جان سے مارا ہے اُس کو یہ بدلہ ملا کہ اُس کو اپنی جان دینی پڑی اور یقیناً وہ بدکردار کہ جنہوں نے ایک راستباز شخص کو اُس کے اپنے مکان میں اور اس کی چارپائی پر مار ڈالا اس سے کم سزا کے سزاوار نہیں تھے پھر اسرائیل کے تمام فرقے بمقام حبرون داؤد کے پاس آئے اور ساری بادشاہت کا تاج اس کے سامنے پیش کیا۔ اُنہوں نے یاد دلایا کہ داؤد اُنہیں کے خاندان اور رشتہ سے ہے اور اُس کی پہلی خدمات کو دوہرایا۔ جبکہ وہ ساؤل کے دنوں میں ان کی فوجوں کو باہر لے جاتا اور اندر لاتا تھا اور الٰہی وعدہ بھی اُس کو یاد دلایا کہ وہ اُن کا چوپان اور شہزادہ ہوگا۔ تب داؤد نے اُن کے ساتھ عہد کیا اور جائز طور پر اُن کا بادشاہ بن گیا اور تیسری دفعہ ممسوح کیا گیا۔ اور سارے لوگوں پر بادشاہ مقرر کیا گیا۔ جیسے کہ ابن آدم جو ایک دن تمام انسانوں کا بادشاہ تسلیم کیا جائیگا۔ اور بلا رقیب کے بادشاہی کریگا +

اس عرصہ کی طرف اٹھارھواں زبور منسوب کرنا چاہئے اس زبور سے کمال درجہ کی شکر گذاری اور حمد و ستائش پائی جاتی ہے۔ خدا کی شان میں نہایت شیریں اور بیش بہا الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ رحم میں خدا اپنے بندے کے بچانے کو نیچے اُترنا اپنی شان میں بے مثل بات ہے۔ ادلوں کے گرنے کی آواز ہم سنتے ہیں۔ بجلی آنکھیں چندھیاتی ہے اور آگ کے کوئلوں کے انگارے اُٹھ رہے ہیں۔ لیکن ان سب باتوں میں خدا کی مہربانی اور محبت کا جو وہ اپنے فرزندوں کے ساتھ برتاؤ کرنے میں ظاہر کرتا ہے پُورا پورا اعتراف ہے۔ جیسے خداوند کا وہ شاگرد جس کو وہ پیار کرتا تھا لکھتا تو اُس کے مناسب حال ہوتا +

تُو نے مجھے اپنی نجات کی سپر دی ہے۔
تیرے دہنے ہاتھ نے مجھے سنبھالا ہے۔
تیرے احسان نے مجھے بزرگ کیا ۔

بیسواں باب

بیت اللحم کے کوئیں کا پانی

(۲ سموئیل ۵: ۱۷-۲۵؛ ۲۱: ۱۵ و ۲۳: ۸)

جو جماعت داؤد کو سارے اسرائیل کا بادشاہ مقرر کرنے کے لئے فراہم ہوئی وہ برگزیدہ اور منتخب جماعت تھی۔ اس نامدار موقعہ پر جو فوجیں اور رسالے شامل ہوئے اُن کی کیفیت کتاب تواریخ میں قلمبند ہے (۱ تواریخ ۱۲: ۲۳ وغیرہ) بنی یہوداہ [illegible]۔ بنی لاوی کی زیر کمان یہویدع اور جوانمرد صدوق۔ بنی افرائیم کے نامدار مرد اور بنی اشکار میں سے جو اوقات کا امتیاز کرتے تھے اور زبلون میں سے میدان پکڑنے والے۔ جنگ آزمودہ۔ اسباب جنگ کے مالک جو صف آرائی کرنا جانتے اور دو دلے نہ تھے یہ آدمی اُن کے علاوہ اور کئی جنگی مرد صاف دلی سے حبرون کو آئے کہ داؤد کو سارے بنی اسرائیل کا بادشاہ بنائیں اور وہ وہاں تین دن کھاتے پیتے رہے کیونکہ دور اور نزدیک کے سب فرقوں نے اسباب ضیافت بہم پہنچایا تھا۔ اسلئے کہ اسرائیل میں خوشوقتی اور شادمانی کی گئی تھی +

فلسطی یہ سب کچھ دیکھ رہے اور بیچین سے ہو رہے تھے۔ اگر داؤد حبرون ہی میں بادشاہی کرنے سے مطمئن رہتا اور شمالی فرقوں پر اُن کو یورش کرنے دیتا تو وہ ہرگز ہرگز دست اندازی نہ کرتے۔ لیکن جب فلسطیوں نے سنا کہ کئی فرقوں نے داؤد کو مسح کرکے اسرائیل کا بادشاہ بنا دیا تو سارے فلسطی داؤد کی تلاش میں چڑھ آئے۔ وہ اس رسم تاجپوشی کے ختم ہو لینے تک صبر سے منتظر رہے اور جب اسرائیل کا یہ جم غفیر اپنی اپنی جگہوں کو واپس چلا گیا تو فلسطی یہوداہ پر چڑھ آئے اور

رفائیوں کے نشیب میں پھیل پڑے اور شمالی فرقوں سے داؤد کا تعلق منقطع کر دیا۔ یہاں تک کہ داؤد کو مجبوراً اپنے بہادروں اور چیدہ چیدہ سو مردوں کے ہمراہ قلعہ عدلام میں پناہ لینی پڑی (۲ سموئیل ۵ : ۱۷ + ۲۳ : ۱۳ و ۱۴)۔

۱۔ قسمت کا دفعتہً پلٹا کھانا۔ ابھی یہ کل کی بات معلوم ہوتی تھی کہ داؤد جری مردوں کے جم غفیر کا مرکز اور پیشوا تھا اور لوگوں نے متحد ہو کر اُس کو تخت پر بٹھایا تھا۔ وہ محسوس کرتا تھا۔ کہ میں نے اپنے اہل وطن کے دل میں گھر کر لیا ہے۔ لیکن آج وہ حبرون سے جہاں وہ سات برس سے امن چین میں رہتا تھا جلا وطن ہے اور پھر اُس پہاڑی قلعہ میں جہاں ساؤل سے بچنے کو بھاگ جایا کرتا تھا پناہ گزیں ہے۔ دن دوپہر چشم زدن میں یہ تاریکی کیسی چھا گئی۔ آسمان سے یہ کیسی بلا ٹوٹ پڑی۔ اُس کی قسمت نے یہ کیسا ناگہاں پلٹا کھایا۔ غالباً اس نے خدا میں پناہ لی۔ ان دنوں وہ اپنے قادر مطلق دوست کے ہمراہ چلتا تھا اور اُس کے توکل اور بھروسہ میں ذرا بھی فرق نہ آیا۔ خدا اپنے فرمودہ کو پورا کریگا اور اُس کی بادشاہی کو مضبوط و قائم۔

ایسی دفعتہً تبدیلیاں ہم میں سے سب کی زندگی میں واقع ہوتی ہیں۔ تاکہ انسان اور دُنیا کی چیزوں سے دل ہٹا لیں اور ان پر کسی قسم کا تکیہ نہ رکھیں۔ کسی زمینی درخت پر اپنا آشیاں نہ بنائیں اور صرف خدا ہی میں اپنی جڑ مضبوط کریں۔ اچھا ہُوا کہ اپنی زندگی کے اس وقت میں داؤد کو یاد دلایا گیا کہ وہ پہلے کی طرح خدا کا محتاج ہے۔ اور یہ کہ جس نے اُس کو یہ بخششیں دی تھیں وہ اُن کو واپس بھی لے سکتا ہے۔ اے خدا کے فرزند ایسے سبق تجھے بھی سیکھنے ہیں۔ بڑی سے بڑی فتح اور کامیابی کے وقت میں بھی اُسے یاد رکھ جس نے تجھے اپنا خانسلمان بننے کے لائق سمجھا ہے۔ یہ بھی خوب سمجھ لے کہ تیرا منصب اور اختیار محض اُس کی بخشش اور اُس کے جلال کے لئے اُس کی امانت ہے۔ اگر وہ تیرے تخت کو کانپنے لگا ہے جنبش دے تو تو حیران نہ ہو اور یاد رکھ کہ یہ محض اُس کی مرضی ہے کہ جب چاہے اپنی قدرت کا اظہار کرے۔

حبرون میں مسح پانے کے بعد داؤد ملک میں جلاوطن کیا جاتا ایک ایسا واقعہ ہے کہ جس کی مثال ہمارے خداوند کی زندگی میں بھی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ یردن کے کناروں پر مسح پانے کے بعد روح اُسے بیابان میں لے گئی تاکہ وہاں شیطان سے چالیس روز آزمایا جائے۔ رُوحانی زندگی کا یہ قانون ہے۔ رُوحانی زندگی کی پرورش اور ترقی کے لئے ہر دلعزیزی کی روشنی مضر ہے۔ تنہائی آزمائش اور جنگ۔ یہ وہ شعلے ہیں جن سے الٰہی رنگ ہماری سیرتوں میں ظاہر ہوتا ہے اور ان طریقوں کے ذریعہ ہماری مسح کی برکتوں سے غریب۔ دل شکستہ۔ قیدی اور اندھے فیض پاتے ہیں +

۲۔ **روشنی کی جھلک**۔ ان تاریک گھنٹوں کا اندھیرا نامدار واقعات سے روشن ہُوا۔ فلسطی پہلوانوں سے ایک ایک کر کے جنگ کرنے میں یہ بہادر لوگ سبقت لے گئے۔ پھر ضرویاہ کے بیٹے ابی شی نے۔ اُس فلسطی پر وار کر کے اُس کو قتل کیا۔ جو اپنے تیغہ سے داؤد کو مارنے آپڑا تھا۔ اور الحنان نے جاتی جولیت کے بھائی کو مارا اور داؤد کے بھائی سمعی کے بیٹے یونتن نے ایک بڑے قد آور شخص کو جس کے ہر ہاتھ میں اور ہر پاؤں میں چھ چھ اُنگلیاں تھیں مارا۔ اور الیعزر ان تین پہلوانوں میں سے ایک تھا۔ جو داؤد کے ساتھ چڑھ گئے تھے جبکہ اُس نے ان فلسطیوں کو جو جنگ کے لئے چڑھے جا رہے تھے طعنہ دیا تھا اور سارے بنی اسرائیل چلے گئے تھے۔ سو اس نے اُٹھ کے فلسطیوں کو مارا۔ یہاں تک کہ اس کا ہاتھ تھک گیا اور قبضہ ہاتھ میں جم گیا اور خداوند نے اُس دن بڑی فتح کی اور باقی لوگ اس کے پیچھے فقط لوٹنے کے لئے پھر آئے۔ ایسی تاریکی کے وقت میں داؤد کے سپاہیوں نے ایسی جوانمردی کے جوہر دکھائے اور اپنے شہزادہ کو اسرائیل کا چراغ“ کا نام دیا۔ (۲۱ : ۱۷) +

ایک تنہا زندگی کی تحریک سے کیا کچھ عجائبات وقوع میں نہیں آ سکتے۔ اسی جگہ کے قریب ایک گمنام جوان دہشت زدہ اسرائیلی لشکر سے جاتی جولیت کے مقابلہ کو نکلا تھا۔ انسانی مدد کے لحاظ سے وہ تن تنہا تھا۔ اور اُس نے اُس

دیو ہیکل مرد جنگی کو مغلوب کیا اور اب چودہ یا پندرہ برس کے بعد وہ اکیلا نہیں۔ بلکہ سینکڑوں مرد اُس کی رُوح سے۔ ہمت اور اُس کے ایمان سے تحریک پائے ہوئے اس کے چوگرد کھڑے ہیں۔ اور ادب سے عرض کر رہے ہیں کہ آپ پیچھے کو ہٹ جائیں اور اپنی جان کو معرض خطر میں نہ ڈالیں کیونکہ جناب اسرائیل کا چراغ اور ان کے زور و قوت کا منبع ہیں +

۳۔ ایک دل گداز واقعہ۔ قدیم لام بیت اللحم کے نزدیک ہی تھا اور اُس عمر میں داؤد اپنے باپ کی بھیڑیں اکثر اُن چراگاہوں میں لایا کرتا تھا۔ اور اُن نظاروں سے اُسے بستی اور اپنی ماں اور اپنے بچپنے کی باتیں یاد آگئیں۔ ایک دن دوپہر کے وقت جبکہ بہت گرمی تھی اُسے بہ یاد معمول سے بڑھ کر تازہ اور پُر نور معلوم ہوئی۔ قلعہ میں وہ گویا قیدی تھا۔ وہاں سے تھوڑی دور فلسطی لشکر بیت اللحم پر قبضہ کئے ہوئے تھا۔ دفعۃً اُس کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ بیت اللحم کے کوئیں کا پانی جو آستانے کے ساتھ ہے پیئے۔ اُس نے اپنی اس خواہش کا بے اختیار اظہار کیا اُسے خیال تک نہ تھا کہ اس کے رفیق نزدیک کھڑے اُس کی باتیں سُن سکتے ہیں۔ یا اُن میں سے کوئی ایسا دیوانہ ہوگا کہ اس کے ارادہ کے پورا کرنے کو اپنی جان خطرے میں ڈالے۔ اگر اُس کا خیال تھا تو وہ غلطی پر تھا۔ اُسے خیال تک نہ تھا کہ اس کے پیرو اور رفیق اُس سے کیسی بڑی محبت رکھتے تھے +

داؤد کے تین بڑے بہادر سپاہیوں نے اُس کی یہ بات سُن لی اور چپکے سے نکل کر اور فلسطیوں کا لشکر چیر کر کوئیں سے پانی نکال لائے اور جام لبریز داؤد کے ہاتھ میں دے دیا۔ یہ ایسی محبّت کا اظہار تھا جو وقت سے بھی بڑھ کر زور آور ہے۔ داؤد کو تاب نہ رہی کہ اس پانی کو پیئے۔ اُسے تو وہ جام پانی کی بجائے خون سے لبریز معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ اُس کے لانے میں نہ معلوم کتنا خون بہایا جاتا رُوح کی اس شجاعت سے جس کے باعث ہر حالت میں سپاہی خواہ مخواہ اُس کی عزت کرنے اور اُس پر اپنی جان تک نثار کر دینے کو تیار ہو جاتے تھے۔

اُن سے اُٹھ کر پانی خداوند کے حضور انڈیل دیا۔ گویا وہ پانی اسی قابل تھا۔ کہ صرف اُسی کے حضور نذر کیا جائے اور انڈیلتے وقت کہا "مجھ سے دور ہو اے خداوند کہ میں ایسا کروں کہ۔ اُن لوگوں کا لہو ہے جو اپنی جان پر کھیل کے گئے"

اس واقعہ سے ہم کو داؤد کی عجیب خود ضبطی کا ایک اَور ثبوت ملتا ہے۔ اپنی زندگی کے آخر دم تک وہ گویا اپنی مرضی کا پابند رہا۔ کوئی ایسا جذبہ و خواہش نہ تھی جس کا کہ وہ مقابلہ نہ کرتا تھا۔ ہر بات میں وہ انسانیت اور شاہانہ طریق پر چلنے کی کوشش کرتا تھا۔ وہ اعلےٰ اور شریف اصول مقدم رکھتا تھا اور خود آرائی کا خیال سب سے پچھلی جگہ رکھتا تھا۔

اچھا ہو اگر تمام جوانمرد اور عورتیں اور ناظرین بھی ذرا فکر کریں کہ آیا بعض راحت و آرام جن کے ہم عادی ہیں بہت قیمت سے نہیں خریدے جاتے۔ کیا وہ تھیٹر اور سرود میں راحت کا پیالہ نوش کر سکتے ہیں بشرطیکہ اُن کو یہ معلوم ہو کہ پردہ کے پیچھے کتنی جانوں کی عزت اور عصمت کے خرچ سے وہ پیالہ اُن کو بہم پہنچایا گیا ہے۔ کیا وہ شراب کا پیالہ اپنے ہونٹوں کو لگا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ بخوبی محسوس کریں کہ سوسائٹی کی شراب خوری کی عادت نے لاکھوں بلکہ کروڑوں مرد اور عورتوں کی ابدی بہبودی۔ خوشی اور زندگی کو بگاڑ دیا ہے۔

بیت اللحم کے کوئیں کے پانی کے لئے ہم کتنی دفعہ ترستے ہیں؟ ہم خیال میں اپنی گذشتہ زندگی پر نظر دوڑاتے اور شوق سے ایسی باتوں کی یاد کرتے ہیں جو کبھی بھولنے کی نہیں۔ اوہ اگر اُس رفیقِ غم کا دیدار ہمیں پھر نصیب ہو۔ اوہ اگر ان پیارے پیارے ہاتھوں کے چھونے کو پھر محسوس کریں۔ اور وہ شیریں آواز ہمیں پھر سنائی دے! اوہ وہ مبارک وقت ہمیں پھر نصیب ہو جبکہ ہم نے ممنوعہ پھل چکھا نہ تھا۔ اور چمکتی ہوئی تلوار نیام سے نکلی نہ تھی! اوہ زندگی کی نئی رویا ہمیں پھر ملے۔ یعنی مسیح کی خدمت میں جاں نثاری اور محبت کا تازہ اظہار! اوہ اگر کوئی شخص بیت اللحم کے کوئیں کے پانی کا گھونٹ ہی جو آستانے کے پاس ہے ہمیں پینے کو دے۔ ایسی خواہشیں اور ایسا تاسف بالکل عبث اور رائگاں ہے اور کوئی بھی ایسا زور آور نہیں کہ زمانہ کی

ان صفوں کو چیر کر گذشتہ کو پھر واپس لائے۔ لیکن رُوح کی پیاس اب بھی اس میں پوری ہو سکتی ہے۔ جس نے فرمایا کہ "جو کوئی یہ پانی پیتا ہے پھر پیاسا ہوگا۔ لیکن جو کوئی وہ پانی پئیگا جو میں اُسے پینے کو دوں کبھی پیاسا نہ ہوگا بلکہ اُس میں پانی کا سوتا ہو جائیگا۔ جس سے حیات ابدی ملیگی"۔ بیت لحم کے کوئیں سے نہیں بلکہ اس سے جو وہاں پیدا ہوا رُوح کی پیاس ہمیشہ کے لئے بجھ جائیگی ✦

۴۔ **فلسطیوں کی شکست اور تباہی** ۔۔ اقبال اور فتح سے داؤد کی طبیعت میں کسی قسم کی تبدیلی نہ ہوئی کیونکہ اُس کی جان پہلے سے خدا کی منتظر رہتی تھی۔ جیسے کہ وہ پہلے حبرون میں آیا اب بھی وہ ویسا ہی تھا۔ اور اس حیرانی اور پریشانی کے وقت میں اُس نے خداوند سے پوچھا کہ "کیا میں فلسطیوں پر چڑھ جاؤں؟ کیا تو اُن کو میرے قابو میں کر دیگا؟" جواب میں اُس کو یقینی فتح کا یقین دلایا گیا۔ اور جب جنگ شروع ہوئی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا خود خداوند فلسطیوں کو اپنے آگے سے ہانک رہا ہے اور داؤد نے گیت گایا کہ "خداوند میرے دشمنوں پر آپڑا"۔ فلسطیوں کو اتنا دفع بھی نہ ملا کہ اپنے بتوں کو سنبھالتے اور وہ فاتح کے ہاتھ میں پڑ گئے ✦

پھر دوبارہ فلسطیوں نے اپنی عظمت و حشمت اور پرانی حکومت کا دعوےٰ کیا۔ اور پھر داؤد نے خدا سے ہدایت چاہی۔ اچھا ہُوا کہ اُس نے ایسا کیا۔ کیونکہ طریق جنگ پہلے کا سا نہ تھا۔ جو لوگ خدا کی شراکت پہ بھروسہ رکھتے ہیں اُن کو چاہیئے کہ اُس سے برابر اپنا تعلق اور رشتہ قائم اور تازہ رکھیں۔ جو مدد کل ایک صورت میں دی گئی تھی وہ اگلے دن دوسری صورت میں ملیگی پہلے جنگ میں یورش سے فلسطیوں کو شکست ملی۔ دوسرے میں گھات میں بیٹھ کر حملہ کرنے سے۔ دونوں حالتوں میں ایک ہی طریق جنگ سے الٰہی طریق بگڑ جاتا ✦

بلوط کے درختوں میں جنبش ہونے سے جو اس امر کا نشان تھا کہ اسرائیلی

لشکر گھات سے نکل کر دشمن پر حملہ آور ہو یہ ظاہر ہے کہ فرشتوں کی فوج سے لوگ دیکھ نہیں سکتے تھے جنگ کو آگے بڑھ رہی تھی"۔ خداوند تجھ سے آگے گیا ہے کہ فلسطیوں کو مارے"۔ داؤد نے اُن کے لشکر کو پراگندہ کر کے جبعون سے میدان تک اُن کا پیچھا کیا +

کبھی ہمیں آگے بڑھنا ہے اور کبھی ٹھیرنا۔ کبھی جنگ کرنا۔ کبھی چپ چاپ بیٹھے رہنا۔ ایک جنگ میں تو دریا کی دھار کی طرح بڑھتے جانا اور دوسری میں رینگتے رینگتے گھات میں رہنا۔ ہمیشہ ایک ہی طریق پر عمل نہ کرو۔ دارکس کے مکان میں جو بات ٹھیک معلوم ہوتی تھی وہ کا زیلیس کے محل میں شایاں نہ ہوگی خدا پر زندہ ایمان رکھو۔ مکان کی چھت پر چپ چاپ دعا میں منتظر رہنا۔ نئے طریق کا احساس جو رُوح اللہ چاہتی ہے کہ تم اختیار کرو اور الٰہی ہدایت کی پیروی کرنے کی رضامندی۔ گو ہمیں اپنے پُرانے خیال چھوڑنے کیوں نہ پڑیں تب ہمیں معلوم ہوگا کہ ہماری زندگی میں خدا ہمارے شاملِ حال ہوکر کیا کچھ نہیں کر سکتا۔ وہ ہمارے دشمنوں کی صف میں رخنہ ڈالتا اور ہماری مدد کو تیز رو فوج بھیجتا ہے +

اکیسواں باب

یروشلیم۔ شہرِ مقدّس

۲ سموئیل ۵ باب

یروشلیم اے شہرِ پاک۔ عزیز ہے تیرا نام۔ تیرے دروازے موتی ہیں۔
دیواریں ہیں بلند۔ سڑکیں خالص سونے کی اور شہر دلپسند۔

اس نئے بادشاہ کا پہلا کام اپنی سلطنت کے لئے ایک موزوں دارالخلافہ انتخاب

کرنا تھا اور اس کا یروشلیم کو انتخاب کرنا مصلحت اور تدابیر ملکی سے خالی نہ تھا۔ ہاں کچھ اس سے بھی زیادہ۔ یہ رُوح اللہ کی ہدایت کا صریح نتیجہ تھا۔ یہ وہ وقت تھا جس کی نسبت یہوواہ نے حزقی ایل کی معرفت فرمایا تھا کہ "پھر میں نے تیری طرف گذر کیا اور تجھ پر نظر کی اور کیا دیکھتا ہوں کہ تیرا وہ وقت تھا کہ جس میں عشق پیدا ہو۔ اور مَیں نے تجھ سے قسم کھا کے عہد باندھا اور تو میری ہو گئی" (۱۶: ۸)۔

یہ لازم تھا کہ دارالخلافہ ایسی جگہ واقع ہو کہ ملک کی تمام اطراف سے لوگ وہاں بآسانی پہنچ سکیں اور وہ قومی زندگی کا دل اور دماغ ٹھہرنے کے لائق ہو۔ وہ پورے طور سے قابل حفاظت بھی ہو تاکہ سلطنت کے مقدس خزائن سلامت رہیں۔ اُس کی مضبوطی اور محکمی کے ساتھ منظر کی خوبصورتی بھی ہو تاکہ ساری قوم اس پر نازاں اور فاخر ہو کر اُس پر اپنی جان دینے کو تیار ہو۔ وہ مقدس یادداشتوں سے تقدیس بھی پائے ہو تاکہ لوگوں کی مقدس زندگی کا دینی مرکز ٹھہرے۔ یہ سب باتیں عجیب طور سے یروشلیم میں پائی جاتی تھیں اور داؤد کے الٰہی ہدایت یافتہ فیصلہ نے اُسی کو پسند کیا۔ اُس کی یہ پسند ساؤل کی پسند سے بالکل متضاد تھی جس نے اپنے شہر جبعہ کو جو ایک گمنام سی جگہ تھی اور ایک ایسے ہولناک جرم کا منظر ٹھہر چکی تھی کہ جس کی ناگوار یاد ٹلنے سے بھی ٹلتی نہ تھی اپنا دارالخلافہ بنایا۔ حبرون کو دارالسلطنت بنانے سے باقی اسرائیل کے رشک کا شعلہ افروختہ ہوتا اور اُس کا اپنا مولد بیت اللحم بھی عزیز عام نہ ہو سکتا۔ یروشلیم اپنی نظیر آپ ہی تھا کوئی اور شہر اُس کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکتا تھا۔ سرحد پر یہوواہ اور بنیمین کے درمیان تین طرف وادیاں تھیں اور شمال کی طرف وہ بخوبی مستحکم اور محکم تھا۔

۱۔ اس کی قدیمی تواریخ۔ یہودیوں کے نزدیک یروشلیم کی مانند ساری دنیا میں کوئی اور شہر نہ تھا۔ یہ اُن کے خدا کا شہر تھا اور کوہ مقدس پر واقع تھا۔ "اپنی بلندی میں دلکش۔ ساری دنیا کی راحت"۔ بسن کی بلند پہاڑیاں گویا صیحون کی چھوٹی پہاڑی سے رشک کھاتی ہیں کیونکہ خدا نے اُس کو

اپنی سکونت کے لئے پسند فرمایا تھا۔ اس کے چاروں طرف والے پہاڑ گویا اس امر کا اظہار تھے کہ یہوواہ کی حضوری اس کو چاروں طرف سے احاطہ کئے ہوئے ہے جلاوطن بھی اپنی غربت میں دعا کے لئے اپنے گھٹنے ٹیکتے وقت یروشلیم کی طرف کھڑکی کھول لیتا تھا اور چاہتا تھا کہ اُس کا دہنا ہاتھ اپنی ہنروری بھول جائے تو بھول جائے۔ مگر اُس کا دل یروشلیم کو اپنی اعلےٰ سے اعلےٰ خوشی پر ترجیح دے عیدوں کے موقعہ پر سالانہ تبرکھ میں مقدم خیال یہ ہوتا تھا کہ جاتری کے پاؤں اس کے دروازوں کے اندر ٹھہرے ہیں۔ اور اس کی دیواروں اور محلوں سے دور فاصلہ پہ بیدار دل دعا کیا کرتے تھے۔ تاکہ اُن بھائیوں اور رفیقوں کی خاطر جن کو اس کی چار دیواری کے اندر رہنا نصیب تھا۔ انہیں کو شانتی اور اقبال ملے اُس تباہی کے خیال ہی سے جو یروشلیم پر آنے والی تھی۔ ہر شریف انسانی دل آٹھ آٹھ آنسو روتا تھا۔ یسوع نے جب شہر پر نظر کی تو رو کر کہا "اے یروشلیم یروشلیم۔ کتنی ہی بار میں نے چاہا کہ جس طرح مرغی اپنے بچوں کو اپنے پروں کے نیچے جمع کر لیتی ہے اُسی طرح میں بھی تیرے لڑکوں کو جمع کر لوں۔ مگر تم نے نہ چاہا" (لوقا ۱۳: ۳۴) +

وہ شہر ہمیشہ سے ایسا ہی نہ تھا۔ اس شہر کی پیدائش ملک کنعان کی تھی۔ اس کا باپ ایک اموری تھا اور اس کی ماں حتی۔ جس روز وہ پیدا ہوئی باہر کھلے میدان میں لاوارث بچہ کی طرح اپنے خون میں آلودہ پھینکی گئی۔ تھوڑی مدت تک کاہن بادشاہ ملک صدق اس پر مسلط رہا۔ اُس کی زندگی میں یروشلیم کے آئندہ جلال کی پیش خبری ہوگئی ہوگی۔ اس کے مذبحوں سے جو باریک دھواں ستون کی طرح اُٹھتا تھا وہ ہیکل میں کی عبادت کا اظہار کرتا تھا اور اس کی کہانت یہ بتلاتی تھی کہ کاہنوں کا ایک نیا سلسلہ اس کا جانشین ہوگا۔ اس کے پیچھے مدت تک اس پر تاریکی چھائی رہی اور باقی ملک کے اسرائیل کے قبضہ میں آجانے کے برسوں بعد بھی یروشلیم یبوسیوں کے قبضہ میں رہا یشوع نے اس سرزمین پر پہلی بار قبضہ کرنے وقت برائے نام اس شہر کو

فتح کیا اور اُس کے بادشاہ کو مار ڈالا۔ لیکن اس کا عہد حکومت بہت تھوڑا تھا اور وہ پھر پہلی سلطنت کے قبضہ میں آگیا +

۲۔ تسخیر۔ سارے اسرائیل کو ساتھ لیکر داؤد یروشلیم پر چڑھ آیا۔ سات سال کے بعد پہلی دفعہ اُس نے بذات خود لشکر کی پیشوائی کی۔ الٰہی بخشش کے لئے جب اُس کو انتظار کرنا پڑتا تو وہ نہایت چپ چاپ رہتا۔ لیکن جب وہ الٰہی فرمان کو پہچان لیتا۔ تو نہایت مستعد اور باہمت ہو جاتا تھا۔ یبوسی اپنے حملہ آوروں کو ہنسی میں اُڑاتے تھے۔ اس قلعہ پر وہ مدتوں سے قابض تھے اور اُس کی محکم دیواروں پر ایسے نازاں کہ اُنہوں نے اپنے اظہار حقارت میں دیوار کے ساتھ لنگڑوں کو کھڑا کر دیا کہ داؤد کے مقابلہ کو یہی کافی ہیں۔ مورخ یوسفس کے بیان سے ظاہر ہے کہ داؤد کے اس اعلان سے کہ جو شہر کو فتح کرے وہ میرے لشکر کا سپہ سالار ہوگا یوآب ہمت پاکر ایک زمین دوز راہ سے جو نبیدار چٹان میں سے نکالی گئی تھی قلعہ کے عین بیچوں بیچ جا داخل ہُوا اور اُس نے سارے لشکر کے داخل ہونے کیلئے دروازے کھول دیئے +

یہ بیان صحیح ہو یا نہ ہو اس میں شک نہیں کہ یوآب کی جوانمردی سے یروشلیم داؤد کے ہاتھ آگیا۔ اور داؤد گڑھی میں جو بعد میں صیہون کی گڑھی یا داؤد کا شہر کے نام سے مشہور ہوئی رہا۔ یہ یروشلیم کا ایک حصہ تھا۔ موریاہ جہاں بعد میں ہیکل تعمیر ہوئی اُس کسی کے تصرف میں نہ تھا۔ اس مقام پر اَورناہ نامی ایک یبوسی کا کھلیان تھا +

داؤد نے اس کے برجوں اور سامان حفاظت کی توسیع کی ”اُس نے ملّو کے گرداگرد اور اس کے اندر گھر بنائے“ اور معلوم ہوتا ہے کہ یوآب نے شہر کے مکانوں کی مرمت کرکے دلکش بنایا۔ اس پہلی فتح نے داؤد کی عظمت کی بنا ڈالی ”اور داؤد ترقی پر ترقی کرتا گیا کیونکہ ربّ الافواج اس کے ساتھ تھا“ (۱ تواریخ ۱۱ : ۹) ارد گرد کی سلطنتوں پر بھی اس کی بادشاہت کی بڑھتی ہوئی طاقت کا اثر پڑا اور اُنہوں نے داؤد کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کی کوشش کی (۲ سموئیل ۵: ۱۱)

۳۷۔ ایک نئی زندگی کا آغاز۔ بعضوں کا خیال ہے کہ زبور ایکسو ایک داؤد کی زندگی کے اس حصہ میں لکھا گیا۔ دفعتہً اُس کو ایک بڑی قوم کے اندرونی معاملات کا انتظام کرنا پڑا اور وہ قوم بھی گویا ایک دن میں پیدا ہوئی تھی اور دیرپا سکوت کے بعد اُس کی رگوں میں نیا خون جوش مارنے لگا تھا۔ نئی ضرورتیں کامل توجہ اور فکر کو طلب کر رہی تھیں۔ صیغہ ہائے قانون و انصاف۔ مال اور جنگ برپا ہو رہے اور دارالسلطنت میں جگہ پا رہے تھے۔ ہر قسم کے افسراہ درجے قائم ہو رہے تھے۔ دربار اور محل میں ایسے لوگوں کا روز جمگھٹا لگا رہتا تھا جو بڑی بڑی ذمہ داری کی جگہوں پر ترقی پانے کی کوشش کرتے تھے۔ اِس لئے یہ امر نہایت ضروری تھا۔ کہ ان پہلے انتخابوں میں کسی قسم کی غلطی سرزد نہ ہو۔ اور یہ کہ لوگوں کو یقین دلایا جائے کہ جن لوگوں کو شاہِ عالم ذمہ داری کی جگہ دینے کو تیار ہے وہ کس سیرت چلن اور لیاقت کے آدمی ہونے چاہئیں۔ ان مقاصد کے لئے شاید یہ زبور لکھا گیا ہو۔ بہرصورت ایسے موقع اور مقصد کے لئے یہ نہایت موزوں ہے +

یہ غزل بادشاہ بتاتا ہے کہ وہ کامل راہ میں دانشمندی کے ساتھ چلیگا۔ وہ کسی بُری اور کمینہ چیز کو اپنی آنکھوں کے روبرو نہ رکھیگا اور کجرووں کے کام سے دشمنی کریگا۔ پھر وہ بتاتا ہے کہ اُس کے مشیر اور صلاحکار کون ہونگے۔ وہ کسی کی عیب جوئی پر کان نہ دیگا اور کوئی دوا یک یا کوش اس کے کان میں کچھ نہ کہہ سکینگے۔ وہ بلند نظر اور مغرور جان کو اپنی پریوی کونسل میں حکومت کرنے اور دردانسے بہ بیچارے مرد کی پر ظلم و ستم کرنے نہ دیگا۔ اگر وہ اپنے کسی مصاحب میں دھوکا بازی یا جھوٹ۔ غلط بیانی یا فریب دہی کا نشان پائے تو وہ اس کو برطرف اور موقوف کر دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ اُس کی سب سے اول اور بہتر کوشش یہ ہوگی کہ بدکرداروں کو خداوند کے گھر سے کاٹ کر پھینک دے اور ملک کے تمام شریروں کو نابود کر دے۔ مگر اُس کی آنکھیں ملک کے ایماندار وں پر رہینگی۔ وہ اس کے ساتھ رہینگے اور وہ اپنے خدمت گذار اُن میں سے چنیگا جو کامل راہ پر چلتے ہیں +

اُس نے اپنے لئے اچھا دستور العمل اختیار کیا۔ اس نئی بادشاہت کے قدیمی دنوں میں جب اُس نے ابدیت کی دہلیز پر کھڑے ہو کر نظر کی تو اُن کا اس طرح بیان کیا کہ وہ ایسی صبح ہے کہ جس کے ساتھ بدلیاں نہیں ہوتیں۔ یا اُس گھاس کی مانند ہے جو بارش کے بعد تیز دھوپ کے باعث زمین سے نکلتی ہے اُس کی نظروں کے سامنے اس امر کا نقشہ صاف صاف کھنچا تھا کہ وہ کیسے صادق حاکم خدا کے خوف کو مدنظر رکھ کر انسانوں پر حکومت کرتا اور بدکرداروں کو کانٹوں اور اونٹ کٹاروں کی طرح ایک طرف کو پھینک دیتا ہے۔ اور اگر وہ اُس دستور العمل پر برابر کاربند رہتا اور بائیں یا دہنے کو مڑنے کے اس راہ پر سیدھا چلا جاتا تو کتنے خون بھرے ہوئے آنسوؤں کے بہانے سے اور کس قدر دلی غم سے بچا رہتا۔ مرتے وقت یہ تیس برس پہلے کا دستور العمل اُس کی آنکھوں کے آگے آیا۔ وہ اس کی اصلی حالت سے کیسا مختلف تھا۔ اس امر کا مقابلہ نہایت ناگوار تھا کہ وہ کیا تھا اور کیا ہو سکتا تھا۔ یعنی اُس دل کا جس میں اُس کی زندگی کا دریا قریباً گم ہو ہی گیا تھا اُس کے بھلے ارادہ کے صاف و شفاف بلوری چٹان کے ساتھ مقابلہ کرنا (۲-سموئیل ۲۳ : ۱-۵)۔

بائیسواں باب

خُدا کے صندوق کا کوہ صیحون کو لے جانا

(۲ سموئیل ۶ باب)

دار السلطنت کے قائم کرتے ہی داؤد یہ آرزو دامنگیر ہوئی کہ اُس کو قومی زندگی کا نہ صرف پولیٹیکل بلکہ دینی مرکز بھی بنا لے۔ اس مدعا کو مدنظر رکھ کر اُس نے ارادہ کیا کہ اپنے محل کے نزدیک ایک خیمہ میں جو اُس نے کھڑا کیا تھا خدا کے فراموش شدہ

صندوق کو عارضی طور پر فلسطیوں کے ملک سے واپس لانے[1] کے بعد یہ مقدس صندوق جبعہ نامی ایک شہر میں جو یروشلیم کے جنوب مغرب میں قریب گیارہ میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ ابیناداب کے زیر حفاظت اُس کے مکان میں رکھا گیا تھا اور اب تک وہیں تھا +

غالباً داؤد کو یہ حوصلہ نہ ہُوا کہ خداوند کے مسکن کو جو ساؤل کے کاہنوں کو قتل کرنے کے بعد جبعون کے اونچے مکان پر نصب کیا گیا تھا۔ وہاں سے انتقال کرے۔ کیونکہ صدوق کاہن اور اُس کے بھائی دوسرے کاہن برابر مذبح پر خداوند کے لئے سوختنی قربانیاں چڑھایا کرتے تھے۔ مدتوں سے صدوق اور ابی یاتر کے خاندان میں باہمی رشک چلا آتا تھا اور ہر طرح سے مصلحت اسی میں تھی کہ یہ دونو خاندان ایک جا اکٹھے نہ ہوں اور اُن کی دینی رسومات میں جو وہ مدت سے برابر بجا لا رہے تھے کسی قسم کی دست اندازی نہ کی جائے۔ (۱ تواریخ ۱۶ : ۳۹ وغیرہ) نئے شہر میں خداوند کے صندوق کو لے آنا داؤد کے مقصد کے لئے کافی تھا۔ تاہم وہ نہ چاہتا تھا کہ اس کام کو فقط اپنی ہی مرضی سے سرانجام دے۔ بلکہ اُس نے ہزاروں اور سیکڑوں کے سرداروں اور تمام پیشواؤں سے صلاح مشورہ کیا۔ اُن کی مرضی صلاح سے اس نے تمام سرزمین اسرائیل میں سے کاہن اور لاوی اور دیگر لوگ جمع کرنے شروع کئے کہ الٰہی حضوری کے اس مقدس نشان کو اپنے درمیان پھر واپس لائیں +

۱ - گاڑی کے متعلق غلطی۔

ایک بڑا عالیشان جلوس اس دن اس چھوٹے شہر کی طرف چلا۔ کاہنوں۔ لاویوں اور لوگوں کے ایک جم غفیر کے علاوہ تیس ہزار چیدہ سپاہی تھے۔ جو انتظام رکھنے یا باہر سے کسی حملہ کو روکنے کے لئے ضروری خیال کئے گئے تھے +

غالباً ایک سو بتیسواں[1] زبور اس تقریب پر لکھا گیا تھا۔ جس میں یہ مغنی بادشاہ اپنے اس قصد کا اظہار کرتا ہے جو اس نے اپنی مصیبت کے دنوں میں باندھا تھا۔ کہ جب اُس کے یہ تنگی کے دن ختم ہونگے اور وہ اپنی بادشاہت میں

قائم ہو جائیگا۔ تو اس کا پہلا کام یہ ہوگا کہ خداوند کے لئے ایک مقام اور یعقوب کے قادر کے لئے ایک مسکن مہیا کرے۔ پھر ان دلکش فقروں میں اس امر کی طرف صریح اشارہ ہے:۔

"دیکھو ہم نے اس کی خبر افراتا میں سُنی۔ ہم نے اس کو جنگل کے میدانوں میں پایا۔ ہم اُس کے مسکنوں میں جائینگے۔ ہم اس کے پاؤں کی چوکی کے سامنے سجدہ کرینگے۔ اُٹھ اے خداوند اپنی آرامگاہ میں داخل ہو۔ تو اور تیری قوت کا صندوق" +

لیکن ایک سخت غلطی سے سارا انتظام بگڑ گیا اور قوم کی بلند اُمیدیں اور ارادے ملتوی ہو گئے۔ موسوی شریعت میں یہ صریحاً درج تھا کہ صرف لاوی جو اس کام کے لئے مخصوص کئے گئے ہوں۔ صندوق کو اپنے کاندھوں پر اُٹھائیں۔ لیکن وہ مقدس چیزوں کو نہ چھوئیں تاکہ مر نہ جائیں (گنتی ۴: ۱۵ + ۷ : ۹) یہ فرمان کیسا صاف اور صریح ہے اور قادر مطلق کی خدمت میں تمام مقدس باتوں کو قائم رکھنے کی ضرورت کیسی اہم ہے۔ لیکن اور کئی باتوں کے ساتھ یہ حکم بھی غیر مروج ہو گیا تھا۔ اور اب یہ تجویز ہوئی کہ خداوند کے صندوق کو ایک نئی گاڑی پر رکھ کر ابیداب کے دونو بیٹے ہانک کر لے جائیں۔ اس غلطی سے چشم پوشی نہ ہو سکتی تھی۔ فلسطی بیشک مقدس صندوق کو گاڑی میں لے جایا کرتے تھے اور اُن کو کسی قسم کی سزا نہ ملی۔ کیونکہ اُن کو علم نہ تھا اور وہ بھولے سے ایسا کرتے تھے۔ لیکن اسرائیلیوں کے بارہ میں شریعت کو نظر انداز کرنے اور اپنی مرضی پر چلنے سے درگذر نہ ہو سکتا تھا۔ تاکہ کہیں شریعت کے احکام اور فرامین بالکل ہی غیر مروج نہ ہو جائیں +

تُرئیوں اور نقاروں کی گمرج کی درمیان بیل روانہ ہوئے اور پہلے دو میل تک سب خیریت رہی۔ آگے سڑک کا کچھ حصہ ناہموار تھا۔ بیلوں نے لغزش کھائی اور صندوق ایسا ہلا کہ خطرہ تھا کہ کہیں زمین پر گر نہ پڑے۔ اس پر ابیداب کے چھوٹے بیٹے عزہ نے جو شاید الہی حضوری کے اس مقدس

نشان سے بہت مانوس تھا ہاتھ بڑھا کے خدا کے صندوق کو تھام لیا مگر تھامتے ہی زمین پر گر کر جان بحق ہو گیا"۔ سارے جلوس پہ دہشت سی چھا گئی۔ اور جوں جوں جم غفیر میں جو پیچھے پیچھے آ رہا تھا اس واقعۂ جانکاہ کی خبر پہنچی گئی۔ راگ و سرود بند ہوتا گیا اور لوگوں کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ داؤد بھی اس سے نہایت ناخوش اور رنجیدہ خاطر ہو گیا اور اُس دن خداوند سے ڈرا اور بولا کہ خداوند کا صندوق مجھ پاس کیونکر آئیگا؟ اور یہ مناسب سمجھا کہ عوبید ادوم لاوی کے ہاں جو وہاں سے نزدیک ہی رہتا تھا خداوند کا صندوق رکھا جائے۔ جہاں وہ تین ماہ تک رہا۔ دہشت زدہ بھیڑ حیران و پریشان یروشلیم کو واپس چلی آئی +

بعضوں کا خیال ہے کہ عزہ پر خدا نے بیجا سختی کی۔ بھول کے گناہ کی یہ ایک بہت سخت سزا تھی۔ لیکن یہ بات قابل غور ہے کہ ایسے موقعہ پر شریعت کی لفظی طور پر اور ٹھیک ٹھیک بجا آوری کیسی ضروری تھی۔ ورنہ اندیشہ تھا کہ اُس کے ضروری احکام کو لوگ بھول بیٹھیں اور وہ غیر مروج ہو جائیں +

۲ - **زندہ آدمیوں کے کندھے** "خداوند نے عوبید ادوم اور اُس کے سارے گھرانے کو برکت دی"۔ یوسفس لکھتا ہے کہ جس دم کہ صندوق عوبید ادوم کی چھت تلے آیا گویا سنہری اقبالمندی موج کی طرح اُس کی طرف لہراتی ہوئی آئی اور ادبار کی حالت سے وہ دولت اور اقبالمندی کے عروج پر جا پہنچا۔ یہ اس امر کا صاف نشان تھا کہ جو لوگ شریعت کے حکم اور فرائض کو بجا لاتے تھے خدا اُن کے ساتھ کسی قسم کا غصہ نہ رکھتا تھا۔ اس اثنا میں داؤد شریعت الٰہی میں تلاش کرتا رہا کہ اس مقدس نشان کو کیونکر اُٹھا لے جائے۔ کیونکہ اُس نے کہا کہ "بنی قہات کے سوا کوئی خدا کے صندوق کو نہ اُٹھائے کیونکہ اُن کو خداوند نے خدا کے صندوق کو اُٹھانے کے لئے چنا ہے۔ اور اس لئے بھی کہ ہمیشہ تک اُس کی خدمت کریں" +

پھر ایک جم غفیر فراہم ہوا۔ اس دفعہ احکام وہدایات پر پورا پورا عمل کیا

گیا اور بنی نفتالی نے خدا کے صندوق کو اپنے کندھوں پر اُٹھایا اور اُس پر عصا رکھے جیسے موسٰے نے خداوند کے کلام کے مطابق فرمایا تھا۔ پھر سفید جامہ پہنے ہوئے گانے والوں کی خوش آوازی۔ باجہ کی صدائے شیریں۔ بربط اور جھانجھ کی ہم آہنگی ہزاروں کے سرداروں کی شاندار چال۔ بزرگوں کا جلوس۔ اسرائیلیوں کے نعروں کی گونج۔ یہ سب باتیں موقعہ کی فضایاں تھیں اور داؤد کا دل خوشی سے معمور ہُوا اور وہ کتان کا افود پہنے ہوئے خداوند کے حضور ناچتا کودتا ہُوا چلا۔

یوں وہ خدا کے صندوق کو لائے اور اُسے اُس خیمہ میں جو داؤد نے کھڑا کیا تھا اُس کے خاص مقام پر رکھ دیا اور داؤد نے سوختنی قربانیاں اور سلامتی کی قربانیاں خداوند کے آگے چڑھائیں۔ پھر اُس نے ربّ الافواج کا نام لے کے لوگوں کو برکت دی اور روٹی۔ میوے اور مَے اُن میں تقسیم کی۔ اُس دن کی خوشی میں صرف میکل کی طعنہ آمیز تقریر رخنہ انداز ہوئی۔ اس عورت کو اپنے خاوند کے مذہب سے کسی قسم کی ہمدردی نہ تھی شاید فلطی ایل کی جُدائی پر وہ ابھی تک نوحہ کناں تھی۔ یا شاید اس امر سے رشک کھاتی تھی۔ کہ داؤد اب اس سے اور اس کے باپ کے خاندان سے آزاد ہے۔ اسلئے اس نے اُس مرد کو جس کی محبت کا وہ دم بھرتی تھی اور جس کی جان کو اُس نے ایک موقعہ پر بچایا بھی تھا ایسے زہر آلود الفاظ سے خطاب کیا۔

۳۔ تین پُرشان اور معنی خیز زبور۔ اس موقعہ پر تین بڑے مشہور زبور لکھے گئے۔ یعنی پندرھواں اڑسٹھواں اور چوبیسواں۔ پندرھواں زبور عزّہ کی موت کے واقعہ پر اور اس سوال کے جواب میں لکھا گیا کہ:۔

"اے خداوند تیرے خیمہ میں کون رہیگا؟ تیرے کوہِ مقدس پر کون سکونت کریگا؟"

۶۸ زبور جلوس میں چلتے وقت گایا جاتا تھا۔ وہ اس قدیمی مقولہ سے شروع ہوتا ہے جو بیابان کے سفر میں ہر روز روانہ ہونے کے وقت

گایا جاتا تھا۔ کہ

"خدا اُٹھے۔ اس کے دشمن۔ تتر بتر ہوں۔ جو اُس کا کینہ رکھتے ہیں اُس کے حضور سے بھاگیں"۔

جب صندوق کو اُٹھا کر لے جا رہے تھے تو یہ مزمور گاتے جاتے تھے۔ جن سے اُن قدیمی ایام کو یاد دلایا جاتا تھا۔ جب خداوند اپنے لوگوں کے آگے آگے جاتا اور بیابانوں میں سے گذرتا تھا۔ اور زمین کانپتی اور آسمان اُس کے حضور ٹپکتے تھے۔

جس وقت بنی قہات سڑک کی بلندی پہ صیحون کے قلعہ کے پاس پہنچے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا بسن کے چوٹیدار پہاڑ اس کی چھوٹی سی بلندی پر رشک کھاتے ہیں اور جب یہ جلوس بلندی پر آ چڑھا تو گانے والوں نے ایسے پُرمعنی الفاظ خوش آوازی سے گائے کہ جن کے پورے معنی خود خداوند یسوع مسیح کے صعود ہی میں جب وہ تمام قدرت اور اختیار سے اوپر اپنے باپ کی حضوری میں داخل ہُوا۔ ظاہر ہوتے ہیں۔

"تُو اونچے پر چڑھا تو نے اسیری کو اسیر کیا:
تُو نے لوگوں سے ہدیئے لئے۔
بلکہ سرکشوں کے درمیان تاکہ خداوند خدا اُن میں بسے"۔

پھر اس بڑے جم غفیر کی تفصیل دی گئی ہے کہ گانے والے جو آگے آگے جاتے تھے اور بجانے والے پیچھے پیچھے۔ کنواریاں کھنجریاں بجاتی تھیں اور اور عورتوں کی بڑی جماعت جو خوشخبری پھیلاتی تھیں چھوٹا بنیمین اور یہوداہ کے سردار۔ زبولون کے سردار اور نفتالی کے سردار۔ آخر میں مزمور نویس ایمان کی آنکھوں سے دیکھتا ہے کہ کیونکر اس جائے مقدس پر دور دور سے قومیں آئینگی۔

"امرا مصر سے آئینگے۔
کوش کے لوگ فوراً اپنے ہاتھ خدا کی طرف بڑھائینگے"۔

لیکن چوبیسواں زبور شاہیان سب میں اعلےٰ ہے۔ بلحاظ یہودی علیحدگی اور تنگ دلی کے یہ ایک نہایت عجیب خیال سے شروع ہوتا ہے کہ

"زمین خداوند کی ہے اور اُس کی معموری بھی جہان اور اُس کے سارے باشندے اُس کے ہیں"

زبور کے پہلے حصّے میں اس سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ کون خدا کے حضور کھڑا رہ سکتا ہے؟ (آیات ۳-۶) وہ جس کے ہاتھ صاف ہیں جس کا دل پاک ہے۔ جو اپنا دل بطلان پر نہیں لگاتا اور جو مکر سے قسم نہیں کھاتا۔ کسی قسم کی ظاہری صفائی یا رسومات سے یہ شرائط پوری نہیں ہوتیں۔ اس مقدس خدا کا مطالبہ وہ راستبازی ہے جسے اکیلا وہی اُن لوگوں کو عطا کرتا ہے جو اُس کے چہرے کی تلاش میں رہتے ہیں

دوسرے حصّے میں اس امر کا اظہار ہے کہ خدا راضی ہے کہ زمین پر انسان کے درمیان رہے۔ یہ چھوٹے دروازے جن میں سے گذر کر ملک صدق ابراہیم کو ملنے آیا۔ صندوق کے اندر آنے کے لئے جو بنی قہات کے کندھوں پر رکھا تھا چھوٹے معلوم ہوتے تھے۔ اسلئے ان دروازوں سے کہا جاتا ہے کہ بلند ہوں اور بادشاہ کے اندر آنے کے لئے کھل جائیں۔ بلند نعروں اور بربط نوازی کے ساتھ سفید گانے والوں نے جو سفید جامے پہنے تھے بند دروازوں کے آگے کھڑے ہو کر یوں گایا کہ

"اے پھاٹکو اپنے سر اونچے کرو
اور اے ابدی دروازو اونچے ہو
کہ جلال کا بادشاہ داخل ہو"

اور پھر اندر سے ایک آواز گویا کسی خائف۔ اور شکی دربان کی پوچھتی ہے کہ

"یہ جلال کا بادشاہ کون ہے"؟

اس سوال کا فوراً بڑے زور اور یقین کے ساتھ جواب دیا جاتا ہے کہ

"خداوند جو قوی اور قادر ہے۔

خداوند جو جنگ میں زور آور ہے"۔

پھر تقاضا اور پھر استفسار۔ اور پھر وہی عجیب جواب جلال کا بادشاہ جو اس قدیمی شہر میں جو یبوسیوں کا مسکن اور ہر ایک ناپاک پرند کا آشیاں تھا داخل ہونا چاہتا ہے۔ وہ لشکروں کا خداوند ہے۔ جس کے تمام فرشتے اور یہ آسمان اور زمین اور زمین تلے کی تمام زندہ چیزیں تابع ہیں۔ یوں صندوق آخر کو اپنے آرام کی جگہ میں پہنچا۔

تیئیسواں باب

تو نے جو اپنے دل میں اس بات کا ارادہ کیا تو اچھا کیا

(۲ سموئیل ۷ باب + ۲ تواریخ ۶ : ۸)

صور کے بادشاہ حیرام کی مدد سے کوہ صیہون پر داؤد کے لئے سرو کی لکڑی کا ایک محل تیار ہوا۔ غار عدلام یا کسی اور مکان سے جہاں وہ جبرون میں ٹھہرا کرتا تھا یہ جگہ بالکل مختلف تھی۔ یہ اس چندروزہ خیمہ سے بھی بالکل جدا انداز کی تھی جو صندوق کے مسکن کا کام دیتا تھا۔ ایک دن داؤد کے دل میں ایک خیال نے جوش مارا کہ اپنے ایک ارادے کو جو غالباً مدتوں سے اس کے دل میں جاگزیں ہو رہا تھا پورا کرے۔ ناتن کو بلا کر جن کے نام کا ذکر اب پہلی دفعہ کتاب مقدس میں آتا ہے اُس نے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ وہ چاہتا ہے کہ خدا کے لئے ایک مکان بنائے۔ اس وقت تو نبی نے اس تجویز کی تائید کی۔ لیکن رات کی خاموشی میں جب اُس نے خدا کی مرضی کو دریافت کیا تو خداوند کا کلام اُس کو پہنچا اور اُسے کہا کہ بادشاہ کو اس مقصد کی انجام دہی سے باز رکھے۔

دوسرے روز ناتن نے بڑی دانشمندی اور ملائمی سے یہ خبر داؤد کو دی

یہاں تک کہ اس کی ساری گفتگو میں ایک بھی فقرہ ایسا پایا نہیں جاتا۔ کہ جس سے صریح انکار پایا جائے۔ ساری گفتگو سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بادشاہ کی تجویز خدا کے نزدیک منظور نہیں ہوئی۔ لیکن یہ انکار برکت کے ایسے یقین اور وعدوں اور دعائے خیر میں ملفوف تھا کہ ناتن کے الفاظ سے جو خوشی اُسے حاصل ہوئی اُس میں اس نے اپنی تجویز کی نامنظوری سے کسی قسم کی مایوسی محسوس نہ کی۔ "کیا تو میرے لئے ایک گھر جس میں مَیں رہوں بنایا چاہتا ہے؟ مَیں تیرے لئے گھر بناؤنگا"۔

۱ - ایک نیک ارادے کا خیال۔ یہ ایک بڑا اعلےٰ خیال تھا جو داؤد کے دل میں پیدا ہُوا۔ اس کی تحریک وقت کی ضروریات سے ہوئی۔ جب عہد کا صندوق اپنے نئے مکان میں آیا تو آسف اور دیگر شخص مقرر کئے گئے کہ خداوند کے صندوق کے آگے خادم ہوں اور خداوند اسرائیل کے خدا کا ذکر اور شکر اور حمد کیا کریں (تواریخ ۱۶: ۲-۴) گمان غالب ہے کہ اُسی وقت کاہنوں کے ۲۴ فرقے مقرر ہوئے اور یہ انتظام ہمارے خداوند کے آنے تک قائم رہا۔ یہ بھی گمان ہے کہ چوبیس ہزار لاوی بھی اسی وقت مقرر ہوئے کہ کاہنوں کی مدد کریں۔ چار ہزار مغنی اور گانے بجانے کے لئے۔ چار ہزار چوکیدار۔ اور باقیوں کو تلقین شرع۔ کار عدالت و دیگر کار ہائے عامہ سپرد ہوئے۔ صندوق اور محل کے چوگرد ایک کثیر تعداد جمع ہوتی جاتی تھی۔ جن کے لئے مناسب حال مکانات کا مہیا کرنا ضروری تھا اور کسی قدر اس خیال سے بھی داؤد کو اپنے تکمیل ارادہ کی تحریک ہوئی۔ لیکن یقیناً اس سے بھی بڑھ کر ایک اور وجہ تھی۔ یعنی خدا سے اپنی محبت کا اظہار کرنا اور جو عزت اور عقیدت اور شکر گذاری اُس کے دل میں تھی۔ اُس کے اظہار کے لئے ایک دائمی یادگار بنانا۔

یوں جوانی کے دنوں میں بڑے بڑے اعلےٰ خیال دل میں پیدا ہوتے ہیں نہایت دلکش خوبصورتی کے نمونے آئندہ زندگی پر اپنا پرتو ڈالتے ہیں۔ خدا

اور انسان کی خدمت کرنے کا خیال رُوح کو تازہ دم کرتا ہے اور ساری زندگی شریف اور اعلےٰ معلوم ہوتی ہے۔ دل ہی دل میں وہ لڑکا واعظ۔ مشنری یا غیر خادم عام ہونے کا ارادہ باندھتا ہے۔ اور یہ لڑکی کسی قابل نمونہ خاندان کی سکھ بنیاد یا ہندستان کے زنانوں میں کام کرنے کے منصوبے ٹھانتی ہے۔ جوان دل خودنثاری۔ آنسوؤں ہاں خون بہانے کا مطلق خیال نہ کرکے اپنے آپ سے کہتا ہے۔ کہ میں خدا کے لئے فلاں فلاں کارنمایاں انجام دونگا۔ اعلےٰ اور شریف تحریکیں اپنا بگل بجاتی اور رُوح کو اعلےٰ بلندی پر بلاتی ہیں اور اس غیر فانی اُمید سے جو ہم سے آگے گئی ہے رُوح کو اس نچلی سطح سے بچائے رکھتی ہے جس میں اور اشخاص پھنسکر اپنی آئندہ زندگی کی نسبت بالکل مطمئن ہو جاتے ہیں۔

اے جوانو! اپنے نمونہ کو کبھی نہ کھوؤ۔ نہ اُس کے غیر مناسب چال چلو۔ نہ آسمانی رویا کی نافرمانی کرو۔ سب سے بڑھ کر جب تم سرو کی لکڑی کے بنے ہوئے مکان میں آؤ اور خدا تم کو آرام بخشے تو پیشتر سے زیادہ مستعد رہو اور اس ارادے کے پورا کرنے کی کوشش کرو جو اُن دنوں تمہارے دل میں پیدا ہوا تھا جب تم اپنے باپ کی بھیڑوں کی رکھوالی کرتے تھے۔

۲۔ ارادے ہمیشہ پورے نہیں ہوتے۔ خداوند کے نرم لبوں سے کبھی لفظ "نہیں" کا صریح طور سے نہیں نکلتا۔ وہ اپنے وعدے اور برکتیں ہم پر نازل کرتا اور محبت کی سُنہلی فضا میں ہمیں آگے لے جاتا ہے اور ان باتوں میں اُس کا انکار چھپا رہتا ہے۔ داؤد کی طرح ہم انکار کے وقت یا الفاظ کو بتا نہیں سکتے۔ لیکن الہٰی حفاظت اور بخشش سے ہم زندگی میں قدم بقدم آگے کو بڑھتے جاتے ہیں۔ اور اپنی زندگی پر فکر کرتے وقت ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ ہمارا ارادہ ہمارے اپنے خیال کے مطابق پورا نہ ہوگا۔

پودے میں بڑھنے اور نمو کا کیسا امکان ہے۔ لیکن دن گذر جاتے ہیں۔ اور اُس میں پھول نہیں لگتا۔ جس تصویر نے کہ بقائے دوام کا سہرا پانا ہے وہ ابھی کھینچی جاتی ہے۔ وہ کتاب کہ جس نے زمانے کے عقدوں کو حل کرنا ہے۔

ابھی لکھی جانے کو ہے۔ وہ گیت جو ابتک زبان پر دعا میں رہیگا ابھی لکھا جانے کو ہے
وہ جوان کو جس نے پادری بننے کا ارادہ کیا تھا قبر میں نقشی کا کام کرتا ہے۔ لڑکی
بوڑھی ہو جاتی اور اُس کا غنچۂ اُمید شگفتہ نہیں ہوتا۔ بادشاہ مکان کی تعمیر
اپنے بیٹے کے سپرد کرتا ہے +

۴ ۔ خدا اپنے وجوہات بعد میں بیان کرتا ہے۔ جو کچھ
اب ہمیں معلوم نہیں وہ بعد میں معلوم ہوگا۔ برسوں بعد داؤد نے سلیمان سے
جو اس وقت پیدا بھی نہ ہوا تھا کہا کہ "خداوند کا کلام اس مضمون کا مجھ پر اُترا کہ
تو نے بہت سی خونریزی کی اور بڑی لڑائیاں لڑیں تجھے میرے نام کے لئے
گھر نہ بنانا ہوگا" (۱ تواریخ ۲۲ : ۸) مناسب نہیں کہ خون آلودہ ہاتھ صلح
کی ہیکل تعمیر کریں۔ لیکن اگر یہ بات اسی وقت داؤد کو کہی جاتی تو اُس کے
دل کو رنج پہنچتا۔ الٰہی انکار کو بہت سی برکتوں کے وعدہ میں ملفوف کر دینا
کافی تھا۔ لیکن وقت گذرنے پر خدا کے انکار کی وجہ صاف اور صریح ہوگئی۔
اس دَوران میں داؤد نے حوصلہ رکھا صبر و برداشت سے کام لیا اور اپنے آپ
کو یوں تسلی دی کہ خدا کے پاس اس انکار کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوگی۔ میں
اس وجہ کو سمجھ نہیں سکتا لیکن یہی بہتر ہوگا +

ایک دن ہم سمجھینگے کہ خدا کے ہر ایک انکار میں جو وہ زندگی کے آہستہ
رو طریق میں ظاہر کرتا ہے کوئی نہ کوئی معقول وجہ ہے۔ اگر ہم اس کی برداشت
کر سکیں تو وہ ہم پر ظاہر کر دیگا۔ لیکن یہ بہتر ہے کہ ہم خدا کی مشیت کے بھید
دریافت کرنے کی کوشش نہ کریں۔ وہ ہمارے سوال کا یوں جواب دیتا ہے
کہ "اگر میں چاہوں کہ میرے آنے تک وہ ٹھہرے تو تجھے اُس سے کیا" لیکن
ایسا وقت آئیگا۔ غالباً اسی زندگی میں۔ جب خدا کا کلام ہم پر اُتریگا۔
اور برسوں کی انتہا پر سے ہم دیکھینگے کہ کیوں اُس نے اس طور پر ہماری رہنمائی کی +

۵۔ ناتکمیل شدہ ارادہ بھی بڑی برکت کا موجب ٹھہر
سکتا ہے۔ سلیمان اس داستان کی تکمیل کرتا ہے۔ کہ "خداوند نے میرے باپ

داؤد سے کہا۔ اس سبب سے کہ تُو نے اپنے دل میں اس بات کا ارادہ کیا کہ میرے نام کا ایک گھر بنائے سو تُو نے جب کہ اپنے دل میں یوں ارادہ کیا۔ تو اچھا کیا" (۲ تواریخ ۶: ۸) داؤد اس نیک خیال کے اظہار کے باعث ایک بہتر مرد ہو گیا۔ اس کی روشنی کی جھلک اُس کی زندگی پر باقی رہی۔ وہ جوان جس کو مشنری سوسائٹی نے منظور نہیں کیا۔ ان لوگوں کی نسبت اعلےٰ اخلاقی سطح پر کھڑا ہے کہ جن کے دل میں کبھی مشنری ہونے کا خیال تک نہیں آیا۔ جس عورت میں سچی اور پکی محبت ہوئی وہ اُس محبت کرنے کے باعث زیادہ بہتر اور شریف عورت بن جائیگی۔ گو اُس کا محبوب زیرآب سویا ہو بہ نسبت اس کے کہ وہ بالکل محبت نہ کرتی یا کوئی اُس سے محبت نہ کرتا۔ اگر کسی پودے میں پھول لگنے کا امکان ہو تو یہی امر اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ اَور پودوں سے اعلےٰ ہے۔ "تُو نے جو اپنے دل میں یہ ارادہ کیا تو اچھا کیا"۔
کتاب مکاشفات کے رویا میں شہید اُس دن دیکھتے ہیں کہ جب اُن کی سختیوں کا بدلہ لیا جائیگا۔ لیکن چونکہ ابھی تک خدا کا وقت نہیں ہو لیا اُن سے کہا جاتا ہے کہ صبر کریں اور اس اثنا میں اُن کو سفید جامے دئے جاتے ہیں۔ انکی زندگی کا اعلےٰ مقصد ابھی تک پورا نہیں ہُوا تھا۔ لیکن اُس اعلےٰ مقصد سے وہ پاک صاف کئے گئے۔ اور مسیح سے زیادہ نزدیکی حاصل ہوئی۔

خدا ان کاموں کا اجر بھی ہمیں دیگا کہ جو اگر ہم سے ہو سکتا تو ہم سرانجام دیتے جس شخص کا دل مشنری ہے اُسے اگرچہ دفتر میں ہی کام کرنا پڑے وہ مشنری زمرہ میں شمار ہوگا۔ زرافت میں جو عورت نبی کے ساتھ آخری کھانے میں شریک ہوئی اُسے نبی کا اجر ملیگا۔ جس کے دل میں کہ بڑی بڑی اعلےٰ اُمنگیں جوش مار رہی ہیں لیکن جو بوجہ اپنی بیوہ ماں یا دیگر رشتہ داروں کی فکر کے اُنہیں سرانجام دے نہیں سکتا۔ ایک دن حیران ہوگا کہ ایک بڑی فصل اُس کے حساب میں درج کی گئی ہے جو اس حالت میں پیدا ہوتی اگر یہ بیج اچھی جگہ میں پڑتے۔ جلال میں پہنچکر داؤد معلوم کریگا کہ وہ صیحون

ہیکل کی تعمیر اُس کے حساب میں درج کی گئی ہے +

۵ ۔ دوسری بہتر بات سرانجام دو۔ جو محنت اور جانفشانی داؤد ہیکل کی تعمیر میں صرف کرتا وہ اس نے اسباب کے مہیا کرنے میں صرف کی۔ تو میں نے خدا کے گھر کے لئے سامان جمع کیا۔ (۱ تواریخ ۲۹: ۲ وغیرہ) +

اگر تمہاری اُمید بر نہیں آتی تو مایوس ہو کر بیٹھ نہ جاؤ اور اپنی زندگی کی طاقتوں کو یوں ہی ضائع ہونے نہ دو۔ بلکہ اُٹھو اور دوسروں کی مدد کرو کہ اُن کے ذریعے تمہارا ارادہ پورا ہو۔ اگر تم آپ تعمیر نہیں کر سکتے تو تم اُس شخص کے لئے مصالح جمع کر سکتے ہو جو تعمیر کریگا۔ اگر تم کان میں خود نیچے اُتر نہیں سکتے تو تم رسّا پکڑ سکتے ہو کہ جسے پکڑ کر اور نیچے اُتریں +

نیچر میں ایک قانون ہے جس کو قانونِ اجتماع قوت کہتے ہیں۔ پتھر کے گرنے سے گرمی پیدا ہوتی ہے۔ جس کا کچھ حصّہ تو پتھر ہی میں رہتا ہے۔ اور باقی فضا میں پھیل جاتا ہے۔ کوئی اعلےٰ خیال بے ثمر نہیں رہتا۔ کسی نہ کسی طرح سے وہ دنیا کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ کوئی آنسو بے فائدہ بہایا نہیں جاتا کوئی دعا بے فائدہ مانگی نہیں جاتی۔ کوئی اعلےٰ خیال اور ارادے بے پھل نہیں رہتے +

کسی نہ کسی طرح خدا اُن کی تلافی کر دیتا ہے۔ اُس نے داؤد کو بڑی برکت دی +

ناتن کی معرفت سہ چند وعدہ کیا گیا۔

۱۔ کہ داؤد کی نسل ہمیشہ تک بادشاہی کریگی +

۲۔ داؤد کی نسل ہیکل تعمیر کریگی +

۳۔ اسرائیل کی بادشاہت مضبوط اور قائم کی جائیگی۔ ان الفاظ کو پڑھ کر دل میں یقین پیدا ہوتا ہے کہ یہ وعدے اسی میں پورے ہو سکتے ہیں۔ جس کو بقول پطرس داؤد نے رویا میں دیکھا۔ بنی آدم میں سے صرف ایک ہی ہے جس کی بادشاہت دائمی اور اُس کی سلطنت بیحد ہو سکتی ہے اور جو

تھکے ماندے انسان کو آرام دے سکتا اور خدا کی سچی ہیکل تعمیر کرسکتا ہے (۱۔تواریخ ۲۲ : ۲۰) لیکن کتنی بڑی عزت کہ وہ داؤد کا بیٹا ہو !

پھر داؤد بادشاہ اندر گیا اور خداوند کے حضور بیٹھا اور کہا میں کون ہوں اے خداوند خدا . . . . . " (۲سموئیل ۷ : ۱۸) اس وقت میں جو اُس کی حالت تھی اس کا اظہار الفاظ میں نہیں ہو سکتا۔ اس جلال کی حالت میں جو اُس کو نصیب ہوئی اس امر کا اُسے کوئی فکر نہیں کہ اُس کے دل کا ارادہ پورا نہ ہوا۔ کیا خدا چھوٹے کو رکھ چھوڑتا اور بڑے کو نہیں دیتا ؟ کیا وہ ہمارے ہدیہ کو منظور نہیں کرتا اور ہمیں ہمیشہ کے لئے غنی بنانے کو آسمانی بخشش نہیں دیتا ؟ اُس پر تکیہ رکھ۔ اُس کے حضور بیٹھ۔ اور اُس کے یقین سے تسلی پا۔ اس امر کا دعوے دار ہو کہ جو اُس نے وعدہ کیا وہ پورا بھی کرے۔ اور جان رکھ کہ ایک بھی اچھی چیز ہوئے بغیر نہ رہیگی۔ تانبے کے بدلے وہ سونا دیگا۔ لوہے کی جگہ چاندی۔ لکڑی کے لئے تانبا اور پتھروں کی جگہ لوہا۔ دن کو سورج اور رات کو چاند تجھے روشنی نہ دینگے ؟ لیکن خدا تیرے لئے ابدی نور ٹھیریگا اور تیرا خدا تیرا جلال ہوگا +

چوبیسواں باب

مَیں نے اپنے بادشاہ کو سمجھایا

(۲۔سموئیل ۸ باب + ۱ تواریخ ۱۸ و ۱۹ و ۲۰۔ابواب)

عہد کے صندوق کے لے جانے کے بعد جو امن وچین کا تحفہ ملا وہ دیرپا نہ تھا۔ کیونکہ تھوڑا عرصہ بعد سخت لڑائیاں برپا ہوئیں۔ یکے بعد دیگرے گرد نواح کے فرقے فرداً فرداً یا ایک دوسرے سے ملکر داؤد پر حملہ آور ہوئے۔ تو بھی

جوش میں آئیں۔ زمین کے بادشاہوں نے اُس کا سامنا کیا +

فلسطی ۔ اب آخری دفعہ یہ قوم داؤد کے خلاف اُٹھی۔ لیکن داؤد نے اُس کو مغلوب کیا اور شہر فلکی یان یروشلیم کی عنان حکومت اُن کے ہاتھ سے لے لی +

موآبی ۔ خلاف تعلق اور رشتہ رعت کے وقت سے عبرانی بادشاہ اور اس کے پُر جوش ہمسایوں کے درمیان چلا آتا تھا وہ بھی موآبیوں کو داؤد پر حملہ کرنے سے باز رکھ نہ سکا۔ اور نیا پایان پر یورش کرنے کے لئے مقرر ہوا۔ اور اُسے ایسی کامیابی نصیب ہوئی۔ کہ دشمن کی فوج بالکل پس پا اور مغلوب ہو کر اس کے ہاتھوں میں پڑی اور اُن کے دنوں کے سخت رواج کے مطابق ⅔ تہ تیغ کی گئی اور اور ⅓ چھوڑ دی گئی +

سریانی۔ شاہ ضوباہ اور دمشقی سریانی بالکل پس پا ہوئے بہت سا سونا اور پیتل داؤد کے ہاتھ میں پڑا اور اسرائیل کی حد دریائے فرات تک پہنچ گئی اور قدیم زمانوں میں جو خدا نے ابرہام سے وعدہ کیا تھا وہ پورا ہوا۔ "تیری نسل کو میں نے یہ سرزمین دی۔ دریائے مصر سے لیکر اُس بڑے دریا یعنی دریائے فرات تک" +

ادوم۔ جس وقت داؤد شمال میں مشغول تھا۔ ادومیوں نے یہوداہ پر حملہ کیا اور اُن کے مقابلہ کو ابیاشی مقرر ہوا بحر مردار کے مغربی کنارے پر اُن کا سامنا ہوا اور وادئے نمک میں اُس نے حریف کے اٹھارہ ہزار مرد قتل کئے۔ ساری سرزمین اُس کے چٹانی دارالخلافہ پترا تک آہستہ آہستہ مغلوب ہو گئی اور سوائے ہدد کے جس نے مصر میں جا پناہ لی کل شاہی خاندان نابود ہو گیا +

بنی عمون۔ داؤد کے دوستانہ برتاؤ کے عوض میں اس کی بیعزتی کی گئی اور بنی عمون نے یہ دیکھ کر کہ ہم داؤد کے نزدیک بدبو ہو گئے ہیں اور وہ اس کا بدلہ لیگا۔ حنون کے ذریعے بتیس ہزار فوج بمعہ رسالہ و رتھوں کے جمع کی۔ داؤد ان کا مقابلہ صرف اپنی پیادہ فوج سے کر سکتا تھا۔ کیونکہ موسوی

شریعت کے رُو سے گھوڑوں کا استعمال جائز نہ تھا۔ داؤد کی زندگی میں یہ بڑا نازک موقعہ تھا اور یہ آپ کی سپہ سالاری کا یہ گویا امتحان تھا۔ خدا کی مدد سے فتح نصیب ہوئی۔ حریف کا ملک مغلوب ہُوا اور دارالخلافہ ربّہ پر داؤد کا قبضہ ہُوا اور اُس نے ان لوگوں کو جو اس میں تھے باہر نکالا اور ان سے آروں اور لوہے کے ہلوں اور کلہاڑے چلانے کا کام لیا۔ کارہائے عامہ یا شاید ہیکل کے اسباب یوں تیار کرائے گئے۔

ان جنگ کے دنوں میں بعض نہایت ہی ذیشان مزمور لکھے گئے۔ مثلاً

۲۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۶۰۔ ۱۱۰۔

۱۔ **دشمن**۔ قومیں جوش میں ہیں۔ لوگ باطل خیال کرتے ہیں۔ زمین کے بادشاہ سامنا خیال کرتے ہیں اور سردار آپس میں خداوند کے اور اس کے مسیح کے مخالف منصوبے باندھتے ہیں۔ ہم سنتے ہیں کہ اپنی مجالس میں وہ کیا صلاحیں کر رہے ہیں۔

"آؤ ہم اُن کی بند کھول ڈالیں اور اُن کی رسّی اپنے سے توڑ پھینکیں"۔

وہ گھوڑوں اور رتھوں پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اُن کے بادشاہوں کا خیال ہے کہ وہ اپنے لشکر کی فراوانی سے بچ رہینگے۔ وہ اسرائیل کے دل میں دہشت پیدا کرتے ایسا کہ زمین یوں کانپتی ہے کہ گویا خدا نے اُس کو دو ٹکڑے کیا اور لوگ پریشانی اور خوف کی مئے پیتے ہیں۔ اُن کا حملہ ایسا سخت اور اُن کی تعداد ایسی فراواں ہے کہ انسان کی مدد بیفائدہ معلوم ہوتی ہے۔

خدا کے بندوں کی تواریخ کے ہر ایک حصّہ میں ایسا ہی پایا جاتا ہے۔ کہ شیطان اُن کے دشمنوں کو برپا کرتا اور ابھارا۔ اجتماع مردم کے پیچھے وہ راندہ درگاہ روح ہے جو اپنے کینہ اور بغض میں داؤ لگائے بیٹھی ہے کہ عورت کی نسل کی ایڑی کو کاٹے۔ "دنیا میں تم مصیبت اُٹھاؤ گے"۔ "دیکھو شیطان تم میں سے بعض کو قید میں ڈالیگا تاکہ تم آزمائے جاؤ اور تم دس روز مصیبت اُٹھاؤ گے"۔ "جب اژدہا نے دیکھا کہ وہ زمین پر پھینکا گیا تو اُس نے عورت کو

کو ایذا دینی شروع کی ۔

۲-ایمان کا رویہ - جب حریف کا لشکر نظروں میں تھا تو بادشاہ کو نادیدنی اور ابدی عالم کی رویا ملی ۔ خدا کے چہرے پر کسی قسم کے خوف کے آثار ظاہر نہیں اور اُس کے ارادے میں کہ میں اپنے بادشاہ کو کوہ مقدس پر بٹھلاؤنگا ۔ کسی قسم کی تبدیلی نہیں ۔ بلکہ فی الواقع ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس دن حریف اُس پر حملہ آور ہوتا اُسی دن اُس کو اپنے بیٹا ہونے کا نیا یقین دلایا جاتا ہے ۔ اور اُس کو ہدایت کی جاتی ہے کہ قوموں کو اپنی میراث پانے کا دعوےٰ کرے اور دنیا کی حدوں کو اپنے تصرف میں لائے جنگ شروع ہونے وقت وہ اپنے خوف وخطر کے شور وغوغا کے اوپر الٰہی وعدہ کی یہ سُریلی آواز سُنتا ہے ۔ کہ

"تو اُن کو لوہے کے عصا سے چکنا چور کریگا ۔ تو اُن کو کمہار کے برتن کی طرح
چورہ چورہ کریگا ۔"

اُس کے دار الخلافہ سے جانے پر لوگ دعا کرتے ہیں کہ خداوند مصیبت کے دن میں اس کو جواب دے ۔ اس کی مصیبتوں کو یاد کرے اور مقدس میں سے اُس کو مدد بھیجے اور وہ اس کا یوں جواب دیتا ہے ۔

"میں جانتا ہوں کہ خداوند اپنے ممسوح کو بچاتا ہے ۔ وہ اس کو اپنے
مقدس آسمان سے جواب دیگا ۔ اپنے دہنے ہاتھ کے بچانے والی
قوت سے ۔"

وہ جانتا ہے کہ قادر مطلق کی رحمت سے وہ جنبش نہ کھائیگا ۔ اور کہ اُس کا دہنا ہاتھ اُس کے دشمنوں کو تباہ کریگا ۔

مشرق کی طرف یردن کے پار نظر ڈال کر وہ اپنے ایمان کی خوشی میں دعوے کرتا ہے ۔ کہ جلعاد بھی ایسا ہی اُس کے تابع فرمان ہوگا ۔ جیسے افرائیم اور منسی یہوداہ اور دیگر فرقوں کی مدد پاکر وہ فتح کو یقینی جانتا ہے ۔ موآب اس کے پاؤں دھونے کا برتن ۔ عدوم غلام کی طرح اس کی جوتیاں اُٹھائیگا ۔ فلسطیا اُس کا نعرۂ جنگ سُن کر کانپ اُٹھیگا ۔ اور بصرا سے مضبوط شہر میں بھی اس کی سپاہ

جا پہنچیگی ✤

وہ بڑے اطمینان سے نتیجہ کی اُمید رکھتا ہے۔ خداوند اپنی توت کا عصا صیحون میں سے بھیجیگا اور اپنے غصہ کے دن میں بادشاہوں کو ماریگا۔ اور اس کے دشمنوں کو اُس کے پاؤں تلے کی چوکی بنائیگا۔ تاکہ بعد کے دنوں میں وہ کاہن بھی ہو۔ اور بادشاہ بھی۔ جیسے اُس سے صدیوں پیشتر اسی جگہ پر ملک صدق ہوا کرتا تھا ✤

۳ - کاہن بادشاہ کے بہادر سپاہی۔ اس کے ایمان سے ہمت پاکر وہ خدا کی نجات پر فخر کرتے اور اُس کے نام سے اپنے جھنڈے بلند کرتے ہیں۔ ان کا یہ ایمان ہے کہ خدا۔ مرد جنگ آور ہو کر۔ اُن کے لشکر کے ہمراہ ہے اور اُن کے دشمنوں کو زیر پا کریگا۔ ان کا خاصہ یہ ہے کہ وہ بخوشی۔ خدمت بجا لاتے ہیں۔ ان کے صف میں کوئی ایسا سپاہی نہیں جو رضامندی سے شامل نہ ہوا ہو۔ وہ خوشی خوشی جھنڈے کے گرد فراہم ہوتے ہیں۔ اُن سپاہیوں کی طرح جن کی نسبت دبورہ نے زمزمہ پردازی کی کہ وہ اپنے آپ کو نثار و ایثار کرتے تھے زرہ بکتر سے ملبس نہیں بلکہ کاہنوں کے کتابی لباس سے قدسیت کی خوبصورتی اس فقرے سے ظاہر ہے کہ دیندار لوگ خدا کی عبادت کے طور جنگ کو سرانجام دیتے تھے۔ وہ تعداد میں صبح کی اوس کے قطروں کی مانند ہیں۔ جبکہ گھاس کے ہر ایک تنکے پر جدا جدا موتی جڑے ہوں اور لاکھوں موتیوں سے روشنی منعکس ہوتی ہو۔ (زبور ۱۱۰) ✤

سپاہیوں کے لئے کیسی پاکیزگی۔ راستبازی اور صداقت کا نمونہ ہے۔ کہ مسیح کے ہر ایک سپاہی کو اس لباس سے ملبس ہونا چاہئے ✤

فتح کی تکمیل۔ حریف کی سپاہ اُن آسمانی مدد یافتہ سپاہیوں کے حملہ کی برداشت نہیں کر سکتی۔ اُن کے بادشاہ بھاگتے ہیں وہ سخت شکست اُٹھاتے خدا کے غصہ کے وقت میں وہ گویا آگ کی بھٹی میں ہیں اور اُس کے غضب

میں ننگے جاتے ہیں۔ میدانِ کارزار اُن کی نعشوں سے بھرپور ہیں اور وادیاں اُن کے مُردوں سے بھری پڑی ہیں +

فوج ظفر موج جب میدان کارزار سے واپس آتی تو اپنے قادرِ مطلق نجات دہندہ کی شکرگذاری میں گیت گاتی ہے۔ مغنی اور بربط نواز۔ بنجمن اور یہوداہ زبولون اور نفتالی اس زمزمہ پردازی میں شریک ہوتے ہیں کہ

ہمارا خدا۔ سو نجات دینے والا خدا ہے۔ موت سے رہائی بخشنا یہوواہ خداوند ہی کا کام ہے +

"اے خدا! تو اپنے مقدّس مکانوں میں مہیب ہے۔ اسرائیل کا خدا۔

وہ اپنے لوگوں کو طاقت اور قوت بخشتا ہے" +

ان تمام باتوں کے کچھ اور معنی بھی ہیں۔ داؤد مسیح کا پیش نمونہ تھا۔ کیونکہ سچ مچ مقدّس خادم یسوع کے خلاف جس کو خدا نے مسح کیا غیر قومیں اور بنی اسرائیل دونوں اکٹھے ہوئے ہیں۔ لوگوں نے اس کی فرمانبرداری سے انکار کیا اور اب بھی انکار کر رہے ہیں۔ لیکن خدا نے قسم کھائی ہے اور نہ پچھتائیگا کہ اس کے آگے ہر ایک گھٹنا جھکیگا اور ہر ایک زبان اس کا اقرار کریگی اور اس امر کی نسبت کہ کل صبح سورج پھر چڑھیگا یہ بات زیادہ یقینی ہے کہ تھوڑی دیر میں آسمان میں بڑی آوازیں یہ کہتی سنائی دینگی کہ "دنیا کی بادشاہتیں ہمارے خداوند اور اُس کے مسیح کی ہوگئیں اور وہ ابد تک بادشاہت کریگا۔ (مکاشفات ۱۱: ۱۵) +

(۲ سموئیل ابواب ۱۱ تا ۱۹)

تاریخ نویس داؤد کی زندگی کے اس ہولناک دھبہ کا بالکل ذکر نہیں کرتا لیکن

اس سے پُرانے نوشتہ یعنی سموئیل نبی کی کتاب میں اس واقعہ کا بیان بلاکم وکاست درج ہے۔ خدا کے پسندیدہ بندے کی اس سے ضرور بدنامی ہوتی ہے۔ لیکن جو فائدہ توبہ کرنے والوں کو اس سے پہنچتا ہے وہ اس بدنامی اور نقصان سے بڑھ کر ہے۔ لاکھوں اشخاص نے جو گناہ کی تاریک راہوں میں قریباً گم ہو چکے تھے۔ ان ابواب کو غور سے پڑھا اور روشنی کی اُس جھلک کو پایا ہے۔ کہ جس سے اُن کی رُوح پھر روزِ روشن میں جا پہنچے "تیرے گناہ جو بہت ہیں تجھے معاف ہوئے۔ سلامت جا" ۔

۱۔ وہ واقعات جو داؤد کے گناہ میں مبتلا ہونے کا موجب ٹھیرے۔ بادشاہ کی شاعرانہ طبیعت کے باعث اُس پر اس قسم کی آزمائش خصوصاً آتی تھی۔ لیکن اُس کی خود ضبطی کی عادات اُس پر غالب آجاتیں بشرطیکہ وہ اپنی کمر کو کسے رکھنے میں سستی اور چراغ کو صاف رکھنے میں کوتاہی نہ کرتا ۔

سترہ برس تک اقبال اُس کا ہر دم رفیق رہا تھا۔ ہر جنگ میں فتح وظفر۔ وہ ہر ایک بڑے موقعہ پر اپنی رعیت کی دلی عزت وحرمت اور جاں نثاری و وفاداری کا ثبوت پاتا تھا۔ یہ امر خطرہ سے خالی نہ تھا ۔

شریعت موسوی کے خلاف جس کے رو سے عبرانی بادشاہوں کے لئے زیادہ بیویاں رکھنا روا نہ تھا کہ "مبادا اُن کے دل پھر جائیں" جب داؤد یروشلیم میں مقیم ہُوا، تو اُس نے بہت سی لونڈیاں اور بیویاں لیں اور یوں اپنے خاندان میں لڑائی جھگڑا۔ رشک۔ حسد۔ کینہ اور جرم کا بیج بویا۔ اس کی طبیعت عیش پسند بھی ہو گئی اور یوں وہ اس قسم کی آزمائش سے مغلوب ہونے کے لئے تیار ہو گیا ۔

طبیعت سے وہ کچھ سُست بھی ہو گیا تھا جو شیرِ یہوداہ کی جنگی مزاج کے بالکل متضاد تھا۔ وہ خود تو یروشلیم میں ٹھیرا رہا اور شہر کے گرد جنگ کرنے کو یوآب اور اپنے دیگر جری سپاہیوں کو بھیجا۔ ایسی طبیعت پر آوریا مانے علی

طور پر سرزنش کی۔ جب اُسنے اپنے گھر جانے سے انکار کیا جس حال کہ اس کے رفیق اور عہد کا صندوق باہر میدان میں تھے +

موسم گرما کے ایک سہ پہر کو بادشاہ نیند سے اٹھ کر اپنے محل کی چھت پر ٹہل رہا تھا۔ اس آرام کے وقت میں (ناتن نبی کے الفاظ ہیں) ایک مسافر اُس کے ہاں آیا جس کی بھوک مٹانے کو وہ اپنے ایک غریب پڑوسی کے مکان میں اُتر گیا اور اس کی ایک ہی بھیڑ کی پٹھیا لے آیا۔ حالانکہ اس کے پاس بہت بیشمار بھیڑ بکری اور گائے بیل کے گلے موجود تھے۔ بیت سبع کی اپنی رضامندی اور شریعت کی ناپاکی سے پاک ہونے سے داؤد کے گناہ میں کسی قسم کی تخفیف نہیں ہوتی۔ اُس نے اپنے غیر حاضر خاوند سے وفا نہ کی۔ الٰہی نوشتہ اس گناہ کا سارا بوجھ بادشاہ کی گردن پر رکھتا ہے۔ کہ جس کے صاحب اختیار ہونے کے سبب شاید بیت سبع نے مجبوراً رضامندی ظاہر کی ہو +

عیش کی ایک چھوٹی سی گھڑی اور پھر۔ اس کی سیرت ہمیشہ کے لئے داغدار۔ اس کا اطمینان دل مفقود۔ اس کی بادشاہت کی بنیادیں خطرہ میں۔ خداوند اس سے ناخوش۔ اور آخر اُس کے دشمنوں کو کفر بکنے کا کیسا موقعہ مِلا۔ ہمیں اپنے فرصت اور آرام کے وقت میں محتاط رہنا چاہئیے۔ محنت و مشقت کے وقت کی نسبت فرصت کا وقت زیادہ خطرناک ہے۔ درمیانی عمر کا زمانہ۔ (کیونکہ داؤد اس وقت پچاس برس سے اوپر تھا) ۔ اُن آزمائشوں اور خطروں سے بری نہیں جو جوانوں پر آتی ہیں۔ روحانی زندگی کے تنزل میں ایک غلط قدم اُٹھانے سے وہ عزت اور نیک نام جو برسوں کی مذہبی ریاضت سے پیدا ہُوا جاتا رہتا ہے +

ایک دن اس کے رفیق گناہ کی طرف سے اس کو پیغام آیا کہ اس گناہ کا نتیجہ چھپا رہ نہیں سکتا۔ اس سے داؤد سخت پریشان خاطر ہُوا شریعت موسوی کے رو سے زانی اور زانیہ دونو کی سزا موت تھی۔ اس گناہ پر فوراً پردہ

ڈالنا چاہئے۔ ضرور ہُوا کہ اوریاہ فوراً گھر آئے۔ وہ آیا تو۔ لیکن اُس کے آنے
سے اس معاملہ میں کچھ فائدہ نہ ہُوا۔ اس نے اپنے گھر جانے سے انکار کیا۔
گو بادشاہ نے پہلی رات اپنے دستر خوان سے اس کو گوشت بھیجا اور دوسری رات
اس کو شراب سے متوالا کیا۔ اس بہادر سپاہی نے دراَنحالیکہ جنگ برپا تھی۔
اپنی بیوی کی ملاقات اور خوش آمدید سے گریز کیا ؎

اب اس کے سوا کوئی اَور صورت نہ تھی کہ اوریاہ کی جان لے جائے کیونکہ
مُردے ہی کا راز افشا نہیں کر سکتے۔ اگر بچہ پیدا ہو بھی تو کم از کم اوریاہ کی زبان
تو نہ کہیگی کہ یہ بچہ میرا نہیں۔ شاہ کی طرف سے یوآب کے نام اوریاہ ایک خط
لے گیا۔ اس بیچارہ کو کیا معلوم تھا کہ یہ خط میری موت کا وارنٹ ہے۔ یوآب
بادشاہ کا خط پڑھ کر اپنے دل ہی دل میں ضرور ہنسا ہو گا کہ "میرا آقا مقدسوں
کے ساتھ بیٹھ کر مزمور تو گا سکتا ہے۔ لیکن جب کبھی کوئی کار بد کرانا ہو۔ تو
اُسے میری ضرورت پڑتی ہے۔ وہ اوریاہ سے اپنا پیچھا چھڑانا چاہتا ہے
نہ معلوم کیوں؟ خیر اس میں اُس کی مدد کرونگا۔ میری نسبت وہ اب
مجھ سے کچھ کہنے والا تو نہ رہیگا۔ میں جو چاہونگا کرونگا۔ اب سے وہ میرے
قابو میں ہے"۔ جہاں لڑائی کا بہت زور تھا۔ وہاں اوریاہ سب سے آگے
تعینات کیا گیا اور اس کی موت کی خبر بادشاہ کو پہنچائی گئی۔ داؤد کا خیال
تھا کہ سوائے یوآب کے کسی اَور کو اس واقعہ کی خبر نہیں اور غالباً بیت سبع
کو خیال تک بھی نہ ہُوا تھا کہ کس مہنگے طریق سے اس کی عزت کی حفاظت
کی جا رہی ہے۔ عبرانی عورتوں کے طریق پر اُسنے اپنے خاوند کے لئے ماتم
کیا اور اس اتفاقی واقع پر خوش بھی تھی۔ اب وہ سات روز کے اندر داؤد
کے حرم میں داخل ہو گئی۔ اس سے اُسے کچھ اطمینان خاطر ہُوا بچہ حالت
شادی میں تو پیدا ہو گا۔ تاہم اس سارے انتظام میں ایک بھاری نقص
تھا۔ "پر وہ کام جو داؤد نے کیا تھا خداوند کی نظر میں بُرا ہُوا"۔ داؤد اور دُنیا
نے اس امر کی نسبت کچھ اَور سُنتا تھا۔ لیکن ہائے افسوس وہ شخص جو خداوند

کے گھر میں کامل دل سے چلنے کا ذکر کرتا تھا۔ وہ شخص کہ جو الٰہی رفاقت کی صفات سے متصف تھا۔ جس کی زندگی ایسی پاکیزہ اور عالی گندی تھی یوں گر پڑے! زبور نویس۔ بادشاہ مرد۔ خدا کا عاشق ایک تاریک لمحہ کے بُرے جوش سے کیچڑ میں جا گرا۔ آہ میں۔ میرے خدا بخش کہ میں اپنی زندگی کی دوڑ کو ایسے دھبہ اور رخنہ کے بغیر پوری کروں اور آخر تک ایک بے عیب زندگی کا سفید پھول پہنے رہوں۔

۲۔ توبہ میں دیر۔ آدمی جس قدر زیادہ نیک اور خوش چلن ہوتا ہی زیادہ اُسے گناہ آلودہ عشرت کے تھوڑے سے وقت کے لئے قیمت ادا کرنی ہوتی ہے۔ بارہ مہینے تک اُس شاہی گنہگار نے گناہ کو اپنی چھاتی میں چھپائے رکھا۔ وہ مُہر بلب رہا اور اقرار کرنے سے انکار کیا لیکن ۳۲ زبور میں وہ بتاتا ہے کہ اس کے دل کی حالت کیسی رہی۔ سارے دن کراہتے کراہتے اس کی ہڈیاں گل گئیں۔ اُس کی تراوت گرمیوں کی خشکی سے تبدیل ہو گئی۔ جیسے اسرائیل میں ایلیاہ کی دعا سے تین برس تک بارش ہوئی نہ اوس پڑی اور گرمی سے ہر ایک ہری چیز مرجھا گئی۔ خدا کا ہاتھ رات دن اُس پر بھاری تھا۔

جب اُس نے شہر ربّہ کو فتح کیا تو وہاں کے لوگوں سے نہایت سختی کی گویا کہ وہ اپنے دل کے غم سے تھک گیا تھا۔ اور دوسروں سے وہ سختی کی جو اُسے اپنے آپ پر کرنی چاہئے تھی۔ دوسروں کی نسبت جابرانہ برتاؤ اور بے محبتانہ رائے سے ہم عموماً اپنے گناہ کی پاداش سے آپ کو معذور رکھتے ہیں۔ یہی مزاج اور یہی رُوح جو بے چین اور مغموم رُوح کا خاصہ ہے اُس سے ظاہر ہوئی۔ اور اُس امیر کے حق میں جس نے اپنے غریب پڑوسی کا لیلا لے لیا تھا موت کا فتوےٰ دیا گیا۔ شریعت موسوی کے مطابق اُس کی سزا یہ تھی کہ چار گنا تلافی کی جائے (خروج ۲۲: ۱) لیکن بادشاہ نے موت کا فتوےٰ دیا۔

اس موقعہ پر ناتن کے آنے سے اس کو ضرور تسلی ہوئی ہوگی۔ ایک دن

جب مدبران سلطنت اور فوجی افسر محل کے باہر کے ایوان میں فراہم تھے۔ ناتن اپنے پرانے تعارف کے استحقاق سے اُن کو چیر کر خلبہ میں ملاقات کرنے کو چلا گیا۔ اُس نے ظلم و تعدی کی ایک درد انگیز داستان بادشاہ کو سُنائی اور داؤد کا غصہ اس مرد کے خلاف جو ایسے ظلم کا مرتکب تھا سخت بھڑکا۔ پھر جیسے کہ شب تاریک میں بجلی کی اچانک چمک سے مسافر پر وہ خطرناک چٹان ظاہر ہو جاتی ہے کہ جس پر وہ قدم رکھنے کو تھا۔ ویسے ہی اس مختصر ہوش ربا فقرہ سے کہ "تو وہ مرد ہے"۔ داؤد کو اپنے فیصلہ کے آئینہ میں اپنا آپ ظاہر ہوا۔ اور توبہ اور شرمساری میں وہ اپنے گھٹنوں پر آگرا۔ ناتن نے اُس کی گذشتہ زندگی اس کو یاد دلائی اور خدا کی بڑی رحمتوں کا ذکر کیا۔ خدا کی نیکی اور رحمت کے مقابلہ میں اُس کا فعل اَور بھی تاریک اور مکروہ نظر آتا تھا۔ "تو نے خداوند کے حکم تحقیر کی۔ تو نے اُس کے آگے بدی کی۔ تو نے حتی اوریاہ کو تیغ سے قتل کروایا اور اُس کی جورو کو لیکے اپنی جورو کیا۔ بچہ جیتا نہ رہیگا۔ تیری جوروؤں کے ساتھ بھی ویسا ہی ہوگا جو تُو نے دوسرے کی جورو کے ساتھ کیا تیرے ہی گھر سے تجھ پر آفت اُٹھیگی"۔ داؤد نے صرف یہی جواب دیا کہ "میں خداوند کا گنہگار ہوں"۔ اس اقرار پر توبہ کے گرم آنسو اُس کی آنکھوں سے بہ نکلے اور اُس کے دل غم آگین کو کچھ تسلی ہوئی۔ اوہ مبارک ہے وہ بوچھاڑ جو تشنہ لب زمین اور پیاسی رُوحوں پر پڑے ۔

ناتن کے جانے پر اُس نے اپنے اس اقرار کو ۵۱ زبور میں قلمبند کیا اور سردار مغنی کے نام نامزد کیا تاکہ ساری دنیا اس کا استعمال کرے اور اس کو راگ پر گائے۔ ایک گناہ اور متعدد خطائیں۔ خدا کے حضور بدی کی۔ گویا ایک ہی وقت میں وہ اوریاہ کا نام لے نہیں سکتا تھا۔ ذاتی گناہ کا اعتراف۔ شکستہ ہڈیوں کی درد۔ ناپاک دل کا خیال۔ خوشی کا جاتے رہنا۔ رُوح القدس کھو دینے کا خوف۔ شکستہ اور تائب دل میں یوں

اندرونی جھیل کے بند پانی تاریک اور گدلے بن نکلے۔ اور خدا کی رحمتوں کے لیئے التجا کی۔ کوئی اور بات یادداشت کی کتاب سے اس تاریک واقعہ کو مٹا نہ سکتی تھی۔ نہ اُس کی قبا سے دھبّہ کو اُڑا سکتی تھی اور اُس کے جزامی جسم کو تندرست بنا سکتی تھی۔ "صاف ہونا" اس لئے کہ زوفا سے پاک ہُوا۔ "برف سے زیادہ سفید"۔ کیونکہ دھویا گیا۔ پھر خوشی کے ترانے گانا۔ کیونکہ خون کے گناہ سے رہائی مل گئی مستقیم آزاد اور مقدّس رُوح سے بھر جانا۔ خطا کاروں کو خدا کی راہیں سکھانا۔ اور باپ کی محبّت ان کو بتانا۔ یہ التجائیں اور درخواستیں اُس کمزور گناہ سے تھکے ماندے دل نے خدا کے مذبح پر رکھیں اور سوختنی قربانی اور خوشبو سے مہنگی مولی تھیں۔ لیکن اس دردانگیز دُعا سے پیشتر اس کے گناہ کا اعتراف کرنے پر ناتن نے اُس کو یقین دلایا تھا کہ "خداوند نے بھی تیرا گناہ بخشا"۔

"میں اپنے گناہوں کو ماننے کے لئے تیار ہوں اور میری خطائیں ہمیشہ میرے سامنے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں خدا کے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کرونگا اور تو نے میرے گناہ معاف کیئے"۔

تائب رُوح! اس امر پر ایمان لا کر توبہ کرنے سے نئے الغفور گناہوں کی معافی حاصل ہوتی ہے۔ صرف اپنے گناہوں کا اقرار کر اور دیکھ کہ باپ کی محبّت کس طرح ظاہر ہوتی ہے۔ تیرے لبوں سے توبہ کے الفاظ نکلتے ہی اس محبّت کا یقین اور تسلّی ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ گناہوں سے نفرت رکھتا ہے۔ پر اس کا اشتیاق مسرف بیٹے کے لئے ابھی تک کم نہیں ہُوا۔

گناہ تاریک۔ خطرناک اور لعنتی ہے۔ لیکن وہ خدا کی محبّت کو کم کر نہیں سکتا۔ ہاں اُس محبّت کو جو کل کی نہیں۔ بلکہ ابدیت سے ہے۔ بدل نہیں سکتا۔ ایک ہی بات سے رُوح کو ایذا پہنچتی ہے اور وہ اقرار و اعتراف کو اپنے دل میں بند کر رکھتا ہے۔ اگر وہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں یہ چلّا چلّا کر کہنے کی

کوشش کرے گا اُس لہو کی طفیل جو بہایا گیا تھا مجھ گنہگار پر رحم کر تو وہ اسی وقت برف سا سفید ہو جاتا ہے۔ سمندر کے بیچ کے پانیوں سا صاف ہو جاتا ہے۔ جہاں شہروں کی گندگی پہنچ نہیں سکتی اور سبز ایتھر کی مانند ہے جو قادرِ مطلق کے خیمہ کا پردہ ہے۔ صاف و شفاف ہو جاتا ہے +

چھبیسواں باب

آدمیوں کے کوڑے

(۲ سموئیل ابواب ۱۲ - ۱۹)

ہو سکتا ہے کہ داؤد کے گناہ کی طرح ہمارا گناہ بھی معاف کیا جائے لیکن اس افسوسناک نتائج قائم رہتے ہیں۔ علت اور نتیجہ کا قانون ہمیشہ اپنا کام کرتا رہتا اور ان کی زنجیر میں ہولناک نتائج وابستہ رہتے ہیں۔ اگرچہ خدا کی رحمت بھی اس طرح ظاہر ہوتی رہتی ہے کہ خدا اپنے گمراہ اور تائب فرزند کے گناہ کے نتائج کو ایسی آگ سے تبدیل کر دیتا ہے۔ جس سے اس کی صفائی اور پاکیزگی ہو۔ ان کے دکھوں اور مصیبتوں کے لئے عمدہ سے عمدہ دوائی بہم پہنچاتا ہے اور اس بدی کو اپنا اور کام کرنے سے روک دیتا ہے۔ ان صفحات سے جن میں خدا کی سزا۔ شفا اور نجات کا ذکر قلمبند ہے یہ سب باتیں ظاہر ہیں +

اے انسانی رُوح! اس کو غور سے پڑھ۔ یہ اس برتاؤ کا بیان ہے جو خدا اپنے فرزند سے کرتا ہے۔ جیسے اس نے داؤد سے سلوک کیا وہ ہم سے بھی کریگا۔ معاف تو وہ کر دیگا۔ لیکن شاید چھڑی سے کام لے۔ وہ پھر اپنی نظرِ عنایت ہم پر کریگا۔ لیکن شاید وہ کڑوا پانی ہمیں پینے کو دے۔ جس کا چشمہ ہمارے گناہ نے کھولا ہے۔ فروتن۔ صابر اور غریب مزاج بنو۔ اس

بھٹی میں سے تو پاک صاف ہاں برف سا شفاف ہو کر نکلیگا اور تیرے تجربوں سے لوگ خدا کی سختی اور مہربانی سے آگاہی پائینگے۔ معافی یافتہ اشخاص بھی وہی کاٹینگے جو اُنہوں نے بویا ہے +

۱۔ خدا کی سزا۔ بیت سبع کا بچہ سخت بیمار ہو گیا۔ یہ بچہ ولد الزنا اور باعث شرم تھا۔ لیکن والدین اس پر اپنی جان دیتے تھے۔ سات رنگ ماں نے اُسے چھاتی سے لگائے رکھا اور اُس کی تیمارداری میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ داؤد نے بھی روزہ رکھا اور زمین پر پڑا رہا۔ بچہ کو تکلیف میں دیکھ کر اُسے ایسا درد ہوا کہ اگر وہ چند بیماری اس کو خود لاحق ہوتی تو وہ اتنی پروا نہ کرتا۔ جب معصوم ہمارے گناہوں کے لئے دُکھ اُٹھائیں تو کس دردمند کا کلیجہ نہیں پھٹتا۔ ساتویں دن وہ لڑکا مر گیا +

اس سے دو برس بعد داؤد کے ایک لڑکے نے اپنی بہن سے ایسا ہی سلوک کیا جیسا داؤد نے اوریاہ کی جورو سے کیا تھا۔ کوئی شخص اپنی آواز نہیں پہچانتا جب تک کہ فونوگراف میں اُس کو خود نہ سُن لے۔ یہ ٹھیک ہو یا نہ ہو۔ اس میں تو شک نہیں کہ کوئی شخص اپنی بدی کو نہیں دیکھتا جب تک کہ وہی بدی اس کے لڑکے میں ظاہر نہ ہو۔ امنون کے گناہ میں داؤد نے اپنی شہوت اور نامغلوب بدخواہش کی صورت دیکھی۔ اور دو برس بعد جب ابی سلوم نے امنون کو قتل کر ڈالا۔ تو داؤد کو اپنی خونریزی پھر نظر آئی اگر داؤد امنون کو فوراً سزا دیتا یا اس کا انسداد کرتا تو ابی سلوم کو خون بہانے کا موقعہ نہ ملتا۔ لیکن وہ اپنے بیٹے کو گناہ کی سزا کیسے دیتا جس کا وہ خود مرتکب ٹھیر چکا تھا (استثنا ۱۸ : ۹ - ۲۹) وہ ابی سلوم کو بھی خون کی سزا دے نہ سکتا تھا جس حال کہ وہ خود خونی کی موت سے بچ نکلا تھا +

جب ابی سلوم نے بغاوت کی تو داؤد کے مشیر خاص نے کہ جس کی صلاح بمنزلہ فرمان خدا کے ہوا کرتی تھی اسے اپنی منظوری اور مدد دی۔ اس بغاوت میں جلونی اخیتفل کیسے شامل ہو گیا؟ اس کی وجہ شجرۂ نسب سے ظاہر ہوتی

ہے۔ وہ بیت سبع کا نانا تھا اور اس کا بیٹا الیعام دریاہ کا دوست اور رفیق تھا +
بعضوں کا خیال ہے کہ اس وقت داؤد کو ایک سخت بیماری لاحق ہوئی خیال کیا جاتا ہے کہ اس وقت کی مصیبتوں کا بیان زبور ۴۱ اور ۵۵ میں درج ہے ان میں اس کے غم دل کا بیان اور ان ملاقاتیوں کی طرف اشارہ ہے جو اس کے بستر کے گرد فراہم ہوتے اور اس بیمار شخص کی حالت پر رائے زنی کرتے تھے +

سب سے ہولناک اور سخت صدمہ ابی سلوم کی بغاوت تھا۔ اس کی خوبصورتی۔ اس کی خوش خلقی لوگوں کے رنج و مصائب میں جو التوائے انصاف کے باعث نالاں تھے۔ اس کی ہمدردی۔ اس کا جاہ و جلال اور شان و شوکت یہ سب باتیں چار برس سے داؤد کی سلطنت کی بنیاد ہلا رہی تھیں اور لوگوں کے دل اس کی طرف کھینچے جا رہے تھے۔ چنانچہ جب اُس نے حبرون میں اپنا جھنڈا کھڑا کیا۔ اور سارے ملک میں اپنے بادشاہ ہونے کا اعلان کیا۔ تو یہ صاف ظاہر تھا کہ لوگ داؤد کے لئے اپنی محبت اور عقیدت کھو چلے تھے۔ شاید اُس کے گناہ کے باعث لوگ مایوس ہو گئے تھے۔ اور اُن کا دل اُس سے پھر گیا تھا اور وہ نئے شہزادے کی تابعداری کرنے کو تیار تھے +

ان پُرآشوب دنوں کے کل واقعات کا بیان کرنا ضروری نہیں۔ بادشاہ کا دہشت زدہ ہو کر بھاگنا۔ "اٹھو کہ ہم بھاگیں۔ اور جلدی یہاں سے نکل جائیں"۔ کوہ زیتون پر ننگے پاؤں چڑھنا۔ درد دل سے چلا چلا کر رونا۔ سمعی کا طعن و تشنیع کرنا۔ میفبوست کی دغابازی۔ داؤد کی بیویوں کا برملا رسوا ہونا۔ سارے اسرائیل کا اکٹھے ہو کر اُس رشتے اور تعلق کو بھول کر جس سے وہ مدتوں سے داؤد کے ساتھ پیوند تھے ابی سلوم پاس آنا۔ اور آسمانی باپ کی چھڑی اُس طرح اس کے فرزند پر بار بار پڑی۔ معلوم تو ایسا ہوتا تھا کہ یہ آدمیوں کی نفرت اور دشمنی کا نتیجہ ہے۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ جو پیالہ انہوں نے

اُس کے لبوں کو لگایا۔ اُس کی مَے آسمان میں مرکب ہوئی تھی۔ اور وہ کسی حاکمِ عدالت کی سزا نہ تھی بلکہ باپ کی خفگی تھی ٭

مسیح کی سرگذشت کے علاوہ بائبل میں کوئی اور واقعہ ایسا خوبصورت نہیں کہ جب داؤد اُن کانٹوں کے کھبت میں سے گذرا تو اُس نے صندوق سے کہا کہ "خدا کے صندوق کو شہر کو پھیرے جا۔ پس اگر خداوند کے کرم کی نظر مجھ پر ہوگی تو وہ مجھے پھرے آئیگا۔ اور اُسے اور اپنے مکان کو مجھے پھر دکھائیگا۔ پر اگر وہ یوں فرمائے کہ میں اب تجھ سے خوش نہیں۔ تو دیکھ میں حاضر ہوں جو کچھ اس کے نزدیک اچھا ہو۔ سو مجھ سے کرے"۔ اور جب سمعی نے شاید رضبا کے بیٹوں کے قتل کی طرف اشارہ کرکے اور شاید اشبوست کے خون کا اُس کو مرتکب ٹھہرا کر اس کو خونی مرد کہا۔ کیونکہ ساؤل کے گھر سارے لوگوں کے خون بہانے کا وہی باعث تھا۔ داؤد نے ابی شی سے کہا کہ "خداوند نے اُس سے کہا ہے کہ داؤد پر لعنت کرے۔ پس کون کہ سکتا ہے کہ تو نے کیوں ایسا کیا"۔ یونہی جب یہوداہ نے کڑوا پیالہ مسیح کے لبوں کو لگایا تو خداوند نے فرمایا کہ "یہ پیالہ میرے باپ نے مجھے پینے کو دیا ہے"۔ ہم اس سبق کو کبھی فراموش نہ کریں۔ اخی تفل یا سمعی یا یہوداہ کی دشمنی یا دغا بازی سے ہم کو رنج و مصیبت پہنچ سکتی ہے لیکن اگر خدا اجازت دیتا ہے کہ ایسی باتیں ہم کو پہنچیں تو وہ اس کی چھلنی کی باریک تاروں میں سے گذر کر اس کی مرضی بن جاتی ہیں۔ اور ہم پھر سر اُٹھا کر اس کے چہرے پر نظر ڈال سکتے اور جان لیتے ہیں کہ یہ محض کوئی اتفاق یا بدقسمتی یا انسانی تلوّن مزاجی نہیں بلکہ اس طور پر ہم اُس کے فرزند بننے کے لئے تربیت پا رہے ہیں۔ اگر ایسی سزا نہ دی جاتی تو شاید یہ خیال پیدا ہوتا کہ ہم اُس کے حقیقی فرزند نہیں ٭

۲۔ خدا کی شفا۔ وہ کئی طریق سے ظاہر ہوئی۔ مصیبت کے اس وقت میں اس کے رفیقوں اور مصاحبوں نے ایسی محبت کا اظہار

گیا جس کی نسبت بوڑھے بادشاہ کو شاید کچھ شک پیدا ہو گیا ہوگا - یا وہ اُس محبت کو بھول گیا ہوگا +

اخی تُفل کی بے وفائی سے بادشاہ کو نہایت رنج ہُوا - اس امر کا بیان وہ مزامیر میں کرتا ہے - اس کو سخت درد ہُوا کہ وہ شخص جو اس کی دوستی کا دم بھرتا تھا - جو اس کا مشیر اور صلاح کار تھا - جس پر اُس کو پورا بھروسا تھا - ہاں جو اُسکے دسترخوان پر بیٹھتا اور اُس کا ہم نوالہ اور ہم پیالہ تھا - اور اُس کا مخالف ہو گیا - لیکن ہوسی ارکی اپنے کپڑے پھاڑے ہوئے اور سر پر خاک ڈالے ہوئے اُسکے استقبال کو آیا اور مستعد تھا کہ ابی سلوم کے پاس جا کر اخی تفل کی مشورت کو باطل کرے +

سمعی اس پر بیشک لعن طعن کرے تو کرے لیکن استری گانہ اپنے مال و اسباب نوکروں چاکروں سمیت داؤد کی خدمت میں آ حاضر ہُوا +

صدوق اور ابی یاتر خدا کا صندوق لیکر وہاں آ پہنچتے ہیں - اور اپنے آقا کی مدد اور ہمدردی میں اپنا ذاتی باہمی عناد بھول جاتے ہیں - ضیبا روٹیاں انگور اور ایام گرمی کے پھل اور مے لاتا ہے - شوبی - مکیر اور برزلی دن بھر کے بھوکے تھکے اور پیاسے پیروؤں کے لئے سامانِ خورش بہم پہنچاتے ہیں اس کے لوگ اُس کی منت کرتے ہیں کہ آپ لڑائی میں داخل نہ ہوں - کیونکہ آپ کی جان قیمتی اور دس ہزار مردوں کے برابر ہے +

یہ گویا ایسا تھا کہ اس مصیبت زدہ رُوح پر خدا خود جھک کر اُسے تسلی اور دلاسا دیتا ہے - اور تازیانہ کی جو ضربیں اس کی پیٹھ پر لگی تھیں - ان پر جلد کا روغن لگاتا ہے - اس کے مصاحبوں کی آواز زیادہ شیریں اور تسلی دہ ہو گئی - ہاتھ اس کو زیادہ نرمی سے چھوتے تھے - ہمدردی اس کی راہ میں تسلی اور تقیین کی بوچھاڑ برساتی تھی اور سب سے بڑھ کر خدا کی حفاظت کے روشن لباس فرشتے اس کی راہ اور اس کے لیٹنے کی جگہ کے نگراں تھے +

اس واقعہ سے اس نے چند نہایت شیریں زبور لکھے - اور نہیں میں

سے تیسرا۔ چوتھا۔ اکسٹھواں۔ باسٹھواں۔ تریسٹھواں اور ایک تینتالیسواں ہے۔ پہلے دو زبور اس کے صبح اور شام کے گیت ہیں۔ جب اس کا دیودار کا محل تیار ہوا۔ وہ جانتا ہے کہ بہرے بہت دشمن ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ کہ خدا میں اس کے لئے کچھ مدد نہیں۔ لیکن اس کو کلی یقین ہے کہ خدا ہر طرح سے اُس کی حفاظت کرتا ہے +

تو اے خداوند میری سپر ہے۔

میرا جلال اور میرے سر کا اُٹھانے والا۔

وہ دس ہزار آدمیوں سے خائف نہیں ہوتا۔ وہ تسلی سے لیٹ جاتا ہے اور سلامتی میں اُٹھتا ہے۔ کیونکہ خداوند اس کو سنبھالتا ہے۔ اور جانتا ہے کہ خدا نے مجھے اپنے لئے علیٰحدہ کیا ہے اور اس کے دل میں تسلی ہے کہ اُس کے چہرے کے نور سے اس کے دل کو زیادہ خوشی حاصل ہوگی۔ بہ نسبت اس بادشاہت کے خزانوں کے جو معلوم ہوتا تھا کہ وہ ہمیشہ کے لئے کھو چکا ہے +

پھر اس تشنہ لب قحط زدہ زمین میں سے جو اُن کو عبور کرنی تھی۔ اس کی رُوح خدا کی اُس قدرت اور جلال دیکھنے کی آرزومند ہوئی۔ جیسا اُس نے مقدِس میں دیکھا تھا۔ اور اُس کو کامل اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ خدا کے لئے اشتیاق رکھنا اس کو پالینا ہے۔ اس کے لئے پیاسا ہونا سوکھے ہوئے لبوں پر برف سے زیادہ سرد پانی کو بہتا ہوا محسوس کرنا ہے۔ ان کے ساتھ اس کو گویا پہلے ہی نظر آگیا۔ کہ اس سخت جنگ کا نتیجہ کیا ہوگا +

بادشاہ خداوند میں شادماں ہوگا۔

ہر ایک جو اس کے نام کی قسم کھاتا ہے جلال پائیگا۔

لیکن اُن کا مُنہ جو جھوٹ بولتے ہیں۔ بند ہو جائیگا۔

۳۔ خدا کی نجات۔ ابی سلوم نے جو رنگروٹ فراہم کئے تھے وہ داؤد کے جری تجربہ کار سپاہیوں کے مقابلے کی تاب نہ لاسکے اور بھاگ گئے۔ ابی سلوم کا

جب بلوہ کی جھاڑی میں لٹک رہا تھا یوآب کے نیزے کا شکار ہوا۔ لوگ پھر داؤد کی طرف پھر آئے اور بادشاہ کو واپس لانے کی عزت کے خواہاں ہوئے۔ بنی یہوداہ نے بھی گو وہ جانتے تھے کہ ہم نے اتنی جلدی ابی سلوم کا ساتھ دینے سے اپنا اعتبار کھو دیا ہے۔ توبہ کی اور بادشاہ کی منت کی کہ وہ واپس آئے۔ سمعی بادشاہ کے قدموں پر آگرا۔ مفیبوست نے اپنی وفاداری کا ثبوت دیا۔ برزلی بباعث اپنے تحفہ تحائف اور وفاداری کے ہمیشہ کے لئے شاہی خاندان کے ساتھ پیوند ہو گیا۔ سب باتوں کا انجام بھلا معلوم ہوتا تھا۔

ایک قابل افسوس واقعہ کے سبب اس سارے معاملے کے سلامتی کے ساتھ انجام پانے میں تاخیر ہوئی۔ دسوں فرقے اس امر سے نہایت رنجیدہ ہوئے کہ یہوداہ نے بادشاہ کی واپسی کا کل انتظام کیا۔ اور سخت الفاظ ان کے منہ سے نکلے۔ بنی یہوداہ نے ان کا ویسا ہی سخت جواب دیا۔ کسی بُرے وقت میں سیبا نے بغاوت کا بگل بجایا۔ اور یہ نعرہ اُٹھایا جو آخر کار رحبعام کے دنوں میں ملک میں بڑے بڑے تفرقے کا باعث ہوا۔ کہ اے اسرائیل۔ ہر ایک مرد اپنے اپنے خیمہ کو جائے۔ یہ دسوں فرقے فوراً علیحدہ ہو گئے لہٰذا ایک اور ہولناک بغاوت برپا ہوئی۔ جو یوآب کی سخت محنت اور جانفشانی سے فرو ہوئی۔ سیبا کی موت اس بغاوت کا آخری واقعہ ہے۔ جو خون میں رنگا گیا اور قومی زندگی میں ہمیشہ کیلئے داغ چھوڑ گیا۔

خدا کے خادم پر بڑی بڑی تکلیفیں اور مصیبتیں آئیں۔ لیکن وہاں سب میں بچایا گیا۔ جب اُس نے سبق سیکھ لیا تو چھڑی تھم گئی وہ انسانوں کی لاٹھی اور آدمیوں کی چھڑی سے پیٹا گیا۔ لیکن خدا نے اپنی رحمت اُس سے دور نہ کی جیسی ساؤل سے کی تھی۔ اس کا گھر۔ اس کا تخت اور بادشاہت باوجود مخالفتوں کے مضبوط کیا گیا۔ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ لاٹھی۔ چھڑی اور سزا۔ لیکن ان سب میں خدا کی محبت پائی جاتی ہے۔ جو اپنا بحالی بخش ارادہ پورا کرتی ہے۔ کبھی جلدی نہیں کرتی۔ کبھی ٹھہر کر آرام نہیں لیتی۔ کبھی بھولتی نہیں بلکہ سب چیزوں سے برابر کام لیتی ہے۔ جب تک کہ بدی ختم نہ ہو جائے

اور روح پاک و صاف نہ ہو۔ پھر برکت کی روشنی اور زندگی کا پُر اطمینان خاتمہ دلکش غروب آفتاب میں ہوتا ہے +

ستائیسواں باب

غروب آفتاب اور شام کا ستارہ

(۱ تواریخ - ابواب ۲۰-۲۹)

ابی سلوم اور سیبا کی بغاوت فرو ہونے اور اُس کی وفات کے درمیاں داؤد کو دس سال آرام کرنے کا موقعہ ملا۔ اس عرصہ کے بہت کم واقعات قلمبند ہیں۔ غالباً داؤد خدا کے حضور میں فروتنی اور حلیمی کے ساتھ چلتا تھا وہ بڑی بڑی باتوں کا خیال نہ کرتا تھا۔ اور ہیکل کی تعمیر پر جو زندگی بھر میں اُس کی سب سے بڑی تمنا تھی۔ اپنی ساری توجہ دیتا تھا۔ اگر ہیکل کی تعمیر اُس کو خود نصیب نہ ہو۔ تو وہ اس شخص کے لئے سامان بہم پہنچانا چاہتا تھا جس کو اُس کی تعمیر کی عزت حاصل ہو +

۱۔ ہیکل کی جگہ کس طرح پسند ہوئی۔ داؤد کو اسرائیل اور یہوداہ کی گنتی لینے کا خیال پیدا ہُوا۔ مؤرخ لکھتا ہے۔ کہ شیطان نے اس کو اس امر کی تحریک دی۔ لیکن پُرانے نوشتے خدا کے غصّے سے اس امر کو منسوب کرتے ہیں۔ ان دو بیانوں میں کوئی بڑا اختلاف نہیں کیونکہ جو باتیں ہم خدا کی اجازت دینے والی مشیّت سے منسوب کرتے ہیں وہ پُرانے عہدنامہ کے مصنف خدا کی ایجنسی سے۔ لوگوں کی گنتی لینے میں جو اُس نے گناہ کیا وہ اس کی نیت سے متعلق تھا۔ بیجا غرور اور فخر سے اس کو یہ خیال آیا۔ وہ چاہتا تھا کہ گرد و نواح کی قوموں کے سامنے اپنی بڑی نمائش

کرے اور اسرائیل کی عظمت و حشمت اُن پر ظاہر ہو۔ تاکہ وہ اسرائیل کی سود
پر پھر یورش کرنے کی جرأت نہ کریں۔ اس کا میلان طبع اس طرف تھا کہ
خدا پر تکیہ اور انحصار چھوڑ کر انسانی قوت اور طاقت پر بھروسہ رکھے۔
یوآب اور دیگر مشیروں کی صلاح کے باوجود بادشاہ اپنی بات پر قائم رہا
اور اس کے افسر چاروں طرف لوگوں کی گنتی لیتے پھرے۔ جلبوعہ کی شکست کے
دن سے جب لوگ ادھر اُدھر بُری حالت میں بکھرے پڑے تھے۔ اُس کی
بادشاہت بہت بڑھ گئی تھی۔ لاوی۔ اور بنیمین کے فرقوں اور شہر یروشلیم
کے علاوہ اسرائیل کے جنگی مرد دس لاکھ اور یہوداہ کے پانچ لاکھ تھے۔
جب مردم شماری کا کام قریب الاختتام تھا اور افسر یروشلیم میں آپہنچے۔
تو داؤد کے دل کو سخت پشیمانی ہوئی۔ اور اُس نے خداوند سے کہا کہ میں نے
جو کیا اس میں تیرے حضور بڑا گناہ کیا ہے۔ اُس نے جان لیا کہ سلطنت
کے اس واقعی مقصد سے میں کیسا دور ہٹ گیا ہوں۔ جس میں صرف
خدا کی بادشاہی کے خیال پر قوم کی پالیسی کا مدار ہونا چاہیئے۔ اُس نے خدا
کے فرمان کے خلاف اپنی مرضی کی پیروی کی تھی۔ اور آس پاس کے بادشاہوں
اور قوموں کو رشک اور حسد کا موقعہ دیا تھا۔ تو مہینے کی غلطی اور بیوقوفی
کی تلافی ایک رات کی پشیمانی سے نہ ہو سکتی تھی۔ معافی تو اُسے مل گئی
لیکن ضرور تھا کہ تین سزاؤں میں سے وہ ایک سزا اُٹھائے۔ اس نے
بڑی دانشمندی کی جو خدا کے ہاتھوں میں پڑنے کو ترجیح دی۔ لیکن جو
بے مثل وبا اس کے لوگوں میں پڑی اس سے اس کے دل کو نہایت درد
ہوا۔ وبا ملک میں سے ہو کر تباہ کن فوج کی طرح شہر مقدس میں آپہنچی
اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا خدا کا فرشتہ ہاتھ میں تلوار لئے شہر کے گرد گھوم
رہا اور اپنا ہولناک کام شروع کرنے والا ہے۔ اس وقت داؤد نے خداوند
سے منت سماجت کی کہ یہ وبا دور ہو اور کہا۔ دیکھ گناہ تو میں نے کیا اور
بدی مجھ سے ہوئی۔ پر ان بھیڑوں کا کیا قصور! بس مجھ ہی پر اور میرے

باپ کے گھرانے پر اپنا ہاتھ چلائیے۔ اور خداوند کا فرشتہ یبوسی ارنان کے کھلیان
پہ کھڑا تھا۔ بعضوں کا خیال ہے کہ یہ ارنان پُرانے شہر یبوس کا معزول شدہ
بادشاہ تھا۔ ہاں۔ کوہ موریا پر جہاں صدیوں پیشتر فرشتے نے ابراہیم کے
ہاتھ کو روکا۔ اور خدا نے کہا تھا کہ یہ کافی ہے۔ اپنا ہاتھ روک۔ وہی جگہ ہیکل
کے لئے چنی گئی۔ جاد نبی کی ہدایت کے مطابق داؤد نے کھلیان بمعہ تمام اوزار
اور بیلوں کے خرید لیا اور اُس کو اُس کی پوری قیمت دی تاکہ وہ خدا کی نذر وہ
چیز نہ کرے جس پر اُس کا کچھ خرچ نہ آیا تھا۔ اور اس وقت سے کوہ موریا
قومی عبادت کا مرکز۔ کئی ہیکلوں کی جائے تعمیر اور ابن آدم کے انکشاف
اور اظہار کا نظارہ بنا۔

۲۔ ہیکل کا تعمیر کرنے والا۔ داؤد کی زندگی آخری سال اور
اس کے عہد حکومت کے چالیسویں برس میں بھی ایک بغاوت برپا ہوئی۔
آخر کار یوآب بھی باغی ہو گیا اور ابی یاتر غالباً صدوق کے حسد سے اس
کا شریک ہو گیا۔ اور داؤد کے بڑے لڑکے ادونیاہ کے پسر او ہو کی مدد
کرتے تھے۔ ان کو ضرور معلوم ہو گا کہ سلیمان خدا کا برگزیدہ بادشاہ ہے
لیکن ان کو اس کے نزدیک اعتبار حاصل کرنے کی بہت کم اُمید تھی
اسلئے اُنہوں نے پھر ایک آخری کوشش کی کہ اس کو برطرف کر کے اپنے
نامزد کردہ شخص کو بادشاہی تخت پر بٹھائیں۔

جب اس بغاوت کی خبر داؤد کو پہنچی۔ تو اس کا شیر دل جوش میں آیا
اور گو بڑھاپے سے بہت کمزور ہو گیا تھا۔ تو بھی وہ مستعد تھا۔ کہ جو ہو سو ہو
خدا کی مرضی کو جو کئی سالوں سے اس پر ظاہر ہو چکی تھی پورا کرے۔ اور بادشاہ
نے قسم کھائی اور کہا۔ اُس خداوند حی کی قسم جس نے میری رُوح کو ہر طرح
کی آفت سے رہائی دی کہ جیسا میں نے خداوند اسرائیل کے خدا کی قسم کھا کے
کہا تھا۔ کہ سلیمان میرے بعد بادشاہ ہو گا۔ سو میں آج کے دن ویسا ہی کرونگا
چند گھنٹے بعد ادونیاہ اور اس کے سارے مہمانوں کو بمقام ان روجل خبر ملی۔

کہ جیحون میں صدوق اور ناتن نبی کے ہاتھ سے سلیمان بادشاہ ممسوح ہُوا
اور شاہی خچر پر سوار ہو کر شہر میں سے گذرا اور بنایا اور اس کے سپاہی اس کی
اردل میں تھے - ایک گھنٹے کے اندر اندر عدونیا کے رفیق اس کو چھوڑ
کے بھاگ گئے - اور وہ اکیلا مذبح کے سینگوں کو پکڑے رہا - غالباً اس وقت
داؤد نے سلیمان کو خدا کے لئے گھر بنانے کا حکم دیا - اس نے ان سب باتوں
کا ذکر کیا - جن کی اس نے ہدایت پائی تھی کہ کیونکہ اسکو گھر بنانے کی آرزو
پیدا ہوئی - خونریزی کے باعث خدا نے اجازت دینے سے انکار کیا - اور یہ
وعدہ کیا کہ اس کے ہاں ایک بیٹا ہوگا جو مردِ صلح ہوگا اور سامنی کی ہیکل
تعمیر کریگا - پھر اُس نے سلیمان کو اس سامان کی کیفیت دی جو اُس نے
جمع کیا تھا - اور وہ ابتدائی کام جو اُس نے شروع کیا تھا - ان قیمتی دھاتوں
پیتل - لوہا اور لکڑی اور کارندوں کا حساب اور اندازہ لگانا ہمارے لئے
بالکل ناممکن ہے - اس مکان کو شاندار بنانے کے لئے آس پاس کے
ملک بالکل خالی کئے گئے تھے - ہیکل کا کام سپرد کرنے کے بعد داؤد نے
سلیمان کو نصیحت کی کہ یوآب اور سمعی سے کیسا سلوک رکھے - اس میں انتقام
کی رُوح پائی جاتی ہے - لیکن ہمیں اتنا تو تسلیم کرنا چاہئیے کہ دمِ مرگ اس
بادشاہ کا مدعا و مقصد اپنی سلطنت کی سلامتی اور صلح کا قائم رکھنا تھا -
اگر اس کا مقصد صرف بدلا لینا ہی ہوتا تو وہ اسی وقت لے لیتا +

۳ - ہیکل کا نقشہ - یہودی قانون کے مطابق صرف یہی
ضرور نہ تھا کہ کاہن بادشاہ کو ممسوح کرے - بلکہ یہ بھی لازم تھا کہ سارے
لوگ اس کو اپنا بادشاہ تسلیم کریں - اسلئے یہ ضرور ہُوا کہ ایک جلسہ عام میں
داؤد کا انتخاب منظور کیا جائے - اسلئے شاہی حکم سے ایک مجلس فراہم ہوئی
(۱ تواریخ ۲۷ : ۱) یہ نظارہ کیسا شاندار ہوگا - جب بوڑھا بادشاہ ان لوگوں
کے سامنے کھڑا ہوا جنہوں نے اسرائیل کو عظیم بنانے میں اس کی مدد کی
تھی اور جن میں سے اکثر اب کنجِ گمنامی سے نکل کر شہرتِ عام پا چکے تھے -

یہ موسیٰ کی اُس الوداع سے مشابہت رکھتا تھا۔ جب اُس نے اُن لوگوں
سے جن کو وہ کنعان کی دہلیز تک لایا تھا۔ آخری بار ملاقات کی یا سموئیل کے
الوداعی ایڈریس سے۔ آخری بار بادشاہ اور لوگ خدا کے حضور اکٹھے
کھڑے ہوئے۔ پھر اُس نے اپنے انتخاب۔ ہیکل تعمیر کرنے کی آرزو
اور اپنی بجائے سلیمان کے تقرر کا ذکر کیا۔ پھر اس بچّہ کی طرف پھر
کر جو اُس کے پاس کھڑا تھا اُس کو نصیحت کی اور کہا۔ مضبوط بن اور
الٰہی ارادے کو پورا کر +

اس کے بعد ہیکل کا نقشہ جو خدا کے رُوح نے داؤد پر ظاہر کیا تھا۔
اور خزانوں کی فہرست جن سے یہ ساری چیزیں بنی تھیں۔ اُس نے سلیمان کو
دیں۔ جیسے موسیٰ نے مرتے وقت کہ عودہ سرزمین کی دید پائی۔ ویسے ہی داؤد
کی آنکھوں میں ہیکل مکمل کھڑی تھی۔ اپنی ذاتی ملکیت سے اُس نے ایک
بڑی بھاری رقم دی تھی اور اُس کا ذکر کر کے اُس نے شاہزادوں اور لوگوں
سے درخواست کی کہ ہیکل کے لئے اپنی اپنی نذریں پیش کریں۔ لوگوں نے
دریادلی سے اس کا جواب دیا۔ اور غالباً اس سے پیشتر یا اس کے بعد
مذہبی کام کے لئے ایک ہی موقعہ پر اتنا بڑا چندہ کبھی نہیں ہوا ہوگا
اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سب نذریں خوشی اور رضامندی سے دیگئیں +
سب لوگوں کے سامنے داؤد نے بھرے دل سے خدا کو برکت دی
اس کے لب قدیم آگ سے چھوئے گئے۔ اس کے خیالات وسیع ہوکر
آسمان تک بلند ہوئے۔ اسنے عالم کی بادشاہت خداوند یہوواہ سے منسوب
کی اور تسلیم کیا کہ جو کچھ اُس دن نذر کیا گیا تھا وہ سب پہلے اُنہوں نے
خدا سے پایا تھا۔ دوسرے عالم کی دہلیز پر کھڑے ہوکر اس کے دن سایہ
کی مانند نظر آتے تھے۔ جس میں کوئی پائیداری نہ ہو۔ اور پھر بادشاہ اور
باپ نے سلیمان کے لئے دعا و منت کی کہ وہ الٰہی فرامین پر قائم رہے۔
اور ہیکل کی تعمیر کرے۔ آخر میں اُس نے لوگوں سے خطاب کر کے

درخواست کی کہ وہ سب خدا کی حمد اور مدح سرائی میں شریک ہوں اور ایسی خوشی کا نعرہ اور برکت اور مدح سرائی کی آواز اُٹھی کہ عالم گونج اُٹھا اور ایک مذہبی میلے کے ساتھ یہ کارروائی ختم ہوئی +

یہ انجام ایک بڑی بزرگ زندگی کے شایاں تھا۔ ہم ٹھیک ٹھیک بتا نہیں سکتے کہ اس کے بعد کتنے عرصہ تک داؤد جیتا رہا۔ مقدس مورخ مرتے وقت کے نظاروں کو سست لفظوں میں قلمبند نہیں کرتے ہیں۔ ایک نوشتہ میں یوں لکھا ہے کہ داؤد اپنے باپ دادوں کے ساتھ سو گیا۔ اور داؤد کے شہر میں دفن ہُوا۔ دوسرے نوشتہ میں یوں مرقوم ہے کہ وہ بڑھاپے میں دولت اور عزت پاکر مرا۔ لیکن شاید سب سے عالی بیان وہ ہے۔ جو رُوح القدس نے پولوس کی زبانی لکھایا کہ داؤد اپنے وقت میں خدا کی مرضی کا تابعدار رہ کے سو گیا۔ اور اُس کو سڑنے کی نوبت پہنچی +

داؤد کی موت کے متعلق لفظ سو گیا بڑا دلکش ہے۔ اس کی زندگی شور۔ طوفان۔ جوش جنگ اور خونریزی سے بھری تھی۔ اور کئی بغاوتوں نے اس کو بے چین کیا تھا۔ لیکن آخرکار اس کو چین ملا۔ جیسے ہر ایک کو ملیگا۔ تھکے ہوئے بچے کی طرح وہ بوڑھی آنکھیں آخری نیند میں بند ہوگئیں اور اُس کی رُوح مُردہ بہادروں کے رُوحوں میں جا ملی۔ اس کی قبر پینتیکوست کے دن تک موجود تھی۔ کیونکہ پطرس اُس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ لیکن وہ مرد جس کو خدا نے بلا لیا تھا۔ اس کو راحتوں کے دریا سے پانی پی رہا تھا۔ اور وہ جب اُس کی صورت میں اُٹھا۔ تو مطمئن ہُوا۔ اس کا خداوند کا عمدہ سے عمدہ خواب حقیقت سے کم نکلا۔ اور اس کے بوڑھے چہرے پر موت سے خوشی آمیز حیرت کے آثار ہونگے کہ گویا اُس کو آدھی بات بھی بتائی نہ گئی تھی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی داؤد کے اور ہمارے خداوند کے درمیان مشابہت پائی جاتی ہے۔ ان کے مسیح ہونے اور لاثانی کلام۔ ان کی تکلیفیں خدا کے گھر کے لئے اُن کا شوق۔ اپنے دوستوں کے لئے اُن کی محبت۔

اُن لوگوں کی بیوفائی جن پر اُنہوں نے اعتبار کیا تھا۔ اُن کے جنگ یروشلیم کے لئے ان کی محبت۔ یہ باتیں دونوں میں کیسی مشترک ہیں۔ لیکن مشابہت یہیں ختم ہو جاتی ہے۔ اپنی کفارہ بخش موت۔ اپنی نہ سڑنے والی سرشت۔ اپنی شاندار صعود میں ابن داؤد لاثانی ہے۔ خود داؤد نے روح میں ہو کر اس کو اپنا خداوند کہا اور وہ جانتا تھا کہ صرف یہی بادشاہی کے اس نمونہ کو پورا کر سکتا ہے۔ جو روح القدس نے اس پر ظاہر کیا تھا۔ لیکن جس کو کوئی انسان سمجھ نہیں سکتا +

وہ بارش کی مانند جو کاٹی ہوئی گھاس پر برسے نازل ہوگا۔ اور پھوسے کے مینہ کی طرح جو زمین کو سیراب کرتا ہے۔ سمندر سے سمندر تک اور دریا سے انتہائے زمین تک اس کا حکم جاری ہوگا۔ وہ دوہائی دینے والے محتاجوں کو۔ اور مسکین کو۔ اور اُن کو جن کا کوئی مددگار نہ ہو چھڑائیگا۔ اس کا نام ابد تک باقی رہیگا۔ جب تک آفتاب رہیگا۔ اُس کے نام کو زوال نہ ہوگا۔ لوگ اس کے باعث اپنے تئیں مبارک کہینگے۔ ساری قومیں اُسے مبارک بادی دینگی +

تمت

حیاتِ داؤد

ابواب کی سرخیاں نظم میں

پہلا باب

منبع دریا سے ہم ہر روز کرتے ہیں عبور
پر رہے طفلانہ بیفکری سے اپنی بےشعور

یہ نہ سوچیں ایک دن کتنا بڑا ہو جائیگا
جب ہزاروں نالوں کے پانی سے وہ لہرائیگا

ہمسرِ بحرِ بے پایاں کا دم بھرتا ہوا
جا ملیگا اُس سے ازبس شور شر کرتا ہوا

دل میں رکھو یاد چھوٹے چھوٹے آغازو! مدام
خلق میں ذی جاہ اور مضبوط ہو تم لاکلام

باد فادل اور دماغِ پرز استحکام پر
منحصر بنیاد فی الواقع تمہاری ہو اگر

تم بنانے خوبصورت اپنے آئندہ کو ہاں!
فوجِ عصیاں پر نمایاں فتح پانے بیگماں

تاج پہنے اس شہنشاہِ حقیقی سے ضرور
اور عبث سر پہ نہ رکھنا چاہتے اُسکے حضور

دُوسرا باب

منّتی کا بیٹا جو تھا سب سے چھوٹا
تھا پیغام اُس کے لئے اِک خُدا کا

خدا نے کیا خاص کام ایک مقرّر
کہ انجام پلٹے اُسی سے سراسر

جبھی ایک دیلمرت اُس کو بلایا
کہ پایہ تھا تقریر سے بڑھ کے جس کا

جو تھا منصبِ عالی اس نیک خُو کا
اُسے اپنے لطفِ عنایت سے بخشا

تیسرا باب

کہا اُس نے پیشِ اظہارِ طاعت
سرِ تسلیم آگے شاہ کے خم

بڑھی ناچیز کاموں کی بھی وقعت ‏ ‏ شرافت سے رہا مصروف ہردم

چوتھا باب

میں نے اُن چابیوں کو پھینکدیا ‏ ‏ جن سے دن کا سُنہلا در کھلتا
پر ابھی تک ہیں ہاتھ بس باقی ‏ ‏ وائے حسرت ! کلبید تاریکی
آہ ! اُن وِرد کرنے والوں کی ‏ ‏ ہے میرے کان میں صدا آتی
کھیت میں جو خدا کے گاتے ہیں ‏ ‏ سُننے والوں کا دل لبھاتے ہیں
میں بھی ہمراہ اُن کے ہو سکتا ‏ ‏ لیک تاریکی میں بھٹکتا پھرا

پانچواں باب

حد بتا سکتا ہے اُس قدرت کی کون ‏ ‏ اور کس سے اس کی ممکن ہے ثنا
نا مکمل ہی اگرچہ کیوں نہ ہو ‏ ‏ کرتی ہے انسان کو ایماں عطا

چھٹا باب

اوہ ! میں نے ہے وہ روز دیکھا ہُوا ‏ ‏ کہ جب ایک ہی نقطہ سے بے خطر
خُدا نے یہ کہنے کا یارا دیا ‏ ‏ توکّل ہے میرا خدا وندپر
میری جان نے اعدا کو پسپا کیا ‏ ‏ رہی اُن کے حملوں سے بالکل نڈر

ساتواں باب

جو جانیں کہ اُن اپنی خوشبوں کو ہردم ‏ ‏ جنہیں آسمانی علاقوں میں پائیں
محبت سے لطف و عنایت سے باہم ‏ ‏ بلا منتِ غیر تقسیم کریں
اور اُن رنج و افکار کو دوسرے پر ‏ ‏ بھروسے سے کردیں بلا خوف خطا ہر
جنہیں گویا ہمدردی اپنا ہی دلبر ‏ ‏ بنالیتی ہے حد کے سو جاں سے ملا ہر
خوشی ہو انہیں اس رفاقت سے حاصل ‏ ‏ زیادہ بڑھے اس شراکت سے لاقت

سفر کی تکالیف۔ دوریئے منزل
بہت کم ہوں محسوس۔ ہاریں نہ ہمت
پڑیں جنگ اعدا سے مل جل کے باہم
اور آپس میں یک جان و دل ہو کے ساری
پہنچنے کو منزل پہ ہمت سے باہم
کمر باندھتی ہیں وہ اک دوسرے کی

آٹھواں باب

خیالات ناپاک ظلمات میں سے
نہ دل آ آکے آنکھوں کے آگے اُٹھے
پہ کافور ہوں۔ صبح کی روشنی میں
اُڑے سایہ دن کی ضیا افگنی میں
خدا اپنے بندوں کی خاطر ہمیشہ
سب اشیا کو ہے نیک انجام دیتا
اور اُن کے لئے جلوہ افروز رکھتا
وہ ہر ایک تاریکی میں نور اپنا
ہے اُمید کامل کہ وہ نور رحمت
اُڑا دیگا میرے گناہوں کی ظلمت
کہ جب تک ضیا روز آخر دکھائے
اور آنکھوں سے ہٹ جائیں سب دور ہوجائے

نواں باب

سنائیں حسرت و غم اور دشمن حملہ آور ہوں
کریں ہم کنارا۔ جان و دل بھی تن میں مضطر ہوں
مگر کھٹکا ہے کیا۔ جب ہم کو خالق کی حمایت ہو
ممد و مہرباں اپنی طرف کرتا ہدایت ہو

دسواں باب

تم پہ کیسی ہی مصیبت کیوں نہ آئے
باعث ایذا ہو غم۔ حسرت ستائے
لیک تکلیفوں سے پانے کو قرار
یہ طریقہ کر نہ لینا اختیار
سچے اور صادق رہو حق کے حضور
قائم ایماں سے رہو اُس کے حضور
گمرہی سے مخلصی تم پاؤگے
بے شبہ اس راستہ پر جاؤگے
جو تمہارے گھر کو سیدھا جائیگا
جس جگہ آرام تم کو آئیگا
یا کوئی صورت نکالیگا وہ اور
آشکارا جس سے ہوں بچنے کے طور

گیارھواں باب

کیونکہ گو تم اچھے ہو۔ یا ہو بُرے — اور سکّہ کی طرح سے بعض کے
وزن پورے۔ بعض ہلکے ہوں مگر — صورت شہ نقش ہو ہر ایک پر

بارھواں باب

کیا خود اُن لوگوں کو بخشیگا نہ اپنی روشنی — جانؔ و دل سے جو سدا اُس کے لئے ہیں ملتجی
ہاں۔ بڑی کثرت سے۔ یہ تو ہیں اُسکی ہبے شی — نور دے بندوں کو اپنے اُسکی ہیچ ہے ہی
ہاں۔ مگر مغرور۔ کاذب۔ اور بتر زویر۔ یا — سُست متلاشی کو ایک لمحہ نہیں دیگا خدا

تیرھواں باب

دل شکستہ کا۔ اشکوں کا اور آہوں کا گیت — مسافرت کی کمی۔ احتیاج و بیماری
سبھی سرودِ سرابانِ غم دکھاتے ہیں — کمال شیریں بیانی و شوخ گفتاری
خوشی سے گیت وہ گاتے ہیں شان میں اُسکی — کہ جس کا تخت جلالت پہ فیض ہے جاری
جسے ہُوا تھا ہمارا غم و الم محسوس — ہمارے واسطے کی جس نے گریہ وزاری

چودھواں باب

صبح کا انتظار صبر سے کر! — گو ہوئی جا رہی ہے لمبی رات
دل میں مایوس ہو نہ تو دم بھر — تیری سُنتا ہے وہ خدا ہر بات
وہاں! خوشی اور خدا کے پانے کا — بس یہی انتظار و صبر ہیں راز
تو نہیں بار غم اُٹھانے کا — منتظر رہ۔ سدا بعجز و نیاز

پندرھواں باب

جو چاہے کہ خالق کی برکت کو پالے — خون اور آگ میں سے وہ رستہ نکالے

دلِ زخم خوردہ کی آہیں ستمگر
وہی درحقیقت مبارک ہیں جب
بظاہر نہ ہو اُن کو اُمید کوئی۔
بس ایسوں ہی کی روز کی کشمکش کا

ہوں تیر عداوت سے بھی تیز بڑھکر
جو دُنیا میں آفت پہ آفت اُٹھائیں
پہ ہیں صبر سے پھر بھی برداشت کرتی
رہے آسماں پر فرشتوں میں چرچا

سوطھواں باب

خدایا دے تو اطمینان دائم
میری خاطر لب جُو۔ ہو تو ایسا
خداوند کی طرح سے۔ جس نے بری
کہ جب سر پر گرانبار بدی ہو
عتاب و قہر سے دے اُنکے راحت

اور اُس میں رکھ ہمیشہ مجھ کو قائم
کہ جیسے سایۂ برگ ایلیم کا
اُٹھائی شرم اے دنیا کے والی
عطا کر خوب اطمینان مجھ کو
جو تیرے نام سے کرتے ہیں نفرت

سترھواں باب

وہ رُوح جو کہ زور پہ انسانی خاک کے
نظروں میں آسمان کی رہیگی قصور وار
رکھنے سے تکیہ ناتواں انسانی بازو پر

کمزوری و گناہ کے سبب مطمئن رہے
اور ہوگی تیغ یاس سے گھائل خطا شعار
بیشک فروغ پائیگا اس کا غمِ جگر

اٹھارھواں باب

کرو سبھی خاکسار و عاجز دعائے توبہ میں اپنی جانکو
مبدّل اور غم سے پگھلے دلکو خدا کی شفقت سے پُر بناؤ

خدا کے مضبوط ہاتھ نیچے فروتن اپنے یہ دل بناؤ
نکال کر گمرہی سے توبہ میں لائے۔ دکھائے اپنی تو قوت

اُنیسواں باب

غم و رنج آرام و راحت کے سامان ہوئے ہیں عطا ساتھ جو زندگی کے
ہماری محبت کی پہچان پانے کا ہیں یہ صلہ اور انعام سارے
زمانہ کرے رشک گو لاکھ ہم سے۔ پہ آخر تلک اس کو حاصل رکھینگے

بیسواں باب

ہمیں چاہئے صبر سے کام لینا
عزیز از دل و جان تھا جنکو سمجھا
فقط اس سے یہ بات کرنی تھی ظاہر
ہوں دُنیائے دُوں کی حقیقت سے ماہر

اگر بیش قیمت زمینی خزانے
وہ اب لے لئے ہم سے واپس خدا نے
کہ سب فانی چیزوں سے دل کو ہٹا لیں
اور اپنے خداوند سے لو لگا لیں

اکیسواں باب

یروشلم وہ جہاں بھر میں شہر پاک ہے تو
بلند ہیں تیری دیواریں موتی دروانے

کہ جس کے نام کی عزت کمال ہے ہر سو
جو راستے ہیں بنے ہیں تمام سونے کے

بائیسواں باب

سنو! آرہی ہے یہ آواز کیسی
ہے بیشک یہ آواز ایسی الٰہی
کہ ہم سُن نہیں سکتے اسکو بخوبی
بہ متحرک اہل جہاں پر ہے رہتی
ہوا میں ہے لحظہ بہ لحظہ لرزتی
یہ خالق کے اظہار کی ہے کڑک کیا
یا راگ اُسکے بندوں کی ہے یہ دُعا کا
یقیناً خداوندِ عالم ہے آتا
صدائیں تقدّس مآبوں سے کتنی
ہیں شام و سحر گونگوں و بہروں کو بھی
یقیناً خداوند عالم ہے آتا
نہ کیوں اُسکے آنے سے ہر جا خوشی ہو
کہ جس نے کہا باندھ کر عہد سب کو
بصد مہر و اُلفت میں آتا ہوں دیکھو

تئیسواں باب

منصف ہے ایک ایسا کرتا عطا ہے ہر آں
جو اپنی قابلیت سے مانگتا ہے انساں

نزدیک جس کے اعلےٰ مقصد شریف اِرادے
جس کی نگاہ اقدس میں سب طرح کی نیکی
مقبول ہیں ہمیشہ اعمال نیک بن کے
دونوں جہاں میں بیشک پاتی ہے کامیابی

چوبیسواں باب

اس گنبد گرداں کا خداوند سمجھ کر
خوش ہو کے رکھو تاج تم اس شاہ کے سر پر
جو عالم بالا پہ سدا تخت نشیں ہے

ہاں تاج رکھو اُس شہ ذیجاہ کے سر پر
تخت اُسکی حضوری میں گریں جسطرح بیجا
شاہان جہاں۔ تاج رکھو سر پہ سب اُسکے
جس کو کہ دیا نام محبت کا۔ ہے خوشتر
تم تاج رکھو ویسے ہی سر پر متعدد
وہ شاہوں کا ہے شاہ رہیں در پہ سب اُسکے

پچیسواں باب

اے باپ! کیا گناہ میں نے
تھا جس کے لئے خیال میرا
روشن تھے دن اپنی زندگی کے
نظر آئے وہ آفتاب! مشکل!
اُس فعل کی۔ کی ہے چاہ میں نے
کام ایسا کبھی نہ مجھ سے ہوگا
آہ! اب ہیں سیاہ دکھائی دیتے
ہیں بیچ چھائے کالے بادل

چھبیسواں باب

کوئی نیک و بدنام ایسا نہیں ہے
وہ یا تو ٹھہرتا ہے برکت کا باعث
ہوں جو فعل اس کے نتیجہ میں سرزد
کہ جو کلک قدرت سے لکھا نہ جائے
ویا سرتے بار لعنت دیا ئے
کرے اُن کو مضبوط۔ اور یا گھٹائے

ستائیسواں باب

ڈوبتا سورج۔ نکلتا ہے ستارہ شام کا
بحر بے پایاں میں جس ساعت گذر نا ہو میرا
صاف آواز آتی ہے اب میری طلبی کی مجھے
کاش اُس دم شورش طوفاں اور آندھی نہ ہو